UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222864
UNIVERSAL
LIBRARY

UnEven Page Numbers Within The Book Only

دلگداز کی مکمل جلد

سر

بابت ۱۹۰۸ء

جسمین باستثنائے ناول ۱۹۰۸ء کے بارہ پرچے مرتب کر دیئے گئے ہین

مکرر ۱۹۰۹ء مین

U15 28

باہتمام محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار

قومی پریس لکھنؤ مین چھپی

۶ سو جلد

قیمت فی جلد [illegible]

آپ کا کتب خانہ کیا ان کتابوں سے خالی ہے؟

اگر خالی ہو تو جلدی بہت جلدی منگوایئے۔ ملک کی تعلیم اور ترقی کا ثبوت بس انھیں کتابوں سے آپ کو مل سکے ہماری ملک کا سرمایۂ ناز یہی کتابیں ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ ان کتابوں کو اگر نہ دیکھا ہو تو ضرور دیکھ اور جھوٹ ہی منگوا لیں۔

ملک العزیز اور ورجنا صلیبی لڑائیاں اسلامی جوش احسن و عشق اقصیٰ حسین جیتی جاگتی تصویریں قیمت

منصور اور موہنا - نرا مذہبی جوش اسنوت قومی غیرت ابس منگوایئے - قیمت - - -

آنریبل سر سید احمد خان بہادر کے لکچر یہ وہی لکچر ہیں جنھوں نے ایک نوری جوش کے ساتھ مسلمانوں کے دل میں ترقی کی بے چینی پیدا کر دی ہے۔ سید صاحب کے تمام لکچر جو اس وقت تک ہو چکے ہیں سب ایک مجموعی جلد شایع کر دیے گئے ہیں - قیمت - - - - - -

مولانا حافظ نذیر احمد صاحب کے لکچر - جو مذاق اور لیاقت دونوں رنگوں میں اسدو انشا پردازی کا ادا

مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم - مسلمانوں کی اگلی علمی قیمت کا دلچسپ خواب - بلا جلد ۸ ر مجلد

صبح امید - مولوی شبلی صاحب کی پر جوش مثنوی - قوم کا مرثیہ - - - -

صبح خندان - منشی امیر اللہ صاحب تسلیم کی پہلی دلچسپ اور مقبول مثنوی - - -

مثنوی نغمۂ راز - ایک عاشقانہ مثنوی مع شب وصل اور شب غم نتیجۂ طبع جناب شرر -

گلزار داغ و آفتاب داغ یعنی حضرت داغ دہلوی کے دیوان جنکو عام ملک سی مقبولیت کا سرٹیفکیٹ مل چکا -

قیمت دیوان اول - - پیہ - دوم - -

نظم دردمند - یعنے دیوان یاس بالکل تیر اور نشتر - قیمت عمدہ کاغذ - غیر معمولی کاغذ

دیوان صغیر - ایک نامور سخن سنج کا کلام ہجر و وصل کی دلکش تصویریں - قیمت - -

افادات - اردو کی شاعری کا بہت بڑا عروضی اور اوستاد - قیمت - - -

مسیحائے عالم - حفظ صحت کی ضروری باتیں - یا ایک تجربہ کار حکیم اور لائق ڈاکٹر - قیمت -

ضرب المثل - اردو ہندی مثلوں کا خزانہ - - - -

سراج عمر - شہادت حسنین علیہ السلام کے حالات بلا کم و کاست - قیمت -

خیالات نادرہ - تصوف کا آئینہ - قیمت - - - -

ردّ وہابیہ - وہابیوں کے اعتراضات کی تردید دربارۂ عرس و میلاد و روشنی مقابر حضرات و اولیاء اللہ - و تقسیم طعام وغیرہ - و نیز درباب تعزیہ داری وغیرہ - بدلائل قرآن و احادیث سے - مولانا مولوی انور علی صاحب رحمانی - قیمت - - - -

درخواستیں باجازت ویلیو پے ایبل آئین فوراً تعمیل ہوگی *

المشتہر
محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار و قومی پریس لکھنؤ - چوک

صاحبو! زمانے نے پلٹا کھایا۔ امیدین زندہ ہوگئین۔ آرزوؤن مین ایک جدت پیدا ہوگئی۔ دلگداز نے آپکی توجہ سے ایک سال پورا کرکے دوسرے برس مین قدم رکھا۔ اس قسم کے تغیرات اگرچہ ابتدا مین ایک قسم کی حسرت یاد دلادیا کرتے ہین مگر آخر مین کسی نہ کسی قدر مسرت کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۸۷ء کو رخصت کرتے وقت ہمارا دل بہت بھرا تھا۔ اُس وقت جو ہمنے زبان سے نکالا تھا خدا جانے کس قدر ضبط کرکے اور کتنا بڑا پتھر کلیجے پر رکھ کے۔ جو کچھ کہا تھا ایسے پُر درد لہجے مین کہا تھا کہ سُننے والون کی آنکھون مین بھی آنسو بھر آئے ہونگے۔ اب وہ پُر غم قصہ تو تمام ہوا۔ اس بات کی خوشی ہے کہ ایک نئے مہمان کا خیر مقدم ادا کرنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہے ہین۔ یہ قدرت کا بھیجا ہوا مہمان ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ چونکہ نیا نیا آیا ہے اس لیے دنیا کو ایک غیر مانوس نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ایک نیا کام اس کے سر پڑا ہے۔ اور کھڑا سوچ رہا ہے کہ کارخانۂ قدرت مین کیا دخل دے۔ نیا والون کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ اور ہم سے کس طرح پیش آئے۔ یہ وقت بہت غنیمت ہے۔ ایسے مین جسطرح ہوسکے اسے اپنی طرف متوجہ کرلین۔ ایک نیا کارخانہ دیکھ کر گھبرا اُٹھتا ہے اس کے مانوس بنانے کی کوشش کرین۔ ہماری قسمت ایک مدت تک کے لیے اسکے ہاتھ مین دیدی گئی ہے۔ برا ہو یا بھلا جیسا ہو۔ اب تو پورے بارہ مہینے تک ہمین اسی کے ساتھ نباہنا ہے۔ ہمین اسکا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ یہ بدمزہ نہو جائے۔ خدانخواستہ بگڑ گیا تو بہت بُری ہوگی۔

اچھا جیوا جانتے بھی ہو کہ یہ کون ہے ؟ زمانے کا نام اکثر سُنا ہوگا - در جہاں
زمانے کا نام سُنا ہوگا وہاں اُسکی بیوفائیون کا شکوہ بھی سُنا ہوگا - خوب اچھی طرح
معلوم ہوگا کہ زمانے سے زیادہ بیوفا کوئی نہین - جب پایا ہوگا مزاج یار کی طرح
برہم ہی پایا ہوگا - دنیا مین کون ہے جس کو اس کے ہاتھون سے صدمہ نہین پہونچا
ہاے سب اس کے ستائے ہوئے ہین - مٹی ہوئی اور پامال قومین خاک ادبار پر
پڑی ہوئی اسے کوس رہی ہین تو ترقی یافتہ لوگون کی پیٹھ پر اسکے کوڑے
اُن دنون کے نشان بنے ہوئے ہین جب وہ ذلت کی حالت مین تھین اور یہ
بیرحمی سے اپنا ایذا رسان کوڑا اُن کی پیٹھ پر پھٹکا - اکرتا تھا - اگرچہ موجودہ
ترقیون نے وہ مصیبتین بھلا دی ہین مگر کبھی کبھی باد مخالف کے چلنے سے
مدتون کی چوٹ کی طرح وہ نشان اُبھر آتے ہین اور یہی آسودہ حال اور بامراد
لوگ بیتاب ہو ہو کے کُلبلانے لگتے ہین - ایسا کوئی نہین جس کا دامن زمانے کے
ہاتھ سے بچ کے نکل گیا ہو - ذی علم - پرہیزگار - قوی ہیکل اور کامیاب آریہ لوگ
جنھون نے پہلے پہل فتح مندی کا جھنڈا مشرقی دنیا کے دلفریب سبزہ زار مین
گاڑ دیا تھا - جن کے حملے پہاڑون کو ہلا دیتے تھے - جن کی ترقیانہ رفتار تیز رو دریاؤن
کے حوصلے پست کر دیتی تھی - جنکی دھاک دنیا بھر مین بیٹھی ہوئی تھی - جنکے سامنے
کوئی بہادری کا لفظ زبان پر نہین لا سکتا تھا - جن کا نام تواریخ مین سب کے پہلے
لکھا گیا - اور جو اگلی دنیا کے بہت پُرانے اور بہت نامور ہیرو تھے آج دیکھو کس درجہ
بے کس و بے بس - کس قدر ناامید و مایوس - کیسے افسردہ و پاشکستہ بیٹھے ہین - انھین
کس نے اس حال کو پہنچایا ؟ - زمانے نے -
اگلی دولت و حشمت کے یادگار - پُرانے باہمت اور باوقار - عالی ہمت - بلند
حوصلہ - تاجدار اور نامور پارسی جنھین مذہبی رسوم بدل کے اور قومی آئین
اُٹھا کے ہندوستان کے جنوب و مغربی کونے مین پناہ ملی تھی - جنھین وطن کے
در و دیوار سے رخصت ہو کر غریب الوطنی کی مصیبت سر پر اُٹھانا پڑی تھی -
جن کا آوازہ کبھی چار دانگ عالم مین بلند تھا - جو کسی زمانے مین ساری مشرقی دنیا
کے حکمران تھے - جنکی بہادری دنیا مین ضرب المثل تھی - جن کی تلوار سے

روئے زمین کی آبادی کانپ اُٹھتی تھی۔ جن کے بہادرون کے نام قصے کہانیون مین ہمیشہ سُنے گئے اور سُنے جائین گے۔ دیکھو وہی لوگ آج کس ادنے حالت پر ہین۔ اُنکی تعداد کس قدر کم ہے۔ اُن کی زندگی کس بیوقعتی سے گذر رہی ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ اُنھین اِس حالت پر پہونچانے والا کون ہے۔ تو سوا اِس کے کیا کہا جائے گا کہ دو زمانہ،،

اولوالعزم۔ سادہ دل۔ بہادر۔ مقدس۔ فتح مند اور بامراد مسلمان جنکی تلوار دس دس لاکھ کی جماعت مین چمکتی تھی اور اپنا کام کرجاتی تھی۔ جن کے قدم چارون طرف ممالک کو فتح کرتے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ جن کا پاؤن ترقی کی رفتار مین زمانے سے آگے نکل جاتا تھا۔ جو اشاعت دین اپنا فرض اور تہذیب عالم اپنا کام سمجھتے تھے۔ سپہ گری جن کا جوہر تھا۔ مرنا جنکا کھیل تھا۔ علوم و فنون مین سب پر سبقت لے گئے تھے وہی مسلمان آج کس درجہ پریشان حال۔ شکستہ دل۔ فسردہ صورت نظر آتے ہین۔ اِس لیے کہ زمانے سے اُنھون نے بگاڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود ہی بگڑ گئے۔

زمانہ بر حال مین ہم پر حکمران ہے۔ ترقی کے وقت انسان مین غرور آجاتا ہے۔ اور اپنے زعم مین زمانے کی حکومت سے غافل ہوجاتا ہے۔ اِسی غرور نے سیکڑون کو تباہ و برباد کردیا اور خدا جانے کتنون کو تباہ کرے گا۔ اِسی لیے کہتے ہین کہ ہمین ۱۸۸۸ء کی طرف سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ ہم خواہ موافق رہین یا مخالف مگر اسکے اختیار مین ہین۔ جب یہ سمجھتے ہین کہ اِسکی فرمانبرداری ہمین ضرور کرنا پڑے گی تو موافق ہی کیون نہ رہین۔ جس سے بس نہ چلے اُس کی مخالفت مین سوا نقصان کے کوئی فائدہ نہین۔

یہ بھی اورون کے سمجھانے کے لیے کہدیا ورنہ ہم تو دل و جان سے ۱۸۸۸ء کا استقبال کرتے ہین۔ اِس کا ساتھی ۱۸۸۷ء بھی ہم سے اچھی طرح پیش آیا۔ اور امید ہے کہ یہ بھی ہم پر مہربان ہی رہیگا۔

قدرت اِس موقع پر ایک نہایت عمدہ نصیحت کر رہی ہے مگر افسوس بہت کم ایسے ہین جو سُنتے ہون۔ اے رفتار زمانہ کا اندازہ کرنے والو! نیچر زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ وقت کی قدر کرو۔ یہ ایک قیمتی ہدیہ تمھین دیا گیا ہے۔ اِسے لو۔

اور اپنے کام مین لاؤ - ایسا نہو کہ جس طرح ۱۸۸۷ء سے تم نے کچھ نفع نہین اٹھایا اُسی طرح اسے بھی ضائع کر دو،، حقیقت مین وقت نہایت قیمتی چیز ہے -

اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ یہی ایک چیز ہے جو کھو کے نہین ملتی - مگر افسوس تو اسی بات کا کہ ۱۸۸۷ء پورا گذر گیا اور ہم نے کوئی ایسی بات نہین کی جو کسی حیثیت سے ذرا بھی قابل یادگار ہوتی - جب گذشتہ ۱۸۸۷ء یون آناً فاناً ہماری نظر سے غائب ہوگیا اور ہم بیکار بیٹھے رہے تو ۱۸۸۸ء کی نسبت کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ہم کچھ کر لین گے -

افسوس! ہزار افسوس! نشۂ غفلت مین ڈوبے ہوئے تھے - ادبار کی نیند سوار تھی - بچون کی طرح بیفکر یون کے کھلونے کھیل رہے تھے - پریوشون کی طرح مست خواب ناز تھے - خیال بھی نہ گذرا - معلوم بھی نہ ہوا - خبر بھی نہ ہوی - کھٹکا بھی نہ ہوا - تیسوین ڈسمبر کی رات کو آرام سے سوئے - صبح کو اُٹھے - وہی معمولی سمان نظر آیا - کوئی نئی بات بھی نہ تھی کہ وحشت دل یاد دلا دیتی - اپنے اُسی معمولی طریقے سے موہنہ ہاتھ دہو کے کاروبار مین مصروف ہوئے - ایک دوست کو خط لکھنے کے لیے کاغذ اُٹھایا - پیشانی پر تاریخ لکھی - تاریخ اور مہینہ تو روزانہ ترتیب کی وجہ سے صحیح لکھ لیا مگر سنہ وہی ۱۸۸۷ء - ایک صاحب نے دور سے دیکھ کر فرمایا "۱۸۸۸ء لکھیے" متعجب ہو کے پوچھا "۱۸۸۸ء کیسا؟" وہ صاحب مسکرا کر بولے "وہ گیا - اب کہان!" اس جملے نے ہم نہین سمجھ سکتے کہ دل پر کیا اثر کیا - دل پر ایک چوٹ سی لگی - یقین جانیے آنسو ٹپک پڑے -

صاحبو - ہمین اس پر رونا نہین آیا کہ ۱۸۸۷ء بے طے رخصت ہوگیا - آپ سے سچ کہتے ہین ہم ۱۸۸۷ء پر نہین روئے - اصل مین ہم اپنے حال پر روئے -

کوئی پوچھ بیٹھے کہ "گذشتہ ایک سال کی مدت مین جو ۱۸۸۷ء کی دیر نگرانی گذری ہم نے کیا کیا؟" تو جواب نہ بن پڑے گا - اس سوال کے جواب مین ہماری طرف سے ایک سراپا ذلت سکوت ہوگا جو ہمارے ساتھ ساری قوم کو شرمندہ کر دے گا - افسوس قوم بھر مین ایک بھی ایسا نہین نظر آتا جو ٹالنے ہی کے طور پر سہی اس سوال کا جواب دے سکے "کیا کیا؟" ہائے کس قدر آسان سوال ہے - کیسا سہل معلوم ہوتا ہے - مگر یہ دو لفظ

ہماری قوم پر ایک ایسی رہین کہ کسی طرح نہین ٹلتے - اس پہاڑ کے ٹلنے کی کچھہ بھی امید نہین -
[illegible] مین شاید کوئی قوی ہمت فخرِ قوم اُلوالعزم ایسا اُٹھ کھڑا ہو جس کی قابل فخر
[illegible] دیکھ کر یکایک ساری دنیا کے اسلام کی زبان سے برجستہ یہ کلمہ نکل جائے کہ
[illegible] کیا ، تو یہ بوجھہ ہمارے سر سے ٹل سکتا ہی - اور یون تو بالکل ناامیدی ہے -
[illegible] ہم اس بار مین دبتے ہی جائین گے -

زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ بظاہر اسباب ہم سے شہ کے خاتمے پر بھی جب یہی
سوال کیا جائے گا تو اسی طرح پھر ندامت سے سر جھکانا اور اسی طرح شرمندگی کے بوجھ
مین اور دبنا پڑے گا - دیکھیے ہم کب تک یون ہی نادم رہتے ہین - اے خدا تو جلد
ہماری مدد کر کہ کوئی عالی ہمت افتخارِ قوم اپنے مضبوط ارادے سے اُٹھے اور یہ
بوجھہ ہمارے سر سے ٹالے -

گذشتہ اہل اسلام کی علمی ترقی

صاحبو! یہ تھوڑے تعجب کی بات نہین کہ یہی مسلمان جنکی غفلت شعاری - جنکی بے تعلیمی
جنکی جہالت اندنون ہمارے لیے باعث حسرت اور اور قومون کے لیے ذریعۂ عبرت
ہو رہی ہے کسی زمانے مین بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے تھے - پڑھتے نہ تھے
بلکہ زمانے کو ترقی کا ایک ایسا نمونہ دکھاتے تھے جسکو دیکھکر ایک عالم کو حیرت ہوئی
جاتی تھی - اُن کا طریقۂ تعلیم کچھہ ایسا عمدہ اور شائستہ تھا کہ ساری قومین اُنکی شاگردی
اپنا فخر سمجھتی تھین اور طرز تعلیم مین ہر قدم پر اُن کی پیروی کرتی تھین - آج اگر اُن حالات
کو ہم ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرین تو کسی کو یقین بھی نہ آئے - حقیقت مین لوگون کو
یقین نہین آتا - مگر گذشتہ زمانہ جو اپنے ناموران کے دلچسپ اور پُر درد تذکرے
ایک عمدہ یادگار کے طور پر پُرانی تواریخ کے صفحون مین احتیاط سے رکھوا گیا ہی وہ آج
ایک درد کے ساتھ یاد آتا ہے اور ہم سے دل شکستہ حسرت زدون کو بیچین کر دیتا ہے -
[illegible] پور و بغداد کے قدیم گرے پڑے کھنڈرون پر یہ کارنامے زیادہ تفصیل کے ساتھ
اور زیادہ درد انگیز لہجے مین قدامت کے موثر قلم سے لکھے ہوئے ہین - یہ شکستہ قدیم
عمارتین حسرت ناک کتابون کا کام دے رہی ہین - اور موجودہ نسل اسلام کو اُن

لوگون کو جو اپنی گذشتہ حالت یاد کرکے دل مین ایک درد پیدا کرنا چاہتے ہین خدا جانے کیا کچھ یاد دلا کے تڑپا دیا کرتی ہین۔

اِس سال کی محمڈن ایجوکیشنل کانگرس مین ہمارے لائق اور فاضل دوست مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر محمڈن کالج علیگڈھ نے "مسلمانون کی گذشتہ تعلیم" پر اندازاً پانچ جز کا ایک مضمون کانگرس کے پچھلے اجلاس کے سامنے پیش کیا۔ اِس مین ہمارے دوست کو جس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور جس شرح و بسط کے ساتھ وہ اسلام کی اگلی تعلیمی حالت کا نمونہ دکھا سکے ہین اُس کا حال ناظرین کو وہ مضمون دیکھکر معلوم ہوسکتا ہی۔ کیونکہ قریب قریب ہر جملہ خدا جانے کس تلاش اور جستجو کے بعد عربی اور انگریزی تاریخون کے ورق اُلٹ کر نکالا گیا ہے۔ مگر ہم اُسکا تھوڑا حصہ جو ہماری گذشتہ ترقیون کا ایک نہایت ہی حیرت ناک واقعہ یاد دلائے گا اور نیز ناظرین کو موقع دیگا کہ مولوی محمد شبلی صاحب کی جانفشانیون کی داد دین دلگداز کے ورقون پر اپنے معمولی رنگ مین شائع کرتے ہین۔

مولوی شبلی صاحب نے مدرسۂ نظامیۂ بغداد کا حال نہایت ہی وضاحت کے ساتھ ظاہر کیا ہی۔ واقعی بڑی عبرت کا مقام ہی کہ جس قوم مین نظامیۂ بغداد کے ایسے مدارس قائم ہون۔ اور جسکی عظمت و شوکت اس پایے کو پہونچ گئی ہو اُسکا دفتر یون اُلٹ جاے۔ مدرسۂ نظامیہ کوئی معمولی مدرسہ نہ تھا۔ یہ اتنا بڑا کالج نہین ایسی عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی تھی کہ باوجودیکہ اب اُسکا نشان بھی نہین مگر اُس کے نام میں کچھ ایسا اثر ہے کہ زبان پر آتے ہی دل مین ایک جوش پیدا ہوجاتا ہے۔ اور پھر اُس کے موجود نہونے کا خیال کرکے بے اختیار مُنھ سے آہ نکل جاتی ہی۔

مولوی شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین عرب کے سوا اسلامی ممالک مین جتنے خاندان فرمان روا ہوئے اُن سب مین پُرعظمت اور قوی تر آل سلجوق تھے۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ جنکی شہرت و سطوت نے یورپ اور ایشیا دونون پر برابر قبضہ کیا ہے اِسی نامور خاندان کی یادگار ہوئے ہین۔ نظام الملک طوسی جسکے مبارک ہاتھون سے نظامیۂ بغداد کی بنیاد پڑی اِن دونون مشہور بادشاہون کے دربار مین وزیر اعظم کے عُہدے پر ممتاز رہا۔ صرف وزیر نہ تھا بلکہ کل سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اِس نے اِس فیاضانہ

کام کے لیے خزانۂ شاہی سے چھ لاکھ کی رقم مقرر کی تھی - اور تمام قلمرو مین مکتب اور مدرسے قائم کیے تھے - اپنی کُل جاگیرون کا دسوان حصہ صرف مدرسون کے لیے وقف کر دیا تھا - مگر اُس کے فیاض ہاتھون سے جتنے کام ہوئے اُن سب سے بڑا اور اہم اور قابل یادگار کام نظامیۂ بغداد کی تعمیر تھی - گبن صاحب اپنی تاریخ مین اس مدرسے کی نسبت لکھتے ہین کہ "ایک سلطان کے وزیر نے بغداد مین مدرسہ قائم کرنے کے لیے دو لاکھ دینار وقف کیے - اور پندرہ ہزار دینار سالانہ اُسکے صرف کے لیے مقرر کیا - مختلف وقتون مین چھ ہزار طلبا ہر درجے کے نتائج علمی سے بہرہ اندوز ہوئے - اُن مین اہل حرفہ کے لڑکے بھی تھے اور اُمرا کے بھی - غریب طالب علمون کے لیے کافی آمدنی مقرر تھی - اور بیش قرار تنخواہون پر مدرس اور محقق معین تھے"

۴۵۷ھ مین اس مدرسے کی تعمیر شروع ہوئی - اور ۱۰ ذیقعدہ ۴۵۹ھ مین ہفتے کے روز بڑی شان و شوکت سے کھولا گیا - اگر مورخین کا یہ بیان صحیح ہے کہ "رسم افتتاح کے وقت سارا بغداد اُمنڈ آیا تھا - اور دار الخلافت کی کل عظمت و قوت نظامیہ کے ہال مین مجتمع تھی" تو قوم کے علمی جوش اور سلسلۂ عمارت کی وسعت کا بھی ہم صحیح اندازہ کر سکتے ہین - علامہ ابو اسحٰق شیرازی جو ان ممالک مین استاد کل تسلیم کیے جاتے تھے مدرس اعظم منتخب کیے گئے - لیکن اُنھون نے ایک شبہے کی بنا پر اس عہدے کو ناپسند کیا - اسلیے سردست یہ خدمت ابو نصر مصنف شامل کے سپرد ہوئی - اور بیس روز کے بعد علامہ ابو اسحٰق بڑے اصرار سے اس منصب کے قبول کر لینے پر راضی کیے گئے -

نظامیہ کی عمر مین خدا نے بڑی برکت دی - اور جب تک بغداد کی حکومت قائم رہی اس مدرسے کی فیاضیان بھی دور دراز ملکون تک اپنا اثر پہنچاتی رہین - ہمارے مخدوم سعدی شیرازی اس کے اخیر زمانے کے طالب العلم ہین - امام غزالی - امام طبری مورخ - ابن الخطیب تبریزی شارح حماسہ - ابو الحسن افصیحی شاگرد امام عبد القاہر جیلانی وغیرہ مدرس اعظم - اور امام احمد غزالی - ابو المعالی قطب الدین شافعی وغیرہ وقتاً فوقتاً نائب مدرس رہ چکے ہین - علما کے لیے ہر زمانے مین نظامیہ کی پروفیسری سے بڑھکر کوئی اعزاز کی بات نہ ہو سکتی تھی - اور دو سو برس کی مدت مین کوئی ایسا شخص اس منصب پر نہ مقرر ہوا جو اپنے زمانے مین یکتائے فن و یگانۂ دہر نہ سمجھا جاتا ہو -

---

ف دینار کم از کم پانچ روپیے کا ہوتا ہے -

نظامیہ کے احاطے مین ایک بڑا کتب خانہ بھی تھا جو خود نظام الملک کے عہد مین تیار ہوا تھا - علامۂ ابو زکریا تبریزی جو ایک مشہور مصنف اور عالم ہین کتب خانے کے منتظم تھے - (آثار البلاد قزوینی - ذکر شہر تبریز) ۵۸۹ھ ہجری مین الناصر لدین اللہ خلیفۂ عباسی کے حکم سے ایک اور کتب خانہ نظامیہ کے احاطہ مین تعمیر ہوا - اور ہزارون نایاب کتابین شاہی کتب خانے سے اُسکے لیے عنایت ہوئین نظامیہ کی مخصوص فیاضیون مین یہ بات بھی شمار کی گئی ہے کہ اُس نے طلبا کے لیے وظیفے اور تنخواہین مقرر کین جس کا شاید اِس سے پہلے کبھی رواج نہ تھا -

نظام الملک نے عام مدرسون کے علاوہ نیشاپور - ہرات - موصل - اصفہان - مین جو بڑے بڑے کالج قائم کیے تھے وہ بھی نظامیہ کہلاتے تھے - اور مدت تک نہایت مشہور و فائق علما اُن کے پروفیسر مقرر ہوتے رہے - مثلاً نظامیۂ ہرات کے مدرس ابو سعد محمد بن یحیے امام غزالی کے شاگرد تھے - نظامیۂ موصل مین ابو حامد محی الدین المتوفی ۵۸۶ھ ہجری نے درس دیا - ارجانی المتوفی ۵۴۴ھ ہجری نے نظامیۂ اصفہان مین تحصیل کی - لیکن نظامیۂ بغداد گویا یونیورسٹی تھی اور یہ تمام کالج اُس کی شاخین تھین -

نظام الملک نے شاہی خزانے پر مدارس وغیرہ کا جو بہت بڑا بار ڈالدیا تھا اِس پر ملک شاہ کے دل مین بھی ایک خیال پیدا ہوا - اُسنے نظام الملک کو بُلایا اور جس طرح باپ کہکے اُسکی طرف خطاب کیا کرتا تھا اُسی طرح کہا "پیارے باپ اس قدر زر کثیر سے تو ایک فوج مرتب ہو سکتی ہے - آپ جن لوگون پر ایسی فیاضیان کر رہے ہین اُن سے کون ایسا بڑا کام نکل سکتا ہے" نظام الملک نے کہا "جان پدر مین تو بوڑھا ہون - لیکن تم جو ایک نوجوان ترک ہو اگر بازار مین بیچنے کے لیے کھڑے کیے جاؤ تو امید نہین کہ تیس دینار سے زیادہ تمھاری قیمت اُٹھے - اِسپر خدا نے تم کو اتنا بڑا ملک عنایت کیا - اُسکا شکریہ یہی ہے ؟ تمھاری فوج کے تیر چند قدم پر کام دے سکتے ہین - لیکن جو فوج مین تیار کر رہا ہون اُسکی دعاؤن کے تیر آسمان کی سیر سے بھی نہین رُک سکتے" ملک شاہ بے ساختہ بول اُٹھا "مرحبا - پیارے باپ ایسی فوجین جسقدر ممکن ہون اور تیار کرنا چاہیے"

اس مقام پر یہ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ گفتگو دراصل باپ بیٹون مین نہ تھی - بلکہ بادشاہ وزیر یا یون کہا جائے کہ آقا اور خادم مین تھی - موجودہ زمانے مین بھی جب کہ آزادی کی حکومت ہے یہ گفتگو لوگون کو حیرت مین ڈال دیگی - کیا کسی اور قوم کے بادشاہ و وزیر مین اس قسم کی گفتگو سنی گئی ہے ؟ نہین - یہ آزادی بھی خاص مسلمانون کا حصہ تھی -

خیر اب آگے چلیے -

مسلمانون کی علمی تاریخ مین یہ بات بھی نہایت عجیب اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب ماوراء النہر کے علما نظامیہ کے قائم ہونے کے تمام حالات سے مطلع ہوئے تو سب نے ایک مجلس ماتم منعقد کی اور اس بات پر روئے کہ "اب علم کے لیے نہین جاہ و ثروت حاصل کرنے کے لیے سکھایا جائے گا" نظامیہ نے اپنے اثر سے ایک عجیب گرمجوشی تمام ملک مین پیدا کردی - وہ پانچوین صدی مین قائم ہوا اور چھٹی صدی تک اسلامی دنیا کا کوئی گوشہ (بجز اسپین کے) علمی عمارتون سے خالی نہ رہا -

موجودہ زمانے کے اسلام کو اُس دنیاے اسلام سے کچھ نسبت ہی نہین جو نظامیہ کے عروج کے زمانے مین ہندوستان سے اسپین تک آباد تھی - اُس زمانے مین ترقی کی ایک منظر قوم بھر کے جوش کو اُبھار دینے کے لیے کافی ہوا کرتی تھی - اُس زمانے کے ذوق و شوق ہی کا اثر تھا کہ نظامیہ کے بعد تھوڑے ہی مدت مین شہر شہر اور قصبے قصبے مین مدرسے کھل گئے - بعد والے مدارس مین اگرچہ بہت بڑے بڑے مدرسے جاری ہوئے مگر ہم مدرسۂ مستنصریہ کا کچھ حال نقل کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہین جو چند روز بعد خلافت کی طرف سے بغداد ہی مین قائم کیا گیا تھا - خاص بغداد مین نظامیہ کے علاوہ بیس بڑے بڑے کالج تھے جنکی شان و شوکت اور عالیشان عمارت دیکھکر قدرتِ خدا یاد آتی تھی - مگر مستنصریہ کا دبدبہ اور جلال ایک خاص توجہ چاہتا ہے -

مدرسۂ مستنصریہ کے تذکرے کو مولوی شبلی صاحب اس دلچسپ تمہید سے شروع کرتے ہین کہ دولت عباسیہ کی تاریخ مین خلفاے عباسیہ پر یہ بڑا الزام تھا کہ ان تمام علمی عمارتون مین سے ایک بھی کسی عباسی خلیفہ کے نام سے نہ تھی - اور اس بارہ خاص مین دارالخلافہ بغداد بالکل غیر نسلون کا ممنون تھا - خلیفہ المستنصر باللہ نے جو رجب ۶۳۳ھ مین تخت نشین ہوا اس الزام کو اُٹھانا چاہا - اتنی مدت کی غلطی کا کفارہ بھی اُسی مقدار سی ہونا چاہیے تھا

اور انصاف یہ ہے کہ ویسا ہی ہوا۔ باتفاق تسلیم کیا گیا ہی کہ جس عظمت و شان کا یہ مدرسہ بنا اُسکی نظیر سے گذشتہ اور موجودہ دونون زمانے خالی ہین ۶۳۱ھ مین دجلے کے کنارے اُسکی بنیاد کا مبارک پتھر رکھا گیا۔ اور چھ برس کی مدت مین سلسلۂ عمارت پورا تیار ہوگیا۔ عمارت کا ایک حصہ عین دجلے مین تھا۔ (مستنصریہ کے آثار اب بھی موجود ہین۔ ناصرالدین بادشاہ حال ایران نے سفرنامۂ ایشیا مین اُسکی گذشتہ شوکت یاد دلانے والی ٹوٹی پھوٹی عمارت کا ذکر کیا ہے۔) اُسی سال رجب کے مہینے مین جمعرات کے دن بڑی شان و شوکت سے اسکی رسم افتتاح ادا ہوئی جسمین بغداد کے تمام اعیان و افسران فوج و علما و مدرسین و قضاۃ و اہل منصب شریک تھے مستنصر نے تمام اعیان و امرا کو خلعت عنایت کیے۔ اور مویدالدین علقمی جسکے اہتمام مین عمارت تیار ہوئی تھی اُسکی جاگیر مضاعف کردی۔ مذاہب اربعہ کے فقہا اور شیخ الحدیث۔ شیخ النحو۔ شیخ الفرائض۔ شیخ الطب درس کے لیے مقرر ہوئے ایک سو ساٹھ اونٹون پر لاد کر عمدہ عمدہ کتابین کتب خانۂ شاہی سے اُس مدرسے کے استعمال کے لیے لائی گئین۔ مدرسے ہی کے احاطے مین ایک ہسپتال اور مزبلہ بھی تھا۔ (جس سے گرمیون مین پانی ٹھنڈا کرتے ہین) دو سو اڑتالیس مستعد طلبا مدرسہ کھلنے کے ساتھ بورڈنگ مین داخل ہوئے۔ جنکو مکان۔ فرش۔ خوراک۔ روغن۔ کاغذ۔ قلم۔ وغیرہ مدرسے کی طرف سے ملتا تھا۔ اُن کے دسترخوان پر معمولی کھانے کے علاوہ شیرینی اور میوے بھی چُنے جاتے تھے۔ اِس سب کے علاوہ ایک اشرفی ماہوار الگ وظیفے کے طور پر مقرر تھی۔ سیکڑون دیہات اور مواضع مدرسے کے مصارف کے لیے وقف تھے جنکی مجموعی آمدنی ستہ ہزار مثقال سونا یعنی آج کل کے حساب سے قریباً ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ (علامۂ ذہبی نے تاریخ دول الاسلام مین ان مواضع کی پوری فہرست بھی دی ہے) حنفیون کے مدرس اعظم شیخ عمر ملقب بہ رشیدالدین فرغانی تھے۔ جو فقہ۔ اصول۔ حکمت۔ کلام مین بڑے ماہر گنے جاتے تھے۔ پہلے سنجار کے مدرسے مین مدرس تھے۔ پھر مستنصر باللہ نے فرمان بھیجکر بلالیا تھا۔ مدرسے کے دروازے پر ایک ایوان تھا جسمین ایک نہایت عجیب اور بیش قیمت گھڑی ڈھرکی تھی۔ جسکو علی بن تغلب بن ابی الصیا بعلبکی ایک مشہور ہیأت دان و منجم نے تیار کیا تھا۔ علی بن تغلب اس صناعی کے زمانے سے ساعاتی کے لقب سے مشہور ہوگیا۔

ف ثانیاً یہ دوسری گھڑی ہی جو دولت عباسیہ مین بنائی گئی۔

عبدالرزاق بن الفوطی جو محقق طوسی کا شاگرد رشید تھا اور دس برس تک مراغہ کی رصدگاہ مین محقق صاحب کے ساتھ خزانۃ الرصد کا مہتمم رہ چکا تھا واقعۂ تتار کے بعد کتب خانے کا افسر مقرر ہوا جہان رہکر اُس نے تاریخ کی ایک کتاب ۵۰ جلدون مین لکھی۔ افسوس موجودہ زمانے مین جہان وہ علمی درس گاہین اور وہ قومی مدارس نہین وہان وہ اگلا اسلام اور اگلے مسلمان بھی نہین رہے۔ نہ وہ ذوق رہا نہ وہ شوق رہا۔ نہ وہ ولولہ رہا اور نہ وہ جوش رہا۔ ورنہ جس قوم کا یہ عالم ہو کہ بے کسی کے کہے سنے عام فائدہ رسانی کے لیے مدرسے پر مدرسے اور یونیورسٹیون پر یونیورسٹیان کھولتی چلی جاتی ہو جس کے دولت مند کسی عالم کو اپنے شہر کا مہمان دیکھکر صرف اُس کے اُٹکا لینے کی غرض سے بڑے بڑے کالج قائم کر دیتے ہون اُسی کا یہ عالم ہو جائے کہ آج علمی دولت تو قوم سے کب کی جا چکی اب ۔ہی سہی اسلامی مذہبی عزت بھی چھنی جاتی ہے اور کسی کے کان پر جون نہین رینگتی! قوم کی تباہی اور بربادی کی آوازین ہر طرف سے آ رہی ہین اور کوئی نہین سنتا! ہمدردان قوم رو رو کر ایک ایک کے آگے اپنے قومی ادبار کی تصویر کھینچتے ہین اور کسی کے دل پر اثر نہین ہوتا! خیر خواہان اسلام بڑے بڑے رؤسا کو انجمنون اور جلسون مین جمع کر کے بلکہ اکثر ایک ایک کے دروازے پر جا کے اپنی پریشانی اور شکستہ حالی کا اظہار کرتے ہین مگر کوئی ترس نہین کھاتا! حقیقت مین اب مسلمان وہ مسلمان نہین رہے۔ اور قوم وہ قوم نہین رہی۔ اے خدا یہ ہمکو معلوم ہے کہ تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے۔ اور ہم جانتے ہین کہ تو اپنے اِس اقرار کا نمونہ دکھا رہا ہے کہ "جب تک کوئی قوم خود اپنے ہاتھون سے اپنے تئین نہین خراب کرتی تو بھی اُسکو خراب نہین کرتا"۔ ہم مانتے ہین کہ یہ خرابی خود ہماری ہی پیدا کی ہوئی ہے۔ مگر اب قومی ناکامی اور ناامیدی ہم سے نہین دیکھی جاتی۔ تو مہربان اور رحمدل ہے۔ تو بگڑے ہوؤن کو بناتا ہی۔ توڈوبتونکو سنبھالتا ہے۔ اگر یہ مصیبت زدہ قوم خود اپنے تئین نہین سنبھالتی اور تجھے امتحان ہو گیا کہ اس مین سنبھلنے کی ذاتی قوت ذرا بھی نہین رہی تو تو اپنے معمولی رحم سے کام لے۔ اور بے اِسکے کہ یہ ترقی پر آمادہ ہو اِسے ترقی کے زینے پر چڑھا دے۔ اور اگر تو مدد کرنے مین اِسی بات کا منتظر ہے کہ اِس قوم کے عالی ہمت کچھ پڑھین تو انھین تو بھی بڑھائے۔ تو پنجاب کے برگزیدہ اور عاشق قوم نیک نیت مسلمانون کی طرف

دیکھ جنکی کوششون سے انجمن حمایت اسلام قائم ہوئی ہے - جنھون نے پچھلے اسلامی ٹھنڈے لہو سے پیدا ہونے والے لڑکون کے لیے قومی اسکول کھول دیا - جنھون نے قوم کی سادہ لوح اور بھولی لڑکیون کے لیے مذہبی زنانے مدرسے جاری کر دیے - جنھون نے مذہبی تعلیم کے لیے دنیاوی موجودہ اغراض کا لحاظ کر کے خاص اپنا کورس بنایا - جنھون نے غیر قوم کے پھندے مین پڑ جانے والے لاوارث یتیم بچون کے لیے یتیم خانہ بنایا - اے پاک پروردگار تیری امید پر انھون نے اتنا کیا اب تو اپنے وعدون کے موافق اُن کی اغراض مین مدد دے - اور قوم کے ہر متنفس کے دل مین ڈال دے کہ وہ حمایت الاسلام کی مدد کرین - اُسکی پیروی مین ہر شہر مین اسی قسم کے نمونے دکھائین - حمایت الاسلام کے بنائے ہوئے کورس کو اپنے ہان رواج دین - آمین -

---

یہ قصیدہ دوسری ایجوکیشنل کانگرس کے پچھلے اجلاس کے خاتمے پر مولوی شبلی صاحب نعمانی پروفیسر محمڈن کالج علیگڈھ نے عجب پرجوش لہجے مین پڑھا تھا - اور حاضرین کے دل پر ایک عجیب اثر ڈال دیا تھا - ہم نہین چاہتے کہ ہمارے ناظرین اس کے مبارک اثر سے محروم رہین -

---

قصیدۂ عیدیہ کہ در و چیزے از برہمی کار اسلامیان وانمودہ شد

روز عید ست و دگر کار جہان گشت بساز
باز شد بر رخ گیتی در امید فراز

دست بیداد فلک آنہمہ کوتاہ شد ست
کہ دگر فتنہ نیارد کہ کند پاے دراز

خلق را باز لب از خندہ فراہم ناید
چون گل تازہ کہ غنچہ اش نتوان کردن باز

سخن از مے چہ کنی بادہ چہ خواہی امروز
نشۂ عیش ندارد بہ مے و بادہ نیاز

خواجہ از خانہ برون آئے کہ دیدن دارد
اینہمہ گرمی ہنگامہ و این زینت و ساز

مردمان بین کہ ز ہر ناحیہ گرد آمدہ اند
ہر یکے در ہنر خویش ز دیگر ممتاز

ہمہ در راہ طلب گرم نفس چون خورشید
عیدگہ کعبہ و شان دشت نوردان حجاز

مردمان اینکہ ز ہر گوشہ فراز آمدہ اند
نگہ از تنگی جا بار نمے یابد باز

آن یکی جلوه فروش آمده در خانهٔ زین
وان دگر بر زده بر هودج زر بالش ناز

آن یک از تابش خور پرده فرو هشته بروے
وان دگر در کنف چتر شده جلوه طراز

واعظ آراسته عمامهٔ وازروے شرف
شمله را کرده چو سر رشتهٔ امید دراز

زاهد ساده هم از کلبهٔ تنهائی خویش
با کهن خرقهٔ خود رفت برون بهر نماز

با همه شوکت و فر با همه تمکین و شکوه
خلق در عید گه آمد زره صدق و نیاز

نفسے چند نشستند دو زانو و انگه
راست چون سرو ستادند پے ذکر و نماز

مفتی شهر هم از جا با مامت برخاست
با همه صدق و صفا با همه اخلاص و نیاز

آنچه بایست ز ترتیل و سکون در قرأت
همه بر وجه حسن کرد ادا آن ممتاز

پس دگر خطبه بفرمود بآواز بلند
خطبهٔ چون سخن قامت محبوب دراز

شاخ و برگ سخن افزودم و از جا رفتم
خود نگویم که چو انجام پذیرفت آغاز

شور برخاست ز مردم که مبارک باد
عید و این گرمی هنگامه و این تهنیت و ساز

در سخن بود یکے کز غم دنیا رستم
دیگرے گفت علی الرغم سپهر کجباز

کودک از روے ادب عرض نیایش سازد
پیر گفتے صد و سی سال ترا عمر دراز

پدر از مهر بپاسخ پسرش را گفتی
مرحبا ایدک الله بعز ممتاز

حیف کاین شور و طرب یکدو نفس بیش نماند
چه کند عید بدردے که بود صبر گداز

جمع اسلام چو باشد هدف تیر بلا
خود چو کج باخت بایشان فلک عربده ساز

فرق نبود بحقیقت ز محرم تا عید
آه از فتنه گری هاے سپهر کجباز

خود همان جمع که می داشت بهم تیغ و قلم
خود همان قوم که بوده ست بهر مایه فراز

آنکه در انجمن فضل نمیداشت همال
آنکه در بزمگه دهر نبودش انباز

آنکه جان در تن افسردهٔ معنی بدمید
آنکه برداشته قفل از در گنجینهٔ راز

هیئت و هندسه را پایه ز گشت بلند
منطق و فلسفه را داد هم از زیب و طراز

نظم او سنگر و انگه سخن از سحر گوے
نثر او بین و دگر قصه مخوان از اعجاز

یاد آن رونق بازار هنر در بغداد
یاد آن گرمی هنگامهٔ فن در شیراز

قرطبه آنکه از و کسب هنر کرد فرنگ
وان سلرنو که اطالیه باو داشت نیاز

خود همان جمع که افراخت بعیوق علم
آنکه بر اوج فلک سود کلهٔ گوشهٔ ناز

آنکه پامال خرامش چه صفاهان وچه قم
آنکه تاراج نگاهش چه عراق وچه حجاز

آنکه دیلم به جبین داغ سجودش برداشت
آنکه سلجوق بخاک در او کرد نماز

روم را لرزه براندام ز بانگ غضبش
هند را غلغلهٔ مقدم او زهره گداز

فتح را از پی طاعت خم تیغش محراب
بخت را بهر پرستش در او کعبهٔ راز

رمح او بود که تاج از سر قیصر بربود
دمع در چشم عدو پای ثبات افسرده

اینک آن قوم بحالیست که نتوان گفتن
تیغ او بود که شد با دل کسری همراز

دست هر یک شده از دامن مطلب کوتاه
تیغ در سینهٔ بدخواه بیاسوده بناز

همه را از ستم حادثه خون گشته جگر
خود ببین تا بچه انجام رسید آن آغاز

غم بدان مایه که هرگز نتوان دید تهی
هر یکی را به همین غصه زبان گشته دراز

ناله بیخواست برآید ز دل خستهٔ ما
همه را شیوهٔ بیچارگی و عجز و نیاز

هیچ سازیم و خود از دست که فریاد کنیم
دیده از اشک و دل از غصه جانها نه گداز

هرچه بر ماست هم از دست سیه کاری ماست
شیشه را هست بهنگام شکستن آواز

زهرهٔ کیست که این قصهٔ غم گوش کند
کین جفاها همه از ماست بما آمده باز

گر درین نظم کمیت قلم از پویه بماند
گلهٔ نیست ز بخت و فلک عربده ساز

عذر من نه که محالست بیک نغمه سرود
داستانیست جگرخون کن و اندیشه گداز

شرح این حادثه از شبلی دل خسته مخواه
بال و پر ریخت اگر مرغ سخن در پرواز

داستان غم و افسانهٔ محمود و ایاز
شب بود کوته و افسانه درازست دراز

ہمارا جدید ناول

آخر وہ زمانہ آگیا کہ ہم اپنے ناظرین سے کئی مہینے سے جو وعدہ کرتے چلے آتے ہین اُس کو پورا کرین - اِس مرتبہ **دلگداز** کے ساتھ ایک جدید **ناول** کا ایک جزنذرِ قدردانانِ **دلگداز** ہے - ابھی سے کہدینا اگرچہ نازیبا ہوگا مگر اپنے دوستون کا شوق بڑہانے کے لیے ہم یہ بھی کہے دیتے ہین کہ اِس **ناول** کو وہ اپنے مذاق مین نہایت عمدہ اور نہایت قیمتی پائین گے - اِسوجہ سے نہین کہ یہ **شرر** کی جانب منسوب ہی - بلکہ کئی اور وجوہ سے -

اول تو اِس کا سین اُس سرزمین پر کھینچا گیا ہے جو یورپ اور ایشیا بلکہ ساری دنیا کی نظر مین ایک نہایت ہی معزز اور مقدس حیثیت رکھتی ہے - جو مذاہب کا سرچشمہ تھی - اور جسکی خاک سے ہزارون انبیا اور پیغمبر اُٹھے اور خاک مین مل گئے یعنی سرزمین **شام** دنیا کی سب سے پُرانی کتاب مقدس توراۃ انھین پہاڑون مین ظاہر ہوئی جنکی اِس **ناول** کے ذریعے سے ہم اپنے دوستون کو سیر کرآئین گے - تاریخی حیثیت سے بھی دیکھا جائے تو ملک شام اُس قدیم زمانے کے واقعات کو دکھا رہا ہے جب ساری دنیا کی تاریخ پر پردہ پڑا ہوا تھا - اِس مین کوئی شک نہین کہ ملک شام کو ان حیثیتون سے تمام ملکون پر ترجیح ہے - اُس کی اِس ترجیح کو کوئی نہین مٹا سکتا - یورپ ہزار ترقی کرے اور اپنے نامورون کو پیش کرتے وقت لاکھ بڑہ بڑہ کے باتین بنائے مگر ایشیا کا ملک **شام** وہ مقام ہے کہ اِس کے آگے ہمیشہ اُس کا سر جُھک جائے گا -

دوسرے یہ **ناول تاریخی** ہے - اُردو مین اسوقت تک جتنے اوریجنل (طبعی) ناول لکھے گئے اُن سب مین کسی **تاریخی** واقعے کی مطابقت کی کوشش نہین کی گئی صرف فرضی قصے سے کام لیا گیا - اور محض خیالی عبارت آرائیون سے سوسائٹی کے نمونے دکھائے گئے - مگر اِس **ناول** مین بہت زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ **تاریخ** کسی طرح ہاتھ سے نہ جانے پائے - اِسوجہ سے اِسمین اور اُردو کے اور اوریجنل ناولون مین قریب قریب وہی فرق ہے جو سچ اور جھوٹ مین ہوا کرتا ہے - یہ دعوی نہین کہ اِسمین جو کچھ لکھا ہے سچ ہے - مگر اِسمین بھی شک نہین کہ جو یہ **ناول** دیکھے گا وہ **تاریخ** کے ایک خاص حصے سے بخوبی واقف ہو جائے گا -

تیسرے **تاریخ** سے بھی اِس **ناول** کے لیے وہ واقعہ چنا گیا ہے جو تمام مہذب دنیا مین بڑی حیرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے اور جس مین عیسائیون اور مسلمانون دونون کو پوری دلچسپی حاصل ہوتی ہے - یعنی **کروسیڈ وار** (وہ عظیم الشان لڑائی جو **بیت المقدس** کے لیے مسلمانون اور عیسائیون مین ہوئی تھی - اور جسمین باوجود شرعی ممانعت کے دین مسیحی نے بڑا پُرجوش جہاد کیا تھا) یہ وہ لڑائی تھی جسمین اگرچہ مسلمان اُسوقت کامیاب ہو گئے مگر دراصل اُسی کے بعد سے ترقی کے میدان مین یورپ نے آگے قدم بڑہانا شروع کیا اور مسلمانون کا قدم پیچھے پڑنے لگا - تواریخ کے صفحون پر بڑے بڑے

ناموروں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ مگر جو شہرت اس معرکے کے بہادر اور بلند حوصلہ سپہ گروں سلطان صلاح الدین اور رچرڈ دی فرسٹ کو حاصل ہوئی وہ بہ مشکل کسی کو نصیب ہو سکتی ہے۔ یہی معرکہ آرا تھے جنکو اُسوقت دین مسیحی اور دین اسلام دونوں مذہب امید و بیم کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ اور اب حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اِن مذکورہ بناؤں پر میں کہہ سکتا ہوں کہ شاید ہمارے دوستوں میں کوئی نہوگا جو اِس ناول کو نہ پسند کرے۔ عام اِس سے کہ وہ خاص ہمارے رنگ عبارت کے موافق ہو یا مخالف۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ کام میری حیثیت سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اِس قسم کی تصانیف کے لیے اندنوں آمادہ ہو جانا کچھ انگریزوں ہی کا کام ہے۔ اور انگریزوں میں بھی خاص سر والٹر اسکاٹ کا۔ لیکن دو خیال مجھے جرأت دلاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جسقدر میں لکھوں گا قوم کے لائق لوگ اپنے پُرجوش مذاق میں اُس سے زیادہ سمجھیں گے۔ دوسرے یہ کہ ملک کے منتخب اور تاریخ دان اور جادو نگار انشاپرداز اپنے رنگ کی پہلی تحریر سمجھ کر اِس کی غلطیوں کو معاف کریں گے۔ اور مہذب الفاظ میں اُن لغزشوں سے مجھے مطلع کریں گے۔

مصلحۃً اور ضرورۃً ضمیمۂ ناول کُل خریداران ولگداز کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے جن حضرات کو نہ لینا ہو پرچے کے پہونچتے ہی بذریعۂ کارڈ منع فرمائیں اور بہت جلد اطلاع دیں کہ آیندہ یہ ضمیمہ اُن کی خدمت میں نہ روانہ کیا جائے۔ ورنہ برابر جاری رکھا جائے گا۔ اور قیمت پوری لی جائے گی۔ اب سال بھی پلٹا قیمت ولگداز اور ناول کی بہت جلد ارسال فرمائیں۔ کیونکہ اِس ضمیمے کی وجہ سے ہماری ضرورتیں بھی بڑھ گئی ہیں۔

غریب کا چراغ

ہاے دیکھو کس طرح ٹمٹما ٹمٹما کے جل رہا ہی - اِسکی اندر روشنی یا تو پُرانے جھوپڑون کی پھوس کی چھت اور چٹائی کی ٹٹیون پر پڑتی ہے - بس بعینہ جس طرح ٹوٹے پھوٹے کھنڈرون مین مسلمانون کا اقبال چمک رہا ہے - اور یا اُن کھُلے میدانون مین جن پر ہمارے میدان آرزو کی طرح سنّاٹا چھایا ہوا ہی - اُن میدانون مین جگنوؤن کے مثل یہ چراغ دور پر جھلملاتا نظر آتا ہے - اور عجب حسرت بھرے جذب سے بہک کر جانکلنے والون کو اپنی طرف کھینچتا ہے - اے اس نئی روشنی کے جگمگاتے ہوئے لمپون کے گرد بیٹھنے والو تمھین اِس چراغ کی قدر نہوگی - مگر ہاے یہ بے تکلف چراغ جسکی قدر کچھ اگلون ہی کو خوب تھی تمھاری تیز روشنی والے لمپون سے کہین زیادہ مفید ہے - اِس کے رونون سین دیکھنے کے قابل ہین -

اُس جھوپڑے کو دیکھتے ہو؟ کتنا مختصر ہے! بنانے والے نے اپنے سر نیچر کا احسان لینے مین بھی بڑی بے پروائی کی ہے - کیونکہ اگرچہ چارون طرف بہت جگہ خالی پڑی ہوئی ہے مگر وہ زمین کا بہت ہی تھوڑا حصّہ اپنے استعمال مین لایا ہے - ایک چراغ اندر ٹمٹما رہا ہے اور ٹٹیون کی درزون سے اُسکی زرد زرد روشنی نکلتی ہے اور باہر کی اونچی نیچی غیر مسطح زمین پر ایک سُنہرے سینکیے کی وضع بنا دیتی ہے - یہ روشنی اِسقدر ہلکی ماند اور دھیمی ہے کہ موسم سرما کا کہرا بہت نزدیک ہی اِسکا اثر مٹا دیتا ہے - اندر ایک چھوٹا سا خاندان زندگی بسر کر رہا ہی - جھوپڑے کا مالک یا اِس خاندان کا جفاکش بادشاہ چونکہ دن ہی کو اپنا کام پورا کر چکا ہی اسلیے اطمینان سے ایک طرف بیٹھا حُقّہ پی رہا ہے - اپنا فرض ادا کر چکنے کی خوشی دنیا کی سب خوشیون سے بڑھی ہوتی ہے - وہی خوشی ایک دل کو روشن کر دینے والی نور کے مثل اسکے چہرے پر چمک رہی ہی - چار برس کا ناسمجھ بچہ دن بھر کے بعد اپنے باپ سے ملا ہے اور اِس شوق سے اُسکی گود مین بیٹھا ہی کہ کھیلتے کھیلتے جب زیادہ آگے بڑھ آتا ہے تو یک بیک پیچھے کھسک کے اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے - چھ برس کی بھولی

معصوم لڑکی سامنے بیٹھی ہی اور جہان اپنے چھوٹے بھائی کی باتون سے خوش ہو رہی ہی وہان اُسپر حسد بھی کر رہی ہی کہ ابا کی گود مین بیٹھا ہی - یہ دونون بچے اپنی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتون سے اُس کے دن بھر کے تھکے اور مضمحل دل کو بھلا رہے ہین - اور وہ اِن کی بھولے پن کی حرکتون مین اِس دلچسپی سے غرق ہی کہ زندگی بھر کی فکرین بھولی جاتی ہین - اور اِن سب باتون پر طرہ یہ ہی کہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی دُھندلی روشنی ننھے بچے کے خوش خوش اور باپ کی صورت کی عاشق لڑکی کے بھولے اور باپ کے مطمئن چہرون پر پڑ رہی ہی - یہان سے تھوڑی دور ہٹ کر لڑکون کی مان اُسی چراغ کے آگے ایک پھٹی چادر اُوڑھے اپنے دوپٹے مین پیوند لگا رہی ہے - اور اُس کے برابر ہی بڑی کنواری لڑکی ٹوپی کاڑھ رہی ہے - یہ ٹوپیان ایک شہر کے ٹھیکہ دار کی معرفت کاڑھنے کو بھیجا کرتی ہین اور اُنکی اُجرت جو ہماری نظر مین نہایت حقیر ہے اِس خاندان کی روزی کا ایک حصہ ہوا کرتی ہے - جھونپڑا بہت تنگ ہے - ہوا بہت رُک رُک کے آتی ہے - سامان بہت ادنیٰ حیثیت کا ہی - رہنے والے غریب اور چھوٹی قسمت کے لوگ ہین - اور ایسے ہین کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ فکرین جن پر ہم توجہ بھی نہین کرتے اِن کے دلون پر بڑا سنگین اثر ڈالدیا کرتی ہین مگر یہ زرد زرد شعاعون کا چراغ اِن سب کے چہرون کو نہایت تازہ - شگفتہ اور بشاش دکھاتا ہی - ننھے بچے کی ناسمجھی کی باتین - منجھلی لڑکی کا بھولا اور پیارا دلفریب چہرہ جس پر بیفکری کے علاوہ سادگی کا روغن بھی پھرا ہوا ہی - بڑی لڑکی کا ایک متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے کام مین مشغول ہونا - اور اُسکی نیچے کو جھکی ہوئی حسین اور عصمت شعار آنکھین - باپ کا اطمینان اور بچون کی باتون سے خوش ہو ہو کے ہنسنا - مان کا اپنی غریبی کے لباس کا درست کرنا اور کفایت شعاری کے اصول کو بغیر کسی قسم کی افسردہ دلی کے برتنا - یہ سب ایسی دلفریب دلرُبا اور قیمتی چیزین ہین کہ اعلیٰ سوسائٹی اور رئیس پارٹی کے بڑے بڑے محل اور اونچی اونچی کوٹھیان چھان ڈالو کہین نہ نظر آئین گی - مومی بتیون کی نفیس اور خوشگوار کرنون مین - عمدہ عمدہ قیمتی ولایتی لمپون کی آنکھون کی چوندھیا دینے والی شعاعون مین یہ سین کبھی نہ نظر پڑے گا ہاے اِس قسم کے سین نظر آئین گے تو اِسی ویسی چراغ کی مٹی مٹی روشنی اور زرد زرد شعاعون مین -

پھلاسین تو دیکھا اب دوسرے سین کی بھی سیر کر لو۔ اُس میدان مین دیکھو ایک چراغ ٹمٹما رہا ہی ہوا آہستہ آہستہ چلتی ہی اور اُسکی لَو کو زیر و زبر کر رہی ہے۔ چراغ گویا گُل ہو ہو کے روشن ہوتا ہی اور روشنی مٹ مٹ کے نمودار ہوتی ہے۔ دور سے دیکھنے والا مسافر کبھی جگنو سمجھ کے مایوس ہو جاتا ہے۔ اور کبھی غول کا خیال کر کے ڈرنے لگتا ہے۔ مگر باوجود ان سب باتون کے وہ ڈر ڈر کے قدم اُٹھاتا ہے اور اِسی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔

چراغ کی روشنی کبھی اپنی میلی کرنین آس پاس کے درختون تک بڑھا دیتی ہے اُن کے ہوا سے ہلتے ہوئے پتون پر یہ کرنین سیکڑون جگنو سے چمکا دیتی ہین۔ اور پھر یک بیک یہ روشنی غائب ہو جاتی ہے اور جنگل کا سناٹا اپنی معمولی خموشی اور تاریکی کی حالت پر آ رہتا ہے۔ زیادہ آگے بڑھکر مویشیون خصوص بکریون کی آوازین سنتا ہے اور اُسکے دل کے خیالات اور شکوک یکایک غائب ہو جاتے ہین۔ اب وہ زیادہ آرزومند ہو کے تیز چلنے لگتا ہی اور اُس کم حیثیت جھلملاتے ہوئے چراغ کے پاس پہونچتا ہی۔ اور دیکھتا ہی کہ ایک ٹٹی دو لکڑیون کے سہارے پر ترچھی کھڑی ہے اور اُسکے نیچے کوئی ایسا شخص بیٹھا ہی جس نے دنیا کی ساری خوشیون اور تمناؤن کو لات مار کے اپنے سامنے سے ہٹا دیا ہی۔ کچھ بکریان اور بھیڑین سامنے روشنی کے رُخ پر اطمینان سے بیٹھی جُگالی کر رہی ہین جنکے مُنہ کی حرکت سے دھندلی روشنی مین ہر وقت اپنے کام مین مشغول رہنے اور نیز اطمینان اور بے فکری سے زندگی بسر کرنے کا عجب طرح سے پتا لگتا ہی۔ اس سے پیشتر مسافر صرف اپنے پاؤن کی آواز سنتا تھا اب اِن بے زبان جانورون کے جُگالی کرنے کی آواز بھی سنتا ہی۔ یہان کی ساری رونق اصل مین پوچھو تو صرف اُس ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے ہے جو ایک آوارہ گرد کو دور سے کھینچ لایا ہی۔ مسافر کی چاپ پاکر وہ شخص اُسکی طرف متوجہ ہوا اور دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اِس غریبی۔ اِس بے سروسامانی مین اور اِس چراغ کی تاریکی آمیز روشنی مین اِس شخص نے صرف کھڑے ہو کر خلق و مروت کی وہ ادا دکھا دی جو شاید دنیا مین اور کہین نہ نظر آتی۔ مسافر نے سلام کیا۔ اور دل مین اِس قدر جوش مسرت پیدا ہوا کہ نہ ضبط ہو سکا خود ہی دوڑ کے لپٹ بھی گیا۔

اب اُس ٹیڑھی ٹٹی کے نیچے بیچ مین وہی چراغ جل رہا ہے جسے ہم نے غریب کا چراغ کہا ایک طرف میزبان بیٹھا شگفتہ ہو ہو کے احوال پوچھ رہا ہے۔ اور دوسری طرف مہمان

بیٹھا ان ذلت کے سامانون کی دلفریبیون کو گھبرا گھبرا کے دیکھ رہا ہے۔ چراغ کی روشنی دو چہرون پر پڑ رہی ہے جنمین دونون بشاش ہین۔ ایک کو ہم جنس ملا ہی اور قومی ہمدردی کا جوش اُسے خوش کر رہا ہی۔ دوسرے کو پناہ اور آرام کی جگہ ملی ہے اور میزبان کے بے تکلفانہ اخلاق اُسے مسرور بنا رہے ہین۔ اے دنیا کو غور سے دیکھنے والو! انصاف تمھارے ہی ہاتھ ہے۔ بھلا کبھی کسی شمع اور کسی لمپ کی روشنی بھی ایسے دوراست باز اور صاف دل دوستون کے چہرون پر پڑی ہوگی؟ کبھی نہین۔ وہان تکلف کی راہ سے جسطرح چہرے زبردستی ضرورت سے زیادہ پُر تکلف اور خلیق بنائے جاتے ہین اُسی طرح صرف دکھانے کے لیے وہان کے چراغون کی روشنی بھی بہت تیز ہوتی ہی۔

غریب کا کم حیثیت چراغ دیکھنے مین تو بہت ذلیل ہے۔ مگر اصل مین دیکھو تو یہی وہ چراغ ہی جو پہلے پہل تہذیب کے راستون مین روشن کیا گیا۔ اسی کی مدد سے تمام وہ جگمگاتی ہوئی روشنیان ظاہر ہوئین جنکی جگمگاتی ہوئی کرنین آج نظرون کو جھپکائے دیتی ہین تمھین اسکا صحیح اندازہ کرنا ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اگلی دنیا مین چلے جاؤ اور گذرے ہوئے زمانے پر خیال کرو۔ تاریخین تمھین بہ سہولت پہنچا دین گی۔ دُنیا کے سب سے پہلے دربارون کو دیکھوگے تو شاہی تختون کے آگے بھی یہی چراغ نظر آئے گا۔ تاج سلطنت کے جواہر بھی اسی چراغ کی دُھندلی روشنی مین جھلکتے دکھائی دین گے۔ ذرا اور ادھر ہٹوگے تو لکڑی (عشرت پسندی) نے اس چراغ کو حقیر سمجھ کے دربارون سے تو نکلوا دیا ہوگا۔ کیونکہ مومی اور کافوری شمعون کی روشنی کے ہوتے ہوئے دولتمند لوگ بھلا اسے کیون پسند کرنے لگے تھے۔ مگر ہان بڑے بڑے فلسفیون کے دماغ اور بڑے بڑے نازک خیالون کے دل اسی چراغ کے آگے بیٹھے غور کر رہے ہون گے۔ سقراط و افلاطون اور اسلام کے بڑے بڑے نامور فلسفیون کے نازک دماغون تک اُسی چراغ کی شعاعین پہونچ سکی ہون گی جو وہان جھونپڑے کی رونق تھا اور وہان صحراے وحشت ناک کے پرحسرت سین مین ایک کیفیت پیدا کر رہا تھا۔

وہ مجلد کتابین اور وہ قدامت کے منتخب کارنامے جو زمانے کی امانت داری مین رہکر ہم تک پہونچے ہین۔ جنکو فلسفی اپنے ایمان سے کم نہین جانتے۔ اور عقلمندون کی دنیا جنکی ہمیشہ تعظیم کرتی آئی اور کرتی رہے گی سب کے سب اُنھین ٹمٹماتے ہوئے

مہنین بتی کے چراغون کے سامنے لکھے گئے ہین جنہین آج اپنے بیہودہ غرور کی بدولت ہم نے اپنے گھرون سے نکال دیا ہی۔

اصل مین یہ عمدہ عمدہ شمعین جن سے آجکل کی نکمہری صحبتون کی رونق ہی اور یہ جگمگاتے ہوئے لمپ جنکی شعاعین اکثر فیشن ایبل مسون اور لیڈیون کے گلابی رخسارون ہی پہ پڑتی ہین لکٹری (عشرت پسندی) کا بہت پُرخوف اور بُرا نمونہ ہین۔ لکٹری سے انھین کچھ ایسا لزوم ہوگیا ہے کہ جہان لکٹری ہے وہان یہ بھی ضرور ہین اور جہان یہ نہین وہان لکٹری بھی نہین۔ عشرت پسند اپنی قدیم آرزوئین پوری کر رہی ہین۔ قسمت اُنھین کامیاب کرا رہی ہے۔ اگر اُنھون نے غریب ویسی مٹمٹاتے چراغ کا ساتھ چھوڑا تو چھوڑنے دو۔ کیونکہ وہ بامراد ہین۔ مگر اے ہماری شکستہ حال قوم تیری کون مراد بر آئی ہے؟ کس مقصد مین تو کامیاب ہوئی ہے؟ جو تو نے بھی اپنے تئین اُسی قسم کی خوفناک لکٹری مین ڈال دیا جو آج تک سیکڑون قومون کو تباہ کر چکی ہے۔

مسلمانو! اول تو یہی نہین کہا جا سکتا کہ تمھارے لیے کسی قسم کی امیدین بھی ہین۔ اور ہین بھی تو تم سے بہت دور ہین۔ تمھاری سوسائٹی اِس پچھلی ترقی کی دوڑ مین ابھی اُس درجے کو نہین پہونچی کہ یہ لکٹری تم پر ذرا بھی پھبتی ہو۔ کسی زمانے مین تم اِس قابل ہو گئے تھے اور اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اِس حالت کو پہونچگئے ہو۔ تمھارے گھرون اور تمھاری صحبتون مین تمھاری حالت کی مناسبت سے اور نیز لکٹری سے بچنے کے لیے وہی مٹمٹاتا ہوا چراغ ہونا چاہیے جسے ہم ابھی "غریب کا چراغ" کہہ چکے ہین۔

اے "غریب کے چراغ"، تو پہلے بھی ہمارا ساتھی تھا اور اب بھی ہمارا مونس ہے۔ ہم پہلے بھی تیرے قابل تھے اور اب بھی ہین۔ کیا خوب کہا ہے ہمارے ہادیِ برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَلاِسلَامُ بَدَأَ غَرِیبًا وَسَیَعُودُ غَرِیبًا"، یعنی اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر اُسی غربت کی حالت پر عود کر جائے گا۔

جھلملاتا ہوا تارہ

دنیا مین جو سین سب سے زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے اُس کی بڑی رونق اُس آسمان سی ہے

جس کے تارے جھلملا رہے ہون - یہ پچھلے کا وقت ہوتا ہی - بلکہ جب صبح نمودار ہو چکتی ہی اور یقین آجاتا ہی کہ نہانا ان شب سے اب زیادہ اصرار کیا گیا تو اپنے بناؤن کی طرح خود بھی بگڑنے لگین گے - یہ تارہ اُسوقت کسی سے چھٹنے والون کی تصویر ہر اُس شخص کے سامنے پیش کر دیتا ہے جو صبح صبح بشاش اٹھتا ہے اور اپنے دنیاوی کامون کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے - یہ خیال کرنے کی بات ہی کہ اس دل دُکھا دینے والے تارے نے اپنی حسرت بھری صورت دکھانے کے لیے وقت کتنا معقول تجویز کیا ہے - دن بھر دنیا والے اپنے کارین پھنسے رہتے ہین اُنھین معلوم بھی نہین ہوتا کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہی - اس بات کی بھی خبر نہین ہوتی کہ آفتاب کہان پہونچا اور وہ تمام چیزین جن سے بزم ہیجر کی زیب و زینت ہے کس وضع پر ہین اور کیا بہار دکھا رہی ہین - رات سارے عالم کو وہ کالی اور بے روپ کملی اُڑھا کے سُلا دیتی ہے جسے امیر و غریب، بادشاہ و امیر سبھی اوڑھتے ہین - اس غفلت سے کبھی آنکھ کھل جاتی ہے اور اُتارا اُتارا کے چاہتے ہین کہ مونھ کھول دین اور قدرت کی بہار سے کچھ لطف اُٹھائین مگر نیرنگ ساز زمانے نے کچھ اس حکمت اور پیچیدگی سے وہ کملی اُڑھائی ہے کہ لاکھ پریشان ہو ہو کے اور اُس سے گھبرا گھبرا کے کوشش کرتے ہین کہ منھ کھل جائے مگر نہین کھلتا - الغرض چار پہر تک ساری دنیا باغ عالم کی دلچسپیون سے محروم رہتی ہے - اور اس عرصے تک کی بیکاری مین چونکہ بہت ترس ترس کے وقت کاٹنے کا اتفاق ہوتا ہے اسوجہ سے اکثر لوگ تڑکے ہی اُٹھ بیٹھتے ہین - اور دنیا کا وسیع منظر جسے رات بھر نہین دیکھنے پائے تھے اُسکو اسوقت اس ذوق و شوق سے دیکھتے ہین کہ قدرت کی ہر ادنے ادنے کاریگری پر مزہ آجاتا ہے - اور پھر اسوقت اُدھر متوجہ ہونے کی مہلت بھی ہوتی ہے - نیند بھر کے سو چکے - اور اپنے روزانہ کاروبار مین مشغول ہونے کا ابھی وقت نہین آیا - ہائے کس قیامت کی گھڑی ہے! کسی نئے نئے جوبنون پر آنے والے کے ملیح چہرے کی طرح رات کی بے رونق سیاہی مین ایک ہلکا ہلکا نور بھی پیدا ہو گیا ہے - پھول کھلتے جاتے ہین اور آسمان شبنم کے صاف اور شفاف پانی سے اُنھین نہلاتا جاتا ہے -

قدرت کو بھی اسوقت جوانان چمن کا حسن دلفریب دکھانا منظور ہے کیونکہ اُن کی دہانی پوشاک پر ایسی مرصع کاری کر دی ہے کہ جدہر نظر اُٹھائیے منظر لبھا لینے والی

جواہر کا جلوہ آنکھون کے سامنے ہو جاتا ہے - طیور کی خوش الحانی اُس ہوا مین گونج رہی ہے جس پر گویا اسی وقت کے انتظار مین کامل چار پہر تک سناٹا طاری رہا تھا - اِن سب چیزون کو دیکھتے دیکھتے دنیا والون کی نظر نماز سے فراغت کر کے دعا مانگنے والون کی طرح آسمان پر جاتی ہے - اور ہاے ! وہان یہ تارہ نظر پڑتا ہے جو باغ عالم کی ساری دلچسپیون کو نظر کے سامنے آتے ہی خاک مین ملا دیتا ہی -

جھلملاتے ہوے تارے مین کچھ ایسی حسرت کی کیفیت پائی جاتی ہے کہ اسکی غم یاد دلانے والی شکل دیکھتے ہی خدا جانے کن کن چیزون کا خیال آ جاتا ہے اور کون کون باتین نظر کے سامنے پھر جاتی ہین - اصل مین یہ تارہ کسی خاص شخص کی نہین مجسم حسرت کی تصویر ہے - مگر کچھ ایسی سچی تصویر ہے کہ دنیا کا کوئی اندوہناک چہرہ نہین جو اسکو دیکھ کے نہ یاد آ جاتا ہو - اے ہماری طرح قدرت کی کاریگریون کی قدر کرنے والو ذرا دم بھر بیٹھ کے اِس تارے کا چہرہ غور سے دیکھو - دیکھو کس کمال کی تصویر کھینچی ہے کہ ہی تو عام خیال کی یاد دلانے والی مگر جس حسرت نصیب کی صورت سے چاہو منطبق کر لو - بس یہی بات ہے جو انسانی کاریگریون مین نہین پیدا ہو سکتی - یہ حسرت ناک سین دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا سے رخصت ہونے والا تارہ آسمان پر جھلملا رہا ہے اور ہمارا ساتھ چھوڑنے والی شمع دنیا کی روشنی ملی ہوئی تاریکی مین ٹمٹما رہی ہے - دونون کا سامنا ہے - شمع تارے کی صورت دیکھتی ہے - تارہ شمع کی صورت دیکھتا ہے - اور ہم چپکے بیٹھے ایک افسردہ دلی کے ساتھ دونون کو دیکھ رہے ہین -

بھلا اب انصاف کرو کہ یہ تارہ کسے کسے یاد دلاتا ہی -

یہ بھی خیال ہے کہ کوئی کسی سے رخصت ہو رہا ہوگا ! ہاے ! خدا جانے غریب کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی - کسی مہمان شب کی معطر زلفون کے خوشبودار تیل سے چکنائی ہوئی گوری پیشانی پر اسی جھلملاتے ہوئے تارے کی شعاعین جلمین سے چھن چھن کے پڑی ہونگی - اور دامن شمع مین پگھلے کے شہادت نصیب پروانون کے تڑپنے کی آواز نے پیاری نیند مین خلل ڈال دیا ہوگا - آنکھین مَل مَل کے اُن گورے رخسارون پر سے زلفین ہٹائی ہونگی جن پر رات کی بے تکلفی کی کروٹون مین بالون کے نشان بن گئے ہون گے - ہاے ان بگڑی اداؤن کے ساتھ لب نازک پر "جانے" کا لفظ بھی آ گیا ہوگا - اور

اس ظالم لفظ کے سنتے ہی تازہ صدمۂ فراق اُٹھانے والے بدنصیب کا چہرہ اُس حسرت کا تیسرا نمونہ ہوگیا ہوگا جو اس پُراندوہ سین مین ایک طرف جھلملاتے تارے سے اور دوسری طرف شمع سحر سے ظاہر ہو رہی تھی - یہ غم نصیب صورت بالکل اُس تارے کے مشابہ ہے - آپ چاہے ملا لیجیے - دیکھیے غریب کس بیکسی سے بیٹھا ہے - اور ترس نہ کھانے والے کی صورت دیکھ دیکھ کے کس مایوسی کے ساتھ نظر نیچی کر لیتا ہے - نقش حیرت ہو رہا ہے - یہ بھی بھولا ہوا ہے کہ قسمت آزمائی ہی کی غرض سے سہی کسی کے روکنے کی کچھ کوشش تو کرے - اِس تکمش کی اور اِس تارے کی صورت اسقدر ملتی ہے کہ ممکن نہین صبح کے جھلملاتے تارے کو دیکھیے اور وہ یاد نہ آجائے -

اُس غریب کو آج سفر کی پہلی منزل مین قدم رکھنا ہے - گھر والون کی باتون مین رات کو اسدرجہ طبیعت بہلی رہی کہ بیچارہ بہت دیر مین سویا - آدھی رات کو آنکھ لگی ہے اور کئی گھنٹے تک بدخوابیون مین پریشان رہکر اسوقت توپ کی آواز سے جو اسی کے دل کے دھڑکنے کی آواز کی طرح کان مین آئی چونک پڑا ہے - گھبرا کے اُٹھ بیٹھا ہے - اعزا واقربا اور یاران وطن گھیرے کھڑے ہین - ایک ایک سے رخصت ہوتا ہے - ہر ہر شخص سے کہا سنا معاف کراتا ہے اور چشم پرنم سے اُن محبت بھری صورتون کو بار بار دیکھتا ہے جو اُس کے خیال مین اب برسون نظر آئین گی - روانگی کا وقت سر پر کھڑا ہے اور قضا کے فرشتے کی طرح سب لوگون کا ساتھ چھوڑنے کی تاکید کر رہا ہے - اسی عالم مین اِس شخص کو بھائی کی آنکھ مین ایک آنسو نظر آیا جس پر کسی تارے کا عکس جگنو کی طرح چمک گیا - اسکی آنکھون مین بھی تو آنسو بھرے ہوئے تھے - صرف چھیڑنے کی دیر تھی - بھائی کی اشک فشانی دیکھ کے نہ تاب آئی - منھ پھیر کے رونے لگا - منھ پھیرنا تھا کہ اُس ظالم تارے کی صورت نظر کے سامنے ہوگئی جس کا عکس بھائی کے قطرۂ اشک مین چمکتا نظر آیا تھا - ہائے یہ صبح کا جھلملاتا تارہ تھا - اُدھر اُس کا جھلملا جھلملا کے چمکنا - اِدھر اس حسرت نصیب کا ڈبڈبائی ہوئی آنکھون سے دیکھنا جسکے سبب سے یہ تارہ کچھ اور بھی مٹا مٹا نظر آتا تھا - یہ ایسی چیزین ہین کہ اگر ایک دفع نظر آجائین تو عمر بھر کے لیے کافی ہون گی - یہ جھلملاتا تارہ روز نظر آئے گا اور اُس غم کشیدہ کو ہمیشہ بھائی کی یاد دلا دیا کرے گا - افسوس بھائی کی یادگار کی جگہ اپنے خیال مین یہ اس تارے ہی کو لیچلا ہے - خدا جانے

کہان کہان دیکھے گا اور کس کس طرح بیتاب ہو ہو کے یاد کرے گا۔

ایک دو نہین یہ جھلملاتا تارہ حسرت کے سیکڑون نمونے دکھا دیا کرتا ہے۔ اسکی قدر اُن عشاق سے پوچھو جنھین اسے اور اس کے ساتھیون کو گنتے راتین بسر ہوئی ہین۔ اسکی حسرت کا اثر اُس حرمان نصیب سے دریافت کرو جسے اس کے گل کرنے کی کوشش مین پرسوز اور دھوان دھار آہین کھینچتے صبح ہو ہو گئی ہے۔ پر یہ خون کا جھرمٹ اسی جھلملاتے تارے کی چھان مین گنگا پہونچتا ہے۔ ہمکنارانِ شب اسی کی روشنی مین گھرون کو سدھارتے ہین۔ مرغانِ سحر کو یہی جگاتا ہے۔ موذنون کو یہی بیدار کرتا ہے۔

ذرا دنیا کے وسیع سین پر نظر دوڑاؤ۔ دیکھو کیا ہو رہا ہی۔ اور کیسی دلفریب کیفیتین نظر آتی ہین۔ سراؤن کے پھاٹک کھلے ہین۔ مسافر کمر باندھ رہے ہین۔ قافلون مین روانگی کے وقت نے ایک ہل چل ڈالدی ہے۔ فوجی خیمون کی قطارین کوچ کا بگل دیا گیا ہے۔ مسجدون سے کھنکارنے کی آوازین آ رہی ہین۔ اور نمازی فصیلون پر بیٹھے وضو کر رہے ہین۔ شوالون کے گھنٹے رات بھر کے سوئے ہوؤنکو جگا رہے ہین۔ بزم نیچر کے پُرجوش اسپیکر یعنی طیور جنون انگیز ولولون کو اُبھار رہے ہین۔ تپچلے کا سویا ہوا کانسٹبل جاگا ہے۔ اور صحن میکدہ والون مین ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے حس و حرکت پیدا ہوئی ہے۔ مردان پیر مے فروش کارات کا برہم جتھا دور صبوحی کی آرزو مین پھر تہذیب کے ساتھ حلقہ باندھ کے بیٹھا ہے۔ پریوشون کا جھرمٹ دور دور کے محلون سے سمٹ سمٹ کر دریا کنارے جا رہا ہے کہ تارون کی چھان مین نکلجائے حسینون مین ایسی بھی ہین جنکی آرزو پوری ہوئی ہے اور رات بھر کی جاگی خمار آلود آنکھین لے لے کے مسجدون کا طاق بھرنے چلی ہین۔ الغرض جس مقام کو دیکھو کیفیت سے خالی نہین۔ اور عین اسی لطف اور بہار کے وقت یہ مصیبت کی تصویر نوشتۂ تقدیر کی طرح ہر ایک کو آسمان پر نظر پڑی ہے اور دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہے۔ اس تصویر کو دیکھکر کچھ دنیا والون ہی کو صدمہ نہین پہونچا ہے۔ بلکہ آسمان پر بھی ایسی حسرت چھا گئی ہے کہ سپیدۂ صبح کی گریبان چاکی درکنار جس تارے کو دیکھیے اُسکی صورت پر

ایک اُداسی چھائی ہوئی ہے۔ اُداسی کیسی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے ہین۔

الغرض یہ تارہ جسے روز صبح کو ہم جھلملاتے ہوئے دیکھا کرتے ہین کچھ عجب حسرت واندوہ یاد دلانے والی چیز ہے۔ اے پُردرد دل والو! اگر کوئی ذریعۂ غم ڈھونڈھتے ہو تو روز تڑکے اُٹھ کے جھلملاتے ہوئے تارے کو دیکھ لیا کرو۔

مسلمانو! تمہین شکایت ہے کہ کوئی اگلی داستان سنا کے بیچین کرنے والا نہین۔ اور اگر تمہین شکایت نہین ہے تو ضرورت ہے کہ تمہارے لیے کوئی اِس قسم کا سامان بہم پہونچے۔ تم اپنے تئین بھولے ہوئے ہو۔ کوئی کچھ کہتا بھی ہے تو تمہارے دل پر اثر نہین پڑتا۔ لو ہم بتائے دیتے ہین کہ داستان غم کیسی حسرت کی تصویر نظر کے سامنے پھر جائے۔ تمہین تمہارا موجودہ اقبال آنکھون سے دکھا دینے والا یہی تارہ ہے جسے ہم جھلملاتا ہوا تارہ کہہ کے یاد کر چکے ہین روز صبح کو اسے دیکھو۔ اپنے اقبال کو یاد کرو۔ اپنی حالت کا اندازہ کرو۔ اور رؤو۔

محمڈن نیشنل والنیٹر

(ضرور ملاحظہ ہو)

اگلی باتون کا یاد رہنا کبھی نہ کبھی کام ہی آجاتا ہے۔ ابتدائی اُٹھان کے وقت اسلام کی قسمت اور ترقی وتنزل کا کیا سچا اندازہ کرکے بتایا گیا تھا کہ "اسلام غربت سے شروع ہوا تھا اور پھر اُسی حالت غربت کو پہونچ جائے گا" وہ زمانہ آگیا۔ ابتدائی غربت تو وہ تھی کہ قومی چندے اور دینی مصارف نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کپڑے اُتروا کے کملی اُڑھا دی تھی۔ اے اہل اسلام تمھین یاد ہوگا کہ یہ فقیری کی ادا جو پیغمبر کے پہلے جانشین سے ظاہر ہوئی کچھ ایسی بھلی معلوم ہوئی تھی کہ فرشتون اور تمام ملاء اعلیٰ والون نے بھی وجد مین آکر کملی ہی اوڑھ لی تھی۔ کیون نہو۔ ادا ہی ایسی دلفریب تھی۔ آؤ وہی ادا اس چودھوین صدی مین آج پھر دکھا دین۔ خدا کرے تم پر بھی وہی حالت طاری ہو جو پہلی صدی ہجرت مین ملاء اعلیٰ والون پر طاری ہوئی تھی۔

لکھنؤ کی انجمن دارالسلام مین یہ امر پیش کیا گیا کہ مسلمانون کی تعلیم روز بروز گرتی جاتی ہے - طلبہ کی اعانت کے لیے قوم نے آج تک کوئی بندوبست نہین کیا اور امراے قوم ہزارہا کو بے پروائی ہی دکھاتے ہین - غریب قوم کے بے والی وارث بچے اور نیز وہ محنتی طلبہ جنہین افلاس قبل اسکے کہ لیاقت کی پوری تکمیل کرین اور طرف متوجہ کردیتا ہے جاہل رہے جاتے ہین - نہ عربی ہی آتی ہے اور نہ انگریزی ہی آتی ہے - نہ دین کے ہوتے ہین اور نہ دنیا کے - ہاے یہی نہین کہ انگریزی کو غیر زبان سمجھ کے نہ پڑھتے ہون وہ تو دونون طرف سے جاتے ہین - اسکے متعلق آج تک جس قدر کوششین کی گئین سب بیکار ٹھرین - نہ قوم نے کوئی فنڈ مقرر کیا اور نہ امراے قوم نے اُن کی خبرگیری اپنے سر لی - اب آخری تدبیر یہ ہے کہ مسلمانون کی طرف سے نیشنل والنٹیر (قومی سپاہی) مقرر ہون - اُن والنٹیرون کا یہ کام نہوگا کہ گورنمنٹ سے ایکٹ اسلحہ منسوخ کرانے کی درخواست کرین یا اسلحہ کے استعمال کی مشق بہم پہونچائین - بلکہ وہ قومی فقیر ہونگے - اپنی عزت قوم کی نذر کرین گے - اپنا غرور توڑ کے قوم کو دکھائین گے کہ یہ ظاہری مغرورانہ عزت بیچ کے اُنہون نے کس طرح قوم کی خدمت کی - وہ ہر ہر دروازے پر سوال کرین گے - ایک ایک کے آگے ہاتھ پھیلائین گے - اب اِس سے زیادہ کیا کہا جائے کہ کوڑی دُکان مانگین گے - اور اِس پاک آمدنی سے سرمایہ پیدا کرکے قوم کے اُن بچون اور نوجوانون کی خدمت کرین گے جو پڑھنے کے قابل ہین اور جور زمانہ سے نہین پڑھنے پاتے -

یہ زر و پیوشن بڑے جوش و خروش اور بڑے زور و شور سے انجمن دارالسلام نے پاس کیا - مگر اُس انجمن کی کتنی بڑی خوش نصیبی تھی کہ پاس ہوتے ہی نواب مرزا احمد مرتضی خان نبیرۂ نواب امین الدولہ انتظام الملک مرزا حیدر بیگ خان بہادر مرحوم نائب آصف الدولہ بہادر جوش مین آکر اُٹھ کھڑے ہوے - اور نہایت رقیق القلبی کے لہجے اور موثر الفاظ مین انجمن سے عرض کیا "مجھے آرزو ہے کہ یہ خدمت میرے سپرد کی جائے - اور قوم کے مفلوک الحال طلبہ کے لیے بھیک مانگنا مین اپنی عزت سمجھونگا" مین نہین کہہ سکتا کہ وہ کیسی دل ہلا دینے والی اور بیتاب کردینے والی گھڑی تھی جسوقت انجمن دارالسلام نے فخر کے ساتھ نواب صاحب ممدوح کو یہ خدمت عطا کی ہے -

اور خصوص وہ وقت جب نواب مرزا محمد مرتضیٰ خان صاحب نے ٹوپی اُتار کے ہاتھ مین لی - فقیرانہ وضع بنائی - اور ہر ہر ممبر کے آگے جا کے درخواست کی کہ وہ خدا کی راہ مین جو کچھ ہو سکے اِس فقیر کو ملے - جو قوم کے ہونہار بچون کے لیے فقیر بنا ہے - اللہ آپ کا بھلا کرے "

فی الحقیقت جو کام نواب مرزا محمد مرتضیٰ خان صاحب نے اپنے سر لیا ہے اور جس خوبی سے اُسکو سرانجام دے رہے ہین اُنھین کا کام ہے - دوسرے سے مشکل نہین محال ہے - اب روپیہ کا یہ انتظام ہوا ہے کہ ہفتہ وار پہلے انجمن دار السلام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - تب فنڈ مین داخل کیا جاتا ہے - جسوقت کافی رقم فراہم ہو جائے گی انجمن اس کے صرف کرنے کی کارروائی شروع کرے گی - گورنمنٹ کالجون سے ہائی ایجوکیشن حاصل کرنے والے انگریزی طلبہ اور علماے اسلام کے ذریعے سے عربی طالب علم دریافت کیے جائین گے - اور انجمن دار السلام تشخیص کرکے اور مناسب جانکر حسب حیثیت اسکالرشپ مقرر کرے گی -

محمڈن نیشنل والنٹیر فنڈ مین اِسوقت تک تیس روپے کچھ پیسے کچھ کوڑیان کچھ آٹا اور کچھ مختلف چیزین جمع ہو چکی ہین - حالانکہ رزولیوشن کو پاس ہوئے صرف دس ہی روز گذرے ہین - ہمارا یہ اور بے نفس عالی ہمت والنٹیر سرگرمی سے اپنا کام کر رہا ہے - ہر شخص سے سائل ہوتا ہے - ہر دکان پر جا کے سوال کرتا ہے - ہر گھر پر بھیک مانگنے جاتا ہے - جھولی اُس کے ہاتھ مین ہوتی ہے - دعائین اُسکے زبان پر جاری ہوتی ہین - بے شک ہمین اُس کے جوش اُس کی نفس کشی اُس کی قومی ہمدردی پر ناز ہے - خدا اُسکے ذریعے سے انجمن دار السلام کو اِن قومی مقاصد مین کامیاب کرے - وہ صرف لکھنؤ والون سے سوال نہین کرتا بلکہ اُس کا سوال ہندوستان بھر کے مسلمانون سے ہے - وہ قوم کے ہر متنفس کے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے - وگلداز کے ذریعے سے وہ ہندوستان کے سب مسلمانون کی خدمت مین بالتجا عرض کرتا ہے کہ " للہ اپنی قوم کے بچون پر ترس کھائیے - اپنی نسل کو مضبوط کیجیے - ہندوستان مین اسلام کے نام کا باقی رہنا انہین بچون کی تعلیم پر منحصر ہے جن کے لیے آپ کا قومی فقیر

مذہبی گداگر آپ کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے - اے رئیسان قوم اے امرائے اسلام خدا کے لیے اس فقیر کی صدا سُنیئے - اسکی جھولی بھریے - اور اس کا سوال پورا کیجیے - آپ فقیرون غریب الوطنون کو بہت کچھ دے ڈالتے ہون گے کچھ قوم کے بچون کو بھی دیجیے - کچھ رؤسا و امرا ہی پر منحصر نہین یہ ہر مسلمان کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے - روپیہ - پیسا - کوڑی - اناج - یہ فقیر جو دیجیے لے لے گا - خدا آپ کی کمائی مین برکت دے یہ آپ سے اُسی قدر مانگتا ہے جس قدر خدا آپ کو توفیق دے "

ہم کو امید ہی نہین یقین ہے کہ قدردانان دلگداز جو در اصل اسلام کے عاشق صادق ہین نواب مرزا محمد مرتضیٰ خان صاحب محمڈن نیشنل والنٹیر دار السلام کی صدا کو ضرور سنین گے - اور متاثر ہو کر اون کے فنڈ کو مدد دین گے - حقیقت مین یہ بڑے راست باز اور سچے عاشق قوم ہین - انہون نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک قوم کے بچون کے لیے کچھ مانگ نہ لین گے کھانا نہ کھائین گے - چونکہ انہون نے اسلام کی حالت پر ترس کھایا ہے اس لیے مسلمانون پر فرض ہے کہ سب کے پہلے ان پر ترس کھائین -

سب سے زیادہ امید ہمین اپنی **انجمن حمایت الاسلام** لاہور اور **انجمن اخوان الصفا** کانپور سے ہے - کیونکہ دونون انجمنین خصوص حمایت الاسلام لاہور ہمدردی قومی مین بڑی سرگرمی دکھا رہی ہین - خدا حمایت الاسلام و اخوان الصفا کے سکرٹریون کے دل مین ڈال دے کہ اپنے اپنے ممبرون سے چندہ وصول کر کے ہمارے محمڈن نیشنل والنٹیر کی اغراض مین مدد دین - جن صاحبون کو نیشنل والنٹیر فنڈ مین روپے پیسے یا جو کچھ جمع کرنا ہو اس پتے پر ارسال فرمائین "لکھنؤ - چوک - بخدمت سکرٹری صاحب انجمن دار السلام "

تمام اڈیٹران اخبار کی خدمت مین عرض ہے کہ یہ قومی کام ہے ہمارا کام نہین - کار خیر سمجھ کے اور بامید ثواب آخرت اس مضمون کو اپنے اپنے مشہور و نامی اخبارون کے کالمون مین جگہ دین - اور اپنے قومی فقیر کی صدا کو ہر ایک کے کان تک پہونچائین -

یہ مناجات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی اُستاد والی رامپور خلد آشیانی نے دلگداز کے حال پر بزرگانہ شفقت فرما کے بھیجی ہے۔ ہم بڑے فخر کے ساتھ اپنے اور اپنے اکثر دوستوں کے اُستاد جناب منشی صاحب کا شکریہ ادا کر کے اِسے نذر قدردانان دلگداز کرتے ہین

مناجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوندا بندہ گنہگار ہے تیری ذات غفار ہی وہ معاملہ کر جو آمرزگار کو گنہگار کے ساتھ سزاوار ہے۔ نہ وہ معاملہ جو عادل ظالم کے ساتھ کرتا ہے۔ خداوندا خلقت تیری شان قہاری سے کانپتی ہے اور یہ عاجز تیری شان عدالت سے بھی ڈرتا ہے۔ خداوندا اگر تو عفو و کرم کو چھوڑ کر فقط انصاف و عدالت کو کام فرمائیگا تو کوئی گنہگار نجات نہ پائیگا خداوندا جب تیری تیغ عدالت پر نگاہ جاتی ہی تو اپنی عاجزی سپر بنکر سامنے آتی ہے۔ خداوندا اعمال بد پر سزا عین انصاف ہے مگر امیدواران رحمت پر منظر عدالت اُن کی امید کے خلاف ہے۔ خداوندا جو تیری رحمت کی آس لگائے ہے اُس کا آسرا نہ توڑ۔ خداوندا کنجشک ضعیف کو شہباز عدالت کی منہ پر نہ چھوڑ۔ اے دادرس خطرات نفسانی کے ہاتھ سے دادخواہ ہون میری داد کو پہنچ۔ اے فریادرس وساوس شیطانی کی مظالم کا فریادی ہون میری فریاد کو پہنچ۔ دردمند ہون دوا بھیج۔ مریض ہون شفا بھیج۔ جس طوفانی ہون گرداب بلا سے نجات دے۔ تشنۂ جگر سوختہ ہون دریاے رحمت سے آب حیات دے۔ فرشتون کو بال و پر دیے میری بے بال و پری پر ترس کھا۔ نوح کو طوفان سے نکالا میری تباہ کشتی پر بھی رحم فرما۔ خداوندا غریب ہون مسکین ہون میری دعائین مقبول کر۔ سائل ہون فقیر ہون میری التجائین قبول کر۔ خداوندا دل مین جو داغ پڑے اُس کو جنت کا پھول بنا دے۔ خداوندا کلیجے مین جو کانٹا چبھے اُس مین مژگان حور کا جلوہ دکھا دے۔ خداوندا دنیا مین عافیت کے ساتھ رکھ اور ایمان کے ساتھ اُٹھا۔ خداوندا سکرات موت کی مشکل سہل۔ خداوندا فشار گور کی منزل آسان۔ خداوندا قبر کی تنگی فراخی سے اور وحشت موانست سے بدل جائے۔ خداوندا اِس بیزبان کی کیا مجال کہ نکیرین کے سوالون کا جواب دے سکے

اُس وقت تیرے محبوب خاص شفیع المذنبین انیس الغریبین مدد کو آئین خداوندا
جس وقت زمین بوریے کی طرح لپٹے آسمان دُھنکی ہوئی روئی کے مانند اُڑین پہاڑ
متزلزل ہوکر خاک سیاہ ہون ستارے آنسوؤن کی طرح گرین انبیا اولیا
خوف سے تھرائین آنکھین روئین دل دھڑکین جن وانس کے کلیجے پانی ہون جہنم
کی آگ ہراتت کے گھیرنے کا ارادہ کرے گنہگارون کے بدن عُریان ہون اور
تیری شان عدالت تخت حکومت پر جلوہ دکھاتی ہو صدقہ اپنی ستاری کا
اُسوقت میرے عیوب چھپانا چشمون مین برہنہ نہ بُلانا بائین ہاتھ مین نامۂ
اعمال دیکر چشمون مین شرمسار نہ فرمانا۔ ہائے وہ انبیا کا ہراس وہ امتون
کا لرزنا وہ زمین کا کانپنا وہ میزان مین گناہون کے پلے کی گرانی وہ گنہگارون
کی پشیمانی اُسوقت سوا تیرے کون ہے کہ عدالت سے رحم کی طرف تجھے متوجہ
کرے۔ یا ارحم الراحمین اُس نبی کریم کا صدقہ جسکو تونے رحمۃ للعلمین خطاب
دیا ہے دوزخ مین منہ کے بھل نہ گرانا صراط پر قدم ڈگمگائین تو دستگیری
فرمانا سوا تیرے پرآفتاب آئے تو لوا الحمد کے سائے مین گرمی سے بچانا
خداوندا جتنی کڑی منزلین پیش آئین سب بآسانی طے ہو جائین۔ خداوندا اگر
تونے مجھ سیہ کار کی نافرمانیون پر نظر کی تو جہنم بھی انتقام کو کافی نہوگا۔ خداوندا
دل حسرتون سے بھرا ہے مگر یہ نہین معلوم کہ میرے حق مین بہتر کیا ہے۔ ڈر لگتا ہے
کہ جو مراد مانگی جائے مبادا وہ خلاف مصلحت ہو۔ خداوندا اس بندۂ ناچیز کے
حق مین جو بہتر ہو اُسی کی طلب کی ہدایت ہو۔ خداوندا یقین کو وہ قوت دے
کہ سب وسوسون سے نجات پاؤن۔ خداوندا شان رحمت کی وہ نیرنگیان دکھا
کہ جہان رسائی وہم سے باہر ہے وہان پہنچ جاؤن۔ خداوندا میرا تو یہ حال
کہ جیسے کوئی اندھا لولا لنگڑا عاجز بیدست و پا جنگل مین پڑا ہزارون آفتون
لاکھون مصیبتون مین مبتلا ہاتھ پاؤن مارتا ہو اور نہ کسی فریادرس
دستگیر کو دیکھے نہ کسی غمخوار مددگار سے یاری اور غمخواری کی امید ہو مگر بے اختیار
فریادرس کو پکارتا ہو۔ بارالٰہا میری تو یہ حقیقت ہے جیسے کسی بھوکے پیاسے
کے ایک طرف نعمتون کا خوان رکھا ہو اور دوسری طرف چشمۂ شیرین بہتا ہو

مگر نہ وہ اس مین سے ایک لقمہ کہا سکے نہ اُس کے ایک قطرے سے پیاس بجھا سکے۔
مین ایسا ہون جیسے کوئی جان بوجھ کر اپنے آپ کو جلتی آگ مین ڈالے یا جیسے کوئی
منزل مقصود کی سیدہی راہ جاننے والا اپنے آپ کو بیابان مصیبت مین
گمراہ بنالے۔ اے بھوکون کو کھلانے والے مُردون کو جلانے والے تو ہی مجھے
اپنی پسندیدہ نعمتون سے سیر کر گنا ہون کی بھڑکتی آگ سے نکال منزل مقصود
کی سیدہی راہ دکھا۔ اے پتھر کے کیڑے کو رزق پہنچانے والے ایک طائر کے
سیراب کرنے کو دریا جوش مین لانے والے اے بیکسون کے داد رس اے
غریبون کے فریاد رس تیرے سوا کوئی کسکا سہارا ڈھونڈھے مین عاصی ہون
خاطی ہون جو کچھہ ہون تیرا ہون۔ مجھے اپنی درگاہ سے نہ نکال طوق ملامت
میری گردن مین نہ ڈال خداوندا اگر بندہ نابینا اور تو اُس کی نظر سے
غائب ہے تیری ذات تو حاضر و ناظر ہے اگر بندہ عاجز و ضعیف ہے تیری
ذات تو قوی و قادر ہے۔ خداوندا اپنی جملہ صفات جمال کا صدقہ
خداوندا اپنی شان و جلال کا صدقہ خداوندا اُس تترب کا صدقہ جو
دو کمانون سے بھی کم تھا خداوندا اُن آنکھون کا صدقہ جو باوجود تیرے
لطف کے تیرے خوف سے رویا کین خداوندا اُس دندان مبارک کا صدقہ
جو تیری راہ مین کفار کے ہاتھ سے صدمۂ سنگ اُٹھا کر شہید ہوا خداوندا
اُس سینے کا صدقہ جو تیرے اسرار کا گنجینہ رہا خداوندا اُس دل کا صدقہ
جو تیرے ذکر کا خزینہ رہا خداوندا اپنے محبوب اور آل و عترت و اصحاب محبوب
صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ اِس بندۂ ناچیز کی سیہ کاری سے درگذر اپنی
شان کرم پر نظر کر میرے اصول فروع مان باپ اہل و عیال بھائیون
بہنون عزیزون دوستون آقاؤن خادمون اُستادون شاگردون کو
محض مورد رحمت کاملہ فرماوے۔ خداوندا اگرچہ ہر کام وقت پر موقوف ہے
مگر مژدۂ قبولیت اُسوقت سے پہلے نا دے بلکہ آثار اجابت دعوات آنکھون
سے دکھا دے۔ خداوندا کچھہ ایسی یہ کڑی منزل نہین ہے ؛ مجھے مشکل
تجھے مشکل نہین ہے۔

خیال خام پختن ہاے یاران عالمے دارد

اصل تو یون ہی کہ جہان دو گھڑی کے لیے بیٹھ گئے اور اِدھر اُدھر کی باتین شروع کر دین - پھر کیسا ہی غم و الم ہو دل بہل ہی جاتا ہی کتنی ہی سوہان روح اور جانکاہی کی حالت مین ہون مگر کیا مجال جو چین نہ پڑ جائے - یہ وہ مزا ہے کہ جہان چاہو لو - وہ لطف ہی کہ ہر جگہ موجود - وہ ہمدم ہی جو دشت اندوہ الفت کے پیرون کے نیچے آنکھین بچھاتا چلتا ہی - وہ مونس ہی جو شب غم مین بھی ساتھ نہین چھوڑتا - سو فسطائیہ اِس کی خوش ادائیون اور جان نثاریون پر کچھ ایسے مٹے ہوئے تھے کہ مرتے دم تک اسی کا کلمہ پڑھتے رہے - کیسی ہی اُلجھن ہو اور اِسنے آکے کلیجے پر ہاتھ رکھدیا پھر ٹھنڈک پڑ ہی جاتی ہی - کیسے ہی رو رہے ہون اور اِسنے پہلو مین گدگدا دیا پھر ہنستے ہی بن پڑتی ہی -

سچ پوچھو تو عالم خیال ہر فرقہ کی تسکین کے لیے عجب مزے کی چیز پیدا کیا گیا ہے - ہماری کشتی عمر طلاطم اشک سے کب کی بہ گئی ہوتی مگر خیال ہی سنبھالے ہوئے ہے - اِسی کے دم دلاسا دینے سے لب گور تک پہونچے ہوؤن کی جان لب تک آتی ہے اور نہین نکلتی - اِسی کی دل دہی ہے کہ نیم بسملان تیر نگہ تڑپتے ہین مگر مرنے کا نام نہین لیتے - اِسی کے تسکین دینے سے کلیجہ دہڑکتے دہڑکتے ٹھہر جاتا ہے - اسیکی خبر گیری سے دل تڑپتے تڑپتے رُک جاتا ہے - بلاکشان فرقت اِسی پر آسرا لگائے بیٹھے ہین - بادیہ پیمایان غربت شام کے وقت اِسی پر کمر کھولتے ہین - کڑی منزلین طے کرنے والے اِسی سے دل بہلایا کرتے ہین - شب تنہائی مین پہلو بدلنے والے اسی سے باتین کیا کرتے ہین - شام غریبان والون کی نگاہ مین اسیکی بدولت صبح وطن کا نقشہ پھر جاتا ہے - غریب الوطنون کو اِسی کی بدولت بچپن کے دوست

یاد آجاتے ہین - نظر بازون کو کوے یار مین یہی لیجاتا ہی حُسن پرستون کا ہاتھ دامن یار تک یہی پہونچاتا ہی -

تم جو دیکھتے ہو کہ رندان تردامن خرابات مین بیٹھے خُم پر خم لنڈھا کر دل بہلا رہے ہین اِسی خیال کی بدولت ہے - ہاے میکشی مین یہی کرور روپے کی بات ہی کہ ادہر دو ایک گھونٹ حلق کے نیچے اُترے اور عالم خیال کی سیر ہونے لگی - رُخ یار دیکھا نہین اور بوسے - لے رہے ہین - زلف پریشان نظر سے گذری نہین اور دماغ خوشبو سے تروتازہ ہوگیا - یار منزلون دور ہے اور گلے لگاے لیتے ہین معشوق اپنے گھر مین فرش گل پر سو رہا ہی اور آپ لپٹے جاتے ہین - غرض سارا ساز و سامان عشرت پیش نظر ہوگیا مستی ہی اور شاہد پرستی - پیالہ اگلا ہی اور پر آرزو باہین - دہن یار ہی اور دست شوق - عارض تابان ہی اور بوسہ بازیان - سینۂ یار ہی اور دست درازیان - جوش سرور ہے اور چشم نیم باز - خندۂ مستان ہے اور تبسم ناز - ع

ما در پیالہ عکس رُخ یار دیدہ ایم اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

پیر میفروش کے آگے ایک بازار عیش لگا ہوا ہے - یہ سب غم کیش ہین جو عالم خیال مین لذت وصل اُٹھانے آئے ہین - قلقل صراحی کی آواز آرہی ہے - دَور پر دَور چل رہا ہے - سیہ مستیان ہین اور بے تکلفی کی باتین - دل پُر آرزو ہے اور وصل کی گھاتین - نسیم سحر ہے اور موسم بہار - پہلوے یار ہے اور لب جو بُہار - زبان ہی کہ قصۂ ہجران ختم کیے ڈالتی ہی - مدتون کی ترسی ہوئی آنکھین ہین کہ رُخ جانان مین گھور گھور کر نظر ہی لگائے دیتے ہین - دل ہے کہ برسون کی حسرتین نکالے ڈالتا ہے - دست تعدی ہے کہ کسی طرح رُکتا ہی نہین - خیال یار بے رُخیان کر رہا ہے اور آپ ہین کہ گستاخ ہی ہوئے جاتے ہین - صورت یار لاکھ مُنہ پھیرے لیتی ہی مگر آپ ہین کہ بڑھ بڑھ کر بوسے لیے ہی لیتے ہین - چھڑون کی جھنکار کانون مین آئی اور دو بسم اللہ آیئے کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے - پیرون کی چاپ آئی اور استقبال کے لیے دوڑے - چوڑیان ٹوٹنے پر کسی کا مُنہ بنانا آنکھون کے سامنے ہوا اور خوشامد کرنے لگے - دُزدیدہ نگاہی کا خیال گذرا اور کلیجا تھام کر کہنے لگے - ع - قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے ؛ غرض دل ہی کہ عشرت کدۂ یار کا

مزہ لے رہا ہے۔ آنکھین ہین کہ کوئی پیاری صورت اُنکے آگے پھر رہی ہے۔ کان ہین کہ اُن مین کسی کی گھڑی گھڑی سسکیان بھرنے کی آواز بھری ہوئی ہے۔ دماغ ہی کہ بوے زلف سے معطر ہو رہا ہے۔ یہی نہین خیال اس سے بھی زیادہ بلند پرواز یان کرواتا ہے۔ یار کی دلدہی کرتے کرتے مجلس وعظ مین جو پہونچگئے تو ہلچل مچادی۔ زاہد پر بے تکلف پھبتیان کہہ رہے ہین۔ بات بات پر زبان پکڑے لیتے ہین۔ ناصح مشفق کو مُنہ کھولنا مشکل کردیا۔ مسجد والون کا دم بند کردیا کسی طرح نیچے نہین بیٹھتے۔ دعوے ہین کہ ملا کی پگڑی اُچھال دینگے۔ منصوبے ہین کہ ظروف وضو مین شراب خوش رنگ بھری جاے تو اچھا۔ ارادے ہین کہ خدا کے گھر مین بُت پرستی کی ٹھہرے۔ ولولے ہین کہ محراب مسجد پر ابروے یار کا خیال جمانا چاہیے۔ دو گھڑی کے لیے حشر برپا کرکے یہان سے بھی نکل کھڑے ہوے۔ دل ہی دل مین سیر کرتے ہوئے لبِ گنگا پر جا پہونچے۔ وقت چاہے کوئی ہو اپنے حساب تڑکا ہی۔ پری رخون کی زیارت کر رہے ہین۔ ماہ وشون پر بے تکلف کھڑے نگاہ شوق ڈال رہے ہین۔ کانون مین ہر ہر گنگا کی میٹھی آواز آرہی ہی۔ نازک بدنون کی غوطہ زنی سے پانی کی مستانہ موج زنی خمار آلود آنکھون مین پھر رہی ہی۔ وہ لبِ دریا پر پریون کا جمگھٹا۔ اور وہ بیش بہا ساریون مین سے سیم تنون کی صندلی رنگ کا پھوٹ پھوٹ کر نکلنا نظرون مین سمایا ہوا ہی۔ دو چار پر دست درازی بھی کر بیٹھے مگر مجال ہی کہ کوئی ٹوک سکے۔ کافر نگاہون سے کھلی اشارہ بازیان کر رہے ہین بھلا کوئی روکے تو سہی۔ مزے لے لے کر لبِ شکرین کے بوسے لے رہے ہین لیکن کوئی کچھ کہہ سکتا ہی۔ آزادی ہی کہ جو چاہین کر گذرین کوئی دم نہین مار سکتا۔ ایک تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی صف خوبان کو برہم کردیا۔ اسکے لپٹ گئے۔ اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال دیا۔ اِسکا مُنہ چوم لیا۔ اُسپر دست شوق دراز کر بیٹھے غرض خوب اچھی طرح آرزوئین پوری ہو چکین تو ہٹنے کا نام لیا۔ جی کھول کے حسرتین نکال لین تو ٹلے۔ آگے بڑھکر ارادہ کردیا تو ایک دم زدن مین کلکتے پہونچے۔ کھڑے شام نمائشگاہ کی چہل پہل دیکھ رہے ہین۔ سبزہ اندامون کا ٹہلنا۔ پتلی کمر والون کا گیسوے دراز کے جھونکے مین آجانا۔ ایک جانب جادو نگہان بنگالہ کا شرما کر

وہ ناشاد بیوہ جس کا وارث ایک ننھا سا بچہ چھوڑ کر جوانی ہی مین داغ دے گیا ہی اُس سے پوچھو کہ خیال مین کیا مزا ہوتا ہی۔ اُسکی کتنی امیدین خالی اس ایک ننھے سے دم پر منحصر ہوتی ہین۔ وہ اتنے سے آسرے کے صحیح سلامت رہنے کے لیے کیا کیا تمنائین مرادین مانتی ہی۔ اور ذرا سے سہارے پر کن کن عشرتون کے خیال سے دل بہلاتی ہی۔

دوسری طرف دیکھو زاہد شب بیدار مسجد کے حجرے مین تہجد ادا کرکے مصلے کے اوپر سجدے مین پڑا ہے۔ ماتھے پر گٹھا پڑ گیا مگر سر رگڑے جاتا ہے۔ آنکھون مین نیند بھری ہی مگر چھینٹے دیدے کر عبادت مین مشغول ہے۔ ساری دنیا خواب غفلت مین ہی مگر یہ شب ہجران والون کا ساتھ دے رہا ہے۔ رات کے چلنے والے تک درختون کے نیچے پڑ پڑ کر اونگھ گئے۔ مگر یہ شمع گور غریبان کی چوٹ پر آنسو بہا رہا ہی۔ کیون؟ صرف خیال ہے جو سو نہین دیتا۔ حورون کی صورت اسکی آنکھون کے آگے ہے جو مزے مزے کی لگاوٹ بازیون سے نیند حرام کیے دیتی ہی۔ کوثر و سلسبیل اسکی نظرون کے آگے موجین مار رہے ہین جنھین دیکھ دیکھ کر شوق مین آکر یہ پلک بھی نہین مارتا۔ سمجھتا ہی کہ اسی جاگنے کے صدقے مین یہ مزے نصیب ہونگے۔ خیال جما رہا ہے کہ حورون سے یون ملین گے۔ اور یون اخلاص بڑھائینگے۔ یون چشم خمار آلود کے بوسے لین گے۔ اور یون عارض تابان پر جان قربان کرین گے۔ یون گلوے مصفا مین ہاتھ ڈالین گے۔ اور یون دست شوق دراز کرینگے۔ یون غلمانون سے خدمت لین گے۔ اور یون لطف صحبت کے مزے اُٹھین گے۔ باغ بہشت ہوگا اور سایۂ طوبیٰ ہوگا۔ لب سلسبیل ہوگا۔ اور سن شباب ہوگا۔ حورون کی ہمکناری ہوگی۔ معطر ہوا کے جھونکے ہونگے۔ اور شراب طہور کے دور چلین گے۔ اگر دیکھا جائے تو حضرت زاہد اسی آسرے پر خدا جانے کن کن باتون کا خیال جما کر شب تنہائی اور اپنی افسردہ منشی کو بھلاوے دے رہے ہین۔

جس فرقے اور جس گروہ کو دیکھو وہ لاکھ کلفتین ہون دم بھر کے لیے اسی باغ خیال مین رہکے دل بہلا لیا کرتا ہی۔ یار کو رخصت کرتے وقت کہدینا کہ "بھولیے گا نہین"

یہ حضرتِ خیال کی بدولت ہے - وطن چھوڑتے وقت اہل وطن سے یژمردہ خاطری کے عالم مین کہنے لگنا "نامہ و پیام سے یاد کرتے رہنا"، اِنھین بزرگوار کی فہائش سے ہے -

وہ جو دشت غربت مین پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہی - تم دیکھتے ہو کہ اِس سنسان جنگل اور وحشت کے مقام مین اُسکے آگے پیچھے کوئی نہین ہے - خونخوار درندون کی آوازین اِسکے کانون مین بھری ہین - اور بھیانک وہمی صورتین اِسکی آنکھون مین پھر رہی ہین مگر جانتے ہو کہ کانٹون کے جھنڈ کے نیچے یہ کن باتون سے اپنے دل کو تسلی دے رہا ہے ؟ وہی جو اسکے مونس و غمخوار خیال نے تبلائی ہین -

ہر کمالے را زوالے

خدا نے جو چیز بنائی ہے اُسکو فنا ضرور ہے - یہ جتنے جسم ہمین نظر آتے ہین - یہ جتنے خیال ہماری نظر کے سامنے دوڑے دوڑے پھرتے ہین صناع قدرت نے ازل مین جسوقت اِن کی دلفریب صورتین بنائی تھین اُسی وقت اُن کے قد و قامت کے موافق ایک فنا کا برقع بھی طیار کر لیا تھا - غیب کے بے مروت فرشتے اُس برقع کو لیے منتظر بیٹھے رہتے ہین کہ خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آئے اور بڑھ کے اُڑھا دین - فنا کا برقع ایک ایسا پُر سحر لباس ہے کہ مذاہب والون کے نزدیک جسکو اُڑھا دیا گیا وہ تو سب کو دیکھتا ہے مگر اُسے کوئی نہین دیکھتا - وہ چاہتا ہے کہ لوگ اُسے دیکھین مگر ہاے یہ بات اُسکے اختیار مین بھی نہین - ہمارے کیسے کیسے عزیز - کیسے کیسے دوست - دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے - ہماری آنکھین دنیا بھر مین اُنھین ڈھونڈھ آتی ہین مگر کہین پتا نہین لگتا - کیا وہ نہ چاہتے ہونگے کہ ہم سے ایک گھڑی بھر کو مل جائین ؟ نہین ضرور چاہتے ہون گے - مگر بچارے کیا کرین - کچھ اپنے بس مین ہین - قدرت نے فنا کا برقع اُڑھا کے اُنھین خدا جانے کس شہر خموشان مین ڈال دیا - گذشتہ احباب اور چھوٹے ہوئے دوستون کو تو خیر الوداع کہہ چکے - زیادہ صدمہ جب ہوتا ہے جب محکمۂ قضا و قدر کی سُپریم گورنمنٹ کا یہ واجبی اور حکمی سرکلر نظر سے گذرتا ہے کہ "دنیا مین جو کوئی ہے اُسے یہ برقع

ایک دن ضرور اوڑھنا ہوگا - ہائے یہ لباس جسے ہر شخص نے زیب بر کیا ہر آنے والا شخص بھی پہنے گا -

کتنا بڑا قلق ہوتا ہی اور دل پر کیا کچھ گذر جاتی ہے جب خیال کرتے ہین کہ یہ پیاری پیاری صورتین - یہ جانی اور پسینے کی جگہ خون گرانے والے احباب - یہ نازبرداران باپ یہ قوت بازو بھائی - سب کے سب اپنی اپنی باری اسی لباس کو پہنین گے - ہم ڈھونڈھتے پھرین گے اور ان کا کہین پتا نہ لگے گا - ہماری ترقیون کا یہ کتنا بڑا زوال ہے واقعی سچ کہتے ہین "ہر کمالے را زوالے"

ان جیتی جاگتی جانون کا رونا تو سبھی روتے ہین اور ہم بھی رینے حسرت کی تو یہ بات ہی کہ اگر ہم کسی قسم کی ترقی کرتے ہین تو قدرت کے جبت پسند (جنھون نے قدامت کے مٹانے کا بار اپنے سر لیا ہے -) اس مین بھی گہن لگا دیتے ہین - افسوس - اگر بے ادبی اور گستاخی نہوتی تو کہہ دیتے کہ "یہ تو بڑا ظلم ہے" کس امید پر کوئی کشمکش زمانہ سے جان بچا بچا کے ترقی کی گھوڑ دوڑ مین آگے نکلنے کا قصد کرے - سب کچھ ہے مگر جب آخر پر اور انجام پر نظر ڈالتے ہین آنکھون سے تو کچھ نہین دکھائی دیتا ہان کان مین ایک آواز آجاتی ہے جو شائد چند سکوت آشنا زبانون سے نکلی ہو - وہ آواز بس اسی قدر ہی "کچھ نہین"

پیدا ہوتے ہی انسان دو گودون مین پلتا ہی - ایک تو قدرت کی گود ہی - اور دوسری مان کی گود - قدرت کی گود ایک انسانی معمولی رفتار پر چلنے کی قوت پیدا کرتی ہے - اور مان کی گود وہ خاص خاص قسم کی باتین بناتی ہی جو ایک کے دوسرے سے آگے نکلنے مین کام آتی ہین - قدرت آخر تک ساتھ رہتی ہے - اور مان اپنا حق ادا کرکے اور لوگون کے سپرد کرتی ہی اور یہی امر مختلف استادون کے حوالے کرکے کسی خاص کمال کی انتہا کو پہونچاتا ہے - اب غور طلب یہ امر ہے کہ دونون کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - قدرت بچے سے جوان کرتی ہی - دل مین ولولہ اور طبیعت مین جوش پیدا کرتی ہے - اور اسی کے ساتھ تمناؤن اور آرزؤن کا ایک بہت بڑا سبز باغ دکھا کر جوانی کی حد سے نکال کر بڑھاپے مین پہونچا دیتی ہے - اس سے [illegible] تھا مگر اب جوانی کی قدر انسان کو معلوم ہوتی ہے [illegible] وقت ہم مین کیا کمال تھا

اور ہم کس کام کے تھے - بڑھاپا ایک ایسا وقت ہے جسوقت گویا انسان اپنی جوانی کے کمالون کو یاد کرکے کچھ دنون روتا ہی -

اب یہ دیکھنا ہی کہ اُن ترقیون کا کیا حشر ہوا جو مان کی گود مین پل کر حاصل کی تھین - اُدہر کا حال سنیے - مان سے جب زیادہ ضدین کرنے لگے تو اُس نے ایک اُستاد کے حوالے کیا - رفتار عمر کے ساتھ اساتذہ کا سلسلہ بھی بدلتا گیا - بہتون کی شاگردی کی بہتون کی جوتیان سیدہی کین - خدا جانے کس کس کے ہاتھ کی مار کھائی کس کس کی گھرکیان سہین تو اس رتبے کو پہونچے کہ لوگ اب ہماری شاگردی کو فخر سمجھنے لگے - اب وہ زمانہ آگیا کہ کمالات کا مادہ دماغ مین بڑھتے بڑھتے فاسد ہونے کی حد کو پہونچ گیا تھا - قدما کی تحریرون پر نکتہ چینیان کرنے لگے - اور اگلون کے کمالات مٹانے کے درپے ہو گئے - شاگردون اور فیض حاصل کرنے والون نے اس قدر بانس پر چڑھایا کہ اپنی کچھ خبر ہی نہ رہی - چند روز کے بعد دیکھتے ہین تو صرف برکت ہی برکت ہے - باقی اللہ اللہ خیر صلاح - نہ تو وہ قوت حافظہ ہی کہ پرانی کیا اپنی بھی کچھ باتین یاد ہون - نہ وہ ذہانت ہے کہ کسی مغلق مسئلے کی طرف متوجہ ہو گئے تو اُسے حل کرکے چھوڑا - اب سُنیے اُدہر جوانی کی اُمنگون کا افسوس تھا اِدہر اگلے کمالات علمی کا بھی قلق دل مین پیدا ہوا - کمالات تو مٹ ہی گئے تھے - صرف نام باقی تھا کہ قدرت کے چالاک فرشتون نے بڑھ کے فنا کا برقع اُڑھا دیا - لیجیے فراغت ہو گئی - جو کچھ ہونا تھا اسی وقت ہو گیا وہ بادشاہ قبر مین خاموش لیٹا ہی - اس سے پوچھو گے تو اپنا حال نہ بتائے گا - مگر گذشتہ زمانے کی طرف نظر دوڑاؤ - دیکھو اس کا سارا حال نظر آتا ہے - یا تو ایک ادنے فوج کا سپاہی تھا - یا سردار فوج ہوا - اب دیکھو وزیر ہی - لو بادشاہ ہو گیا - اب ملک گیری مین مشغول ہی - جدہر جاتا ہی فتح ہوتی ہے - جدہر رُخ کرتا ہے لوگ اطاعت قبول کر لیتے ہین - اب اُسکے رُعب و جلال کو دیکھتے ہو؟ زمانہ آگے سر جھکائے ہوئے ہی - دنیا بھر کانپ رہی ہے - تخت پر کس شان سے اور کس اطمینان سے بیٹھا ہے - وزرا و امرا کس ادب سے دہنے بائین ہاتھ باندھے کھڑے ہین - مگر اب دیکھو اُسی طرف سے رونیکی آواز آتی ہے - بیٹے بیٹیان - بی بیان لونڈیان - تمام عزیز و اقارب اور امرا و وزرا کھڑے رو رہے ہین - اور وہی حوصلہ مند بادشاہ ایک سناٹے مین خاموش لیٹا ہے اور اُسی

وضع پر جس پر آج بھی اسے دیکھ رہی ہو - اب اِس سے زیادہ زوال کیا ہوگا - افسوس!
"ہر کمالے را زوالے"

بہت سے نامورون کا حال ہم تاریخ مین دیکھتے ہین جنکے زمانے نے اُنھین خدا جانے کس عظمت کو پونہچا دیا تھا مگر اب ڈھونڈھتے ہین لیکن دُنیا مین اُن کا کوئی نشان بھی نہین معلوم ہوتا - اُن کے تھوڑے ہی دنون کے بعد وہ سب چیزین بھی مٹ گئین جنکو اُن سے تعلق تھا - جسوقت یہ یاد آجاتا ہی کہ آج ہم زمین پر چلتے پھرتے مین کل زمین کے نیچے ہونگے تو پاؤن کے نیچے کی مٹی نکل جاتی ہے - صرف یہی نہ ہوگا کہ ہم مٹی کے ایک بھاری بوجھ کے نیچے دبے پڑے ہون گے - بلکہ فنا ہم کو اُس ہیبت ناک مقام مین لیجا کے کھڑا کردے گی جہان نہ کوئی آگے ہوگا نہ کوئی پیچھے ہوگا - نہ کوئی دوست ہوگا جس کے آگے اپنا دردِ دل ظاہر کرین - نہ کوئی مونس ہوگا جو ہمارے حال پر دو آنسو بہائے - نہ ہماری ہمدم بی بی ہوگی جو ہمکو جان سے زیادہ پیاری ہے اور جسکی دردمندیون پر بڑی بڑی نازک حالتون مین ہمارے دل کو قرار آگیا ہے - نہ یہ سامنے کھیلنے والے بچے ہون گے جنکی میٹھی میٹھی باتین اور پیاری صورتین ہماری زندگی کی خوشی اور ہماری آنکھون کی ٹھنڈک ہین -

ہم سو طرح کی سختیان اپنے اوپر جھیلتے ہین مگر انھین تکلیف نہین پہونچنے دیتے - نہ نادیدہ دار مان ہوگی جو ہماری ادنے فکر پر بیچین ہو جایا کرتی ہے - نہ مہربان باپ ہوگا جو ہماری فکرون کے پیچھے اپنے تئین مٹائے دیتا ہی - نہ یہ عالیشان مکان ہوگا جس پر ہمین ناز ہے اور جسکی رفعت دیکھ کر غیر ہم سے دبتے ہین - نہ یہ نازک اور گدگدا بچھونا ہوگا جس پر ہم آرام سے سوتے ہین - نہ یہ پر تکلف پلنگ ہوگا جو ہر وقت ہمارے لیے کھنچا رہتا ہے - نہ نوکر ہون گے جو ہمارے ادنے ادنے اشارون پر دوڑتے ہین - نہ مال و اسباب ہوگا جو درحقیقت ہمارا سرمایۂ ناز ہے اور جسکی وجہ سے ہم اپنے تئین بہت بڑا امیر سمجھتے ہین اور غریبون پر ہزارون ظلم کرتے ہین مگر کوئی دم نہین مار سکتا - یہ سب خیالات جس گھڑی دل مین جمع ہو جاتے ہین اور بیتابیون کی تبخیر سے دماغ پریشان ہونے لگتا ہے اُسوقت ہم پر کچھ ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ یہ بھی نہین یاد رہتا ہے "ہم کون ہین" اصل مین اُس گھڑی ہم اپنے تئین بھول جاتے ہین اور اُسکے عروج کو یاد کرو پھر اُسکے تنزل کو دیکھو - جس نازونعم پروردہ بادشاہ کو ہجوم

عشرت مین رات دن کی خبر ہوتی تھی وہ کس بے سروسامانی سے اور کن نامرادیون کے ساتھ کلکتے مین پہونچا - جس سرکار کے نوکر ہمارا سلام لیتے تھے اب ہم اُن کا سلام لیتے ہین - اس کو بھی جانے دو - مٹیا برج جو واجد علیشاہ خلد آرام گاہ کے زمانے مین نمونۂ بہشت تھا - اب اُسکے قیمتی سامان کوڑیون کے مول نیلام ہو رہے ہین -
دہلی کا مثلیہ خاندان جس کے ڈنکے کی آواز کابل و قندہار سے ارکان تک اور ہمالیہ سے سیلون تک پہونچتی تھی اسی خاندان کی جیتی جاگتی یادگارین موجود ہین مگر زمانہ اسطرح ستا رہا ہے کہ متحمل ہونا کیسا ہم سے دیکھا بھی نہین جاتا - تخت ہند پر بیٹھنے والون اور تاج ہند پہننے والون کی اولاد ایک ایک کوڑی کو ترستی ہے اور کوئی پرسان حال نہین - کسی - نے چار پانچ روپے مہینہ مقرر کر دیا تو بھی اُن کی اُس آنکھ مین حیثیت سے زیادہ معلوم ہوتا ہی جو کسی وقت کرورون کو نگاہ مین نہ لاتی تھی - انھین لوگون مین سے بہت فاقے کر کے مرگئے اور بہت ایڑیان رگڑ رہے ہین - بہتون کی بی بیان اور لڑکیان سلائی کر کے شوہرون کو پال رہی ہین مگر شوہر کسی کام کے نہین - یہ انتہائی درجہ ہے - جو ان لوگون کا کمال تھا اُس سے زیادہ کمال بھی اور کہین کم نظر آئے گا - اور جس قسم کا زوال انھین نصیب ہوا وہ بھی اور کسی کو حاصل ہوتے نہ دیکھا ہوگا -
اے مفلوک الحال قوم اسلام تجھے بھی عبرت پکڑنا چاہیے - تیرے کمال کو بھی زوال آگیا - یہ کوئی معمولی بات نہین ہے کہ مسلمانون کے تمام معزز خاندان تباہ ہوتے جاتے ہین - علما غافل ہوتے جاتے ہین - غربا کو اور قومین ہجوم کر کر کے پاؤن کے نیچے روندے ڈالتی ہین - اے نوجوانان اسلام خدا کے لیے سنبھلو اور ہوش مین آؤ - متوجہ ہو کر دیکھو کہ زمانہ تم سے کیا کہہ رہا ہے اور کدھر بلاتا ہی -

راقم - م - ی
از مراد آباد -

اڈیٹر - یہ مضمون رام پور کے خاندان ریاست کے ایک نوخیز اور ہونہار صاحبزادے نے لکھا ہے - اُن کی جودت و ذکاوت اور ہمدردی قوم پر ہم اُن کو مبارکباد ہی نہین دیتے ہین بلکہ اپنی جگہ ناز کرتے ہین کہ ہمین ایک ایسا لائق نوجوان معزز مسلمانان ہند مین نظر آیا - ہمارے لوکل رؤسا کو اپنے معمولی بدنام کن مشاغل سے اتنی فرصت ہی

کیون ملنے لگی ورنہ اُنھین ہم اِس نوجوان رئیس زادے سے ملانے کی کوشش کرتے۔ خاتمے پر اپنے معزز کریم فرما (صاحب مضمون) سے اتنا عرض کرنے کی جرأت کرتے ہین کہ آپ ہمیشہ اپنے بیش بہا خیالات سے دلگداز کی عزت افزائی فرماتے رہیے۔ اور خاصکر بالفعل آپ کو ہمارے محمڈن نیشنل والنٹیر کی جانب متوجہ ہونا چاہیے جس نے آپ کی قوم کے بچون پر اپنی قیمتی عزت کو قربان کردیا۔

محمڈن نیشنل والنٹیر فنڈ

الحمدللہ کہ اِس فنڈ کو بہت عمدہ ترقی اور کامیابی ہوتی جاتی ہے۔ مسلمانون پر جسقدر تباہی آئی ہے اُسی قدر اُن مین جوش بھی ہے۔ بس یہی ایک بات ہی جو کسی قدر تسلی دلاتی ہے۔ ہمارا والنٹیر اُسی سرگرمی سے آج تک اپنے کام مین مشغول ہے جس سرگرمی سے پہلے روز اُس نے قوم کے آگے ٹوپی اُتاری تھی۔ کچھ دنون پیشتر اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ بعض آزادانہ مشرب لوگ صوفیہ کی مذاق مین پڑکے ترک دنیا کردیتے تھے۔ اور فقیر بن کے شہرون شہرون کی ہوا کھاتے پھرتے تھے۔ مگر اُس فقیری سے بدرجہا عمدہ اور مقبول یہ فقیری ہے جو ہمارے معزز۔ لائق۔ عالی خاندان۔ اور بےنفس نواب زادے مرزا محمد مرتضیٰ خان صاحب نے اختیار کی ہے۔ حقیقت مین مرزا صاحب ممدوح ہم کو ایک نظر آتے ہین جنکو قوم کی خدمت کرتے وقت نہ اپنے مالی نقصان کا خیال رہتا ہے۔ نہ بچون کی فکر رہتی ہے۔ نہ گھر کی پرواہ ہوتی ہے۔ وہ ہوتے ہین اور اُن کا کاسۂ گدائی۔ یا مانگنے کی جھولی۔

زیادہ مسرت کی یہ بات ہی کہ دارالسلام کے ممبرون مین سے جو کوئی باہر کا سفر کرتا ہی وہ لکھنؤ سے باہر نکلکر دارالسلام کا اُس سے زیادہ ہمدرد رہتا ہے جس قدر کہ لکھنؤ مین رہنے کی حالت مین تھا۔ فی الحال ہمارے پرجوش اور لائق دوست منشی محمد نثار حسین صاحب نثار مہتمم پیام یار نے الہ آباد اور پریانوان ضلع پرتاب گڈھ کا ایک سفر کیا تھا۔ اپنے سفر مین اُنھون نے بھی والنٹیر کا پورا پورا کام دیا۔ الہ آباد کے محمڈن کلب مین شریک ہوئے۔ اور اپنی انجمن کے اغراض اور اپنے فرائض بیان کیے۔ اور کچھ ایسے موثر لہجے مین اپنی قوم کے ادبار کی تصویر کھینچی کہ والنٹیر فنڈ کو خاص محمڈن کلب کے فنڈ سے عہ ملا۔

اور دونون انجمنون مین سچی دوستی بلکہ قرابت کا رشتہ پیدا ہو گیا - اسکے بعد منشی محمد نثار حسین صاحب پریانوان مین تشریف لیگئے - وہان دار السلام کی ایک سب کمیٹی قائم کرائی جسکے پریسیڈنٹ خان بہادر شیخ احمد حسین خانصاحب مذاق تعلقدار پریانوان و آنریری مجسٹریٹ ہوئے ہین - جناب شیخ صاحب نے ہماری انجمن کے ممبر کی پُر درد صدا بڑے درد مند دل سے سُنی اور کوشش کی کہ والنٹیر فنڈ کو اُن کے ہان سے کسی قدر مدد ملے - وہان کے کچھ لوگ جمع کئے گئے جن کے سامنے ہمارے فقیر نے اپنی صدا لگائی - اور خدا کا شکر ہی کہ اُسکے سچے عبادت گزار مسلمانون نے سُن لی - عام لوگون مین ایک جوش پیدا ہوا اور ۲۰ روپے اُسی وقت فراہم ہو گئے - اِنمین سے ایک دوانّی اور تین پیسے بہت زیادہ قیمتی تھے - کیونکہ دوانّی ایک دس برس کے طالب علم نے دی جس نے اپنے ہموطنون کے لیے کچھ سوغات خریدنے کے لیے مدت سے جمع کر پائے تھے - بعد یہ دو آنے جمع کر پائے تھے اُسکی معصوم طبیعت کے جوش اور بچپن کی ہمدردی قومی کا نمونہ بے شک بڑی قدر کے قابل ہے - اور دو تین پیسے ایک نوعمر اور کم حیثیت خدمتگار نے دیے تھے - منشی محمد نثار حسین صاحب نے روپے انجمن مین داخل کرتے وقت کہا "میری راے مین یہ دوانّی اور تین پیسے اسقدر قیمتی ہین کہ ہر مسلمان کو انہین اپنے پاس جمع رکھنے کا شوق ہوگا - اور مجھے بھی ہے - مین دوانی کے ۸ر اور پیسون کے ۴ر دیتا ہون"

دار السلام کے ممبرون مین اسوقت کچھ ایسا جوش تھا کہ اُس دوانی اور پیسون کا نیلام ہونے لگا - بولی چھ روپے تک پہونچی تھی کہ منشی سید شہنشاہ حسین صاحب بی اے نے تحریک کی کہ انجمن سب سے زیادہ اِن پیسون اور دوانّی کی قدردان ہی وہ ہرگز نہ بیچے گی - جن صاحب کو کچھ دینا ہو صرف رونمائی مین دین - یہی راے قرار پائی - اور کتنی بڑی خوشی کی بات ہی کہ صرف رونمائی کی مد مین ۱۲ر چار کوڑیان جمع ہو گئین - ہم منشی محمد نثار حسین صاحب کو مبارکباد دیتے ہین کہ اُنھون نے اپنے مشن مین پوری کامیابی حاصل کی - اور انجمن کو تھوڑی ہی مدت مین واپس آکر اپنا ممنون بنا لیا - عموماً ہم جہان تک غور کرتے ہین خریداران لگدار پر بھی ہماری والنٹیر کی دردناک آواز کا بڑا اثر پڑا ہے - خدا اُن کے جوش مین برکت دے - بعض کے خرز عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنھون نے بیتاب ہو کر اور کلیجا تھامکر سے تمام کر

والنٹیر فنڈ کو مدد دینے کے لیے دارالسلام مین خط لکھا ہے - ہم اُن خطوط کو بھی درج کرین گے تاکہ قوم کے اور حضرات کے لیے اُن کی مبارک کارروائیان عمدہ نظیر ہون - مگر اُن خطون کے نقل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم عام طور پر بتلائین کہ اِسوقت تک والنٹیر فنڈ مین کیا جمع ہوا ہے - ۱۹ - مارچ تک حسب ذیل چیزین آ چکی تھین - ۷ مارست نجا - ۱ مارچاول - ایک پلیٹ - ایک لوٹیا - ایک موٹی بتیون کا بنڈل والنٹیر فنڈ مین داخل ہو چکا تھا -

اے اہل اسلام آپ کی ترقی کے لیے یہ فنڈ ایک مضبوط سیڑھی بناتا ہے - جہان تک ہو سکے اِسکی طرف توجہ کیجیے - اور کوشش کیجیے کہ اِس فنڈ کو بہت جلد اپنے نتائج دکھانیکا موقع ملے - بہت جلد وہ زمانہ آیا چاہتا ہے کہ دارالسلام کی طرف سے ایک مشنری جماعت مختلف شہرون مین اپنے اغراض بیان کرنے کے لیے روانہ ہوگی - ابھی ہمکو امید ہے کہ ہندوستان کی اور انجمنین ہماری اغراض مین مدد کرین گی -

۱۹ - مارچ کو یہ دو خط بھی انجمن دارالسلام کے سامنے پیش ہوئے

پہلا -

" جناب مکرم بندہ - تسلیم - اِسوقت اِس خط کے تحریر کی ضرورت یہ ہے کہ مین نے نہایت شوق اور مسرت سے مضمون "محمڈن نیشنل والنٹیر" کو پڑھا - خدا اس قومی فقیر کو دولت غیر محدود عطا فرمائے - میرے خیال مین اگر اِس قسم کی کمیٹی ہر شہر مین ہو اور کوئی ممبر لکھنؤ کی کمیٹی کا یہان یا اور اضلاع مین گھوم کر ایک سب کمیٹی ہر ضلع مین قائم فرمائے تو غالباً مقصد حاصل ہو - مین اور اضلاع کی نسبت وعدہ نہین کر سکتا مگر اِس ضلع کی نسبت ضرور کہون گا کہ اگر یہان کمیٹی ہو تو یقین واثق ہے کہ یہان کے مسلمان بھائی بڑے جوش وخروش سے ہمدردی کرین گے - چونکہ مین کسی ممبر انجمن لکھنؤ سے واقف نہین ہون لہذا براہ راست انجمن سے خط وکتابت نہین کر سکتا - مگر مین بخوشی ایسی انجمن کا ممبر ہونا فخریہ منظور کرون گا بشرطیکہ انجمن کے قواعد ایسے ہون کہ مین ممبر مقرر ہو سکون - علاوہ بریں مین اِس معاملے مین یعنی محمڈن نیشنل والنٹیر کے بارے مین بسر وچشم نہایت مسرت وفخر کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لیے آمادہ ہون - اگر آپ مناسب تصور فرمائین تو اِس نیازنامے کو

سکرٹری صاحب انجمن کی خدمت مین بھیج دین تاکہ وہ مجھہ سے ہر ضلع مین سب کمیٹی قائم ہونے کے بارے مین خط وکتابت فرمائین۔ اور اگر میری راے انجمن کے نزدیک قابل منظوری تصور کیجاوے تو سب کمیٹی کی تقرری کے واسطے کوشش کی جاوے۔

براہ کرم اِس سے بھی مطلع فرمائیے کہ سردست چندہ کس کے پاس بھیجا جاے اور اِس معاملۂ خاص کے کوئی قواعد منضبط ہوئے ہین یا نہین۔

بندہ شاہ محمد نذیر عالم ڈپٹی کلکٹر۔ از ضلع اعظم گڈھ"

دوسرا:۔

"فخر قوم مولوی عبدالحلیم صاحب شرر زاد مجدہٗ۔ تسلیم۔ محمڈن نیشنل والنٹیر والی تحریر نے میرے دل پر وہ اثر کیا کہ بلا غور و تامل مینے اپنے کلاس کے مسلمان طلبہ سے چندہ لانے کے لیے کہدیا۔ غرض کل اور آج مینے چندہ وصول کیا۔ اور اِس کے لیے مینے قریب قریب تمام شہر مین خبر پہونچادی ہے اور اکثر اشخاص سے اسکے وصول کی ترغیب کی ہے۔ آپ کی تحریر کی تین نقلین علیحدہ کاغذ پر اس غرض سے کی ہین کہ اکثر مسجدون پر چسپان کردون۔ مگر آج شام کو آپ کی تحریر پڑہنے کا پھر اتفاق ہوا اور بعد اُسکے میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ آیا اس طور سے چندہ وصول کرنے کا مجھے کوئی حق ہے یا نہین۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے کہ قوم کی طرف سے نیشنل والنٹیر مقرر ہون۔ شاید انجمن ایسے والنٹیرون کو مقرر کرکے ہر شہر مین روانہ کریگی۔ ایسی حالت مین مین خیال کرتا ہون کہ بلا اجازت انجمن مجھے کوئی حق نہین۔ مجھے امید ہے کہ انجمن میرے اِس جوش کی حرکت کو معاف کرکے کوئی حکم مناسب فرماوے کہ مین جو چھہ اور ۱۷ اگور کہپوری پیسے وصول کرچکا ہون کیا کرون آیا بھیجدون یا واپس کردون۔ اور آیندہ وصول کرون یا نکرون۔ کل کارروائی مین جواب تک معطل رکھتا ہون۔ یہان صلاح یہ ہوئی ہے۔ کہ مسجدون مین اور مناسب جگہون پر مقفل صندوق رکھدیے جائین جسمین چہید کی راہ سے لوگون کو پیسہ روپیہ وغیرہ رکھنے کا راستہ ہو اور ہفتہ مین کھول کر ایک جگہ رکھا جائے اور تین چار ہفتون مین جو کچھ جمع ہو روانہ کیا جاے۔ یہان بھی ایک انجمن ہوی ہے۔ اُسکے سکرٹری مولوی محمد یٰسین صاحب ہین مولوی ابراہیم

صاحب اور مولوی محمد عبد الحکیم صاحب اعلیٰ ممبرون سے ہین - مولوی ابراہیم صاحب کے پاس مین کل جاؤن گا - اگر مناسب ہو تو انھین حضرات مین سے کسی کو یہان کا چندہ وصول کرنے کا حکم ہو - ہم شیعون کے سرگروہ مولوی لقمان حیدر صاحب وکیل ہین - ان کی وجہ سے بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے - اور مین خود اپنی سعادت دارین سمجھکر تو کوشش کرتا ہی ہون - صرف آپ کے جواب کا انتظار ہے - ہندؤن سے لینے کی یا انکو دینے کی اسمین تو اجازت نہین - مگر کوئی ہندو دے تو لیا جاے یا نہ لیا جائے؟

حقیر محمد مسلم ماسٹر ٹاؤن اسکول آرہ"

مین انجمن کی جانب سے اب مصلحۃً بتاتا ہون کہ دار السلام کا سکرٹری مین ہی ہون پہلے دلگداز ہی کے ذریعے سے آپ کی خدمت کرتا تھا اور اب بحیثیت سکرٹری دار السلام بھی قوم کا خادم رہون گا - تاوقتیکہ انجمن کوئی خاص ہدایت نہ کرے تمام خط و کتابت مجھسے ہونا چاہیے - اے معاونان و قدردانان دلگداز اس کام مین ضرور مدد کیجیے دار السلام اور والنٹیر فنڈ آپ کے بہت کام آئین گے -

الملتمس - خادم قوم - محمد عبد الحلیم شرر مہتمم دلگداز و سکرٹری دار السلام لکھنؤ -

"فیروز گلنار"

انگلستان بلکہ یورپ کے مشہور ناولسٹ **شیکسپیر** کی مقبول ناول "**رومیو جولیٹ**" کا ترجمہ **منشی جوالا پرشاد صاحب** بی اے نے نہایت فصاحت کے ساتھ بامحاورہ موثر الفاظ مین کیا ہے جسمین عشق کی اُمنگ - جوانی کی ترنگ کا پورا چربہ دکھایا گیا ہی - کاوش ہجر اور لذت وصل کی پوری تصویر کھینچی گئی ہے -

ہندوستان کے قریب قریب کل معتبر اخبارون نے اسپر ریویو کیا ہی جسمین اسکی دلچسپی اور عمدگی کی تعریف مین زیادہ زور دیا گیا ہی - قیمت ۱۰ر معہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے -

المشتہر - شیخ احمد علی کامل بنارسی رستم نگر - لکھنؤ

دار الخلافت بغداد

(یہ مضمون مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر علیگڈھ کالج کی کتاب المامون سے کسی قدر تصرف کے ساتھ لیا گیا)

یہ وہ شہر ہے جس پر صدیون سے اسلام رو رہا ہے اور خدا جانے کب تک روئیگا موجودہ زمانے مین جب کہ دولت پسندی کی تہذیب نے ظاہری شان و شوکت اور دہوم دہام پسند کرنے والے مورخون کو قومون کی ترقی و زوال کا اندازہ کرنیکے لیے عدالت کی کرسیون پر بٹھا دیا ہے اسلامی وقعت کا سامان دکھانے کے لیے ہم جس شہر کو زیادہ دعوے کے ساتھ پیش کر سکتے ہین وہ دار الخلافت بغداد ہے۔ فارسی کے مشہور شاعر انوری نے اپنے ایک قصیدے مین سچ تو یون ہے کہ اُس زمانے کا سامان آنکھون سے دکھا دیا ہے۔ اور گذشتہ حالت بغداد کی تصویر کھینچدی ہے۔ وہان کی خوشگوار آب و ہوا۔ نظر فریب فضا۔ دریائے دجلہ کا لہرین سے لیکے بہنا کشتیون کا اِدہر اُدہر پھرنا۔ عالیشان عمارتون کی عظمت۔ طرح طرح کے باغون کی تروتازگی و نزہت۔ غرض کوئی بات نہین جو اُٹھا رکھی ہو۔ اُس قصیدے کے چند اشعار ہم نذر ناظرین کرتے ہین وہ کہتا ہے:-

خوشا نواحی بغداد جلاے فضل و ہنر — کہ کس نشان ندہد در جہان چنان کشور
سواد او بمثل چون سپہر مینا رنگ — ہواے او بصفت چون نسیم جان پرور
کنار دجلہ ز ترکان سیمتن خلخ — میان رجبہ ز خوبان ماہ رخ کشمر
ہزار زورق خورشید شکل بر سر آب — بر آن صفت کہ پراگندہ بر سپہر اختر
بشبہ باغ شود آسمان بوقت غروب — بہ شکل چرخ شود بوستان بوقت سحر
بوقت شام ہمی این بان بیارد گل — بگاہ بام ہمی آن باین دہد اختر
شگفتہ نرگس بویا بطرف لاستان — چنانکہ در قدح گوہرین مے اصفر
نواے طوطی و بلبل۔ خروش عکہ و مار — ہمی کنند بخجل لحنہاے خنیاگر

اس شہر کی سطوت اور اس کے جاہ وجلال نے چونکہ اسلام کی گود مین پل کر شہرت ودوام حاصل کی لہذا اسلامی دنیا کی تاریخ کے سوا اور کہین اس کا نام بھی نہ ملے گا۔ ہان بس اس قدر پتا چلتا ہے جسکو لوگ وجہ تسمیہ بیان کرنے کے محل پر ظاہر کرتے ہین کہ یہان ایک باغ تھا جسمین بیٹھ کر نوشیروان عادل مقدمات فیصل کیا کرتا تھا۔

ہوتے ہوتے وہ مقام باغ وادمشہور ہوگیا جس کا مخفف بغداد ہے۔ اسلام نے اس مقام کو اس عمدگی سے اپنے خراد پر چڑہایا اور اُسکی شوکت اور دبدبون نے اس کامیابی کے ساتھ بغداد پر اپنا رنگ پھیرا کہ اس سرزمین کو اب اسلام کے ساتھ ایک قسم کا لزوم ہوگیا ہے۔ آج بغداد کا نام زبان پر آتے ہی گذشتہ اسلام کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے اور نوشیروان کا خیال بھی نہین آتا۔

بغداد کی وہ بنا تو معلوم ہوئی جو صرف وجہ تسمیہ ہونے کے لیے تھی یا دوسرے الفاظ مین یون کہا جائے کہ برائے نام تھی۔ مگر دوسری اصلی بنا جس نے خاک بغداد کو شہرت جامہ پہنایا اور جسکی وجہ سے بغداد کا نام بڑی ہیبت کے ساتھ صفحات تواریخ پر لکھا گیا اُس کا حال سُننے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس شخص نے اس شہر کی بنیاد ڈالی وہ دولت عباسیہ کا دوسرا خلیفہ ابوجعفر منصور تھا۔ منصور اگرچہ خاندان عباسیہ کا دوسرا ہی خلیفہ تھا۔ تاہم سلطنت کو استحکام اور وسعت دونون حیثیتون سے ایک مستقل پائے تخت کی ضرورت تھی۔ منصور ۱۳۶ھ مین تخت نشین ہوا۔ پہلے اپنے قیام کے لیے نواحی کوفہ مین ایک عارضی مقام ہاشمیہ کو اختیار کرلیا تھا لیکن فرقۂ راوندیہ کی بغاوت اور اہل کوفہ کی مشہور بیوفائی نے کوفہ سے اُس کا دل پھیر دیا۔ آخر بڑی جستجو اور کوشش اور اکثر اہل الرائے سے مشورہ لینے کے بعد وہ مختصر اور اُجاڑ آبادی پسند کی جو کسی زمانے مین نوشیروان عادل کے انصاف کی طرف منسوب تھی۔

یہ بات غور طلب ہے کہ اُس قدیم زمانے مین جسکو کچھ کم بارہ سو برس گذر چکے ہین یہ انتخاب کس قدر موزون اور کتنا سچا تھا۔ اُس زمانے مین موجودہ اصول انتخاب ہرگز نہین قرار پائے تھے۔ مگر نیچرل ذکاوت اور اجتہادی پولیٹکل قوت نے اُن لوگون سے ایسا اچھا انتخاب کرادیا جس پر آج تک زمانہ متحیر ہے۔ دونون طرف

چار نہایت آباد اور زرخیز صوبے تھے۔ دجلہ اور فرات کے متصل ہونے کی وجہ سے ہندوستان۔ بصرہ۔ واسط۔ شام۔ مصر۔ آذربیجان۔ دیار بکر وغیرہ کا مشترک تجارت گاہ ہو سکتا تھا۔ آب و ہوا بھی نہایت معتدل اور قریباً ہر مزاج کے مناسب تھی۔ پولیٹکل مصلحتوں کے خیال سے بھی نہایت مناسب مقام تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ تمام ممالک اسلامیہ مین لاجواب تھا۔ نہ تو بالکل ناف عرب مین واقع تھا جہان نہ تو شاہانہ شان و شوکت کے لیے عمدہ سامان فراہم ہو سکتے اور نہ شخصی حکومت آزادی پسند طبائع عرب مین اپنا رعب و دبدبہ ظاہر کر سکتی۔ پھر عرب سے اتنا بُعد بھی نہ تھا کہ وہان کی بہادری قوت اور اسلامی اثر سے فائدہ نہ اُٹھایا جا سکتا۔ ان تمام امور کے لحاظ سے اگر کوئی اسلامی شہر اُس کا ہمسر ہو سکتا تھا تو صرف دمشق تھا۔ لیکن وہان کی آب و ہوا مین مردانی حکومت کا زہر آلود اثر ہنوز موجود تھا۔

منصور بخالت کے وصف مین یکتا مانا جاتا تھا۔ لیکن نئے دار الخلافت کے شوق مین اُسکی ہمت نے غیر معمولی پلٹا کھایا۔ پہلا کام یہ کیا کہ پوری قیمت دیکر بغداد کی کُل زمین راہبون سے مول لے لی۔ شام۔ موصل۔ کوفہ۔ واسط۔ کوہستان سے فرمان بھیج بھیجکر بڑے بڑے مشہور کاریگر اور صناع بُلائے ۱۵۸ھ مین خود اپنے ہاتھ سے بنیاد کا پتھر رکھا۔ اس رسم کے ادا کرتے وقت کہا "بسم اللہ والحمد للہ" اور بعد یہ آیت پڑھی "ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ" (ساری زمین خدا کی ہے اپنے بندون مین جسکو چاہتا ہے عنایت کرتا ہے) چند ریاضی دان عالم معین کیے کہ عمارتین اصول ہندسہ کے لحاظ سے تیار ہون۔

محکمۂ عمارت حجاج ابن ارطاۃ کے سپرد کیا۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کو اس جرم پر کہ وہ منصب قضا قبول کرنے کی نسبت خلیفۂ منصور کے اصرار کو کئی دفعہ نہایت آزادی سے رد کر چکے تھے + انتیس گنے کا ذلیل کام دیا۔ جسکو امام صاحب نے قضا

+ اس سے چند برس پہلے منصور نے امام ابوحنیفہ صاحب کو بلا کر درخواست کی منصب قضا قبول فرمائین۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ مین اس جلیل الشان عہدے کے قابل نہین ہون۔ منصور نے خفا ہو کر کہا "تم جھوٹ کہتے ہو" لیکن امام صاحب نے اس لطیف منطقی استدلال سے اوسکو بالکل بے بس کر دیا کہ اگر مین جھوٹا ہون تو میرا یہ دعوے سچ ہے کہ مین قاضی ہونے کے قابل نہین۔

کی پرخطر کام کے مقابلے مین نہایت خوشی سے قبول کیا۔
شہر پناہ کی بنیاد مدوّر ڈالی گئی۔ کہتے ہین یہی ایک شہر دنیا مین ہے جسکی آبادی بالکل دائرے کی صورت مین ہے۔ بنیاد کی نیو پچاس ہاتھ چوڑی ڈالی گئی۔ لیکن سطح خاک کے برابر آکر صرف بیس ہاتھ کا عرض کافی سمجھا گیا۔ شہر پناہ کے اندر عین وسط مین ایک اور حلقہ اُسی طرح کی دیوار کا کھینچا گیا جو شہر پناہ سے زیادہ اونچا تھا۔ اُسمین ایوان شاہی مرکز کی طرح تعمیر کیا گیا۔ اسمین یہ مقصد ملحوظ خاطر رکھا گیا تھا۔ کہ ہر خاص و عام کو بادشاہ کے ساتھ یکسان نسبت رہے۔
شہر پناہ مین چار پھاٹک تھے۔ اور ہر پھاٹک سے دوسرے پھاٹک تک ایک میل کا فاصلہ تھا۔ ان پھاٹکون مین سے دو تو شہر واسط سے لائے گئے تھے۔ اور ایک ممالک شام سے لایا گیا۔ ایک پھاٹک کوفے کا تھا جسکے بنانے مین خالد بن عبد اللہ قسری نے اپنی بڑی بہاری صناعی صرف کی تھی۔ تعمیرات کے سلسلے مین ایوان خلافت۔ مسجد جامع۔ قصر الذہب۔ قصر الخلد۔ نہایت بلند اور شاندار عمارتین تھین۔ لیکن سب کا سرتاج قبۃ الخضرا ایک سبز گنبد تھا جس کا ارتفاع تقریباً اسّی گز سے کم نہوگا۔
نئی آبادی کے بعد بغداد کا نام مدینۃ السلام اور دار السلام رکھدیا گیا۔ تعمیر بغداد مین منصور نے نہایت کفایت شعاری بلکہ بخل سے کام لیا۔ حتی کہ ایک افسر کو صرف دو درہم اُسکے ذمے باقی نکلنے سے قید کی سزا دیدی۔ تاہم جب مصارف تعمیر کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دفتر خزانہ مین دو کرور کی رقم خالی ہوگئی۔
یہ تو منصور کا بغداد تھا مگر اسلام کی روز افزون ترقی کے ساتھ اُسکے لیے ابھی بہت سے عجیب و غریب تغیرات باقی تھے۔ زمانے نے آخر اُسکی اصلی وضع اور ہیئت بھی بدل دی۔ منصور کے فیاض ولی عہد مہدی نے جس نے صرف ایک حج مین تین کرور روپے خرچ کر ڈالے تھے تخت پر بیٹھتے ہی بغداد کی آبادی کو وسیع کرکے دریاے دجلہ کے مشرقی جانب بھی پھیلا دیا۔ اب دجلہ شہر کے درمیان مین پڑ گیا۔ جو دولت عباسیہ کے شاندار اور پر وقعت جنڈے کے نیچے نہایت شان و شوکت سے نہر الہر اکے بہا کرتا تھا۔ دونون طرف عالیشان عمارتین تھین اور

مساجد و مدارس کا عکس اُسکے پانی پر پڑکے عجب دلفریب کیفیت دکھایا کرتا تھا
یہ اسلامی شہر ہر عہد مین حیرت انگیز ترقیان کرتا گیا - قریباً پانسو برس تک خلفا
اور اعیان سلطنت اور بڑے بڑے دولتمند امرا کے فیاضانہ بے روک حوصلے اسی
آبادی کی رونق بڑہانے مین رقیبانہ سرگرمی کے ساتھ صرف ہوا کیے - اسلامی دولت
گویا اس شہر کو اپنی عظمت و وقار کا ایک بے نظیر اور حیرت مین ڈالدینے والا نمونہ بنا رہی
تھی - ہارون الرشید کے مشہور وزیر اعظم جعفر برمکی نے صرف ایک قصر کی تیاری
مین جو صرف کردیا وہ منصور بانی بغداد کی کل فیاضی کے برابر (یعنی دو کرور درہم)
اُترا - رنگین مزاج امین الرشید نے بھی دو کرور سے زائد کی عمارتین تیار کرائین -
نظامیہ اور مستنصریہ کی عمارتون کا حال ہم اس سے پہلے کسی پرچے مین بیان کر چکے
ہین - وہ بھی بغداد ہی کی خاک پر تیار ہوئی تھین -

مامون الرشید کے زمانے مین خاص شہر بغداد کی مردم شماری دس لاکھ سے
زائد تھی - آثار الاول مین لکھا ہے کہ ایک ایسا بھی زمانہ تھا جب شہر بغداد مین تین
ہزار مسجدین اور دس ہزار حمام تھے - گبن ایک انگریزی مسلم الثبوت مورخ لکھتا ہے
کہ شہر بغداد مین آٹھ سو ساٹھ طبیبون کو خلافت کی طرف سے مطب کی اجازت تھی -
بغداد کی مشہور عمارتون کا تذکرہ ایک مستقل کتاب مین بیان ہو سکتا ہے - لیکن دار الشجرہ
کا حال ایسا نہین ہے کہ بے بیان کیے رہا جائے - یہ عجیب اور حیرت انگیز عمارت
خلیفہ المقتدر باللہ نے بنوائی تھی - جو ۲۹۵ھ مین تخت نشین ہوا - صحن کے ایک
وسیع حوض مین سونے کا ایک درخت تھا جسمین سونے چاندی کے اٹھارہ تنے تھے -
اور ہر تنے مین بہت سی شاخین تھین - ہر شاخ مین بیش بہا مختلف رنگون کے
جواہرات اس خوبی سے مرصع کیے تھے کہ قدرتی پہلون اور پھولون کا دھوکا ہوتا تھا -
نازک نازک ٹہنیون اور شاخون پر رنگ برنگ اور مختلف اقسام کے طلائی پرند بیٹھے
ہوئے تھے - اور کچھ اس معجز نما ترکیب سے بنائے تھے کہ جب ہوا چلتی سب کے
سب اپنے ذاتی نغمات سے خوش الحانی کرتے تھے - حوض کے دونون جانب پندرہ
مصنوعی سوار تھے جو نہایت قیمتی دیبا و حریر کی وردیان پہنے مرصع و زرین
تلوارین لگائے اسطرح حرکت کرتے نظر آتے تھے کہ گویا ہر سوار اپنے مقابل کے

سوار پر حملہ کرنے کے لیے بڑھ رہا ہے۔

بغداد پانسو برس سے کچھ زیادہ زمانے تک دولت عباسیہ کا دار الخلافت رہا۔ اور یہ پانسو برس کی مدت یوں گذری کہ بغداد کو ہر روز گذشتہ روز سے زیادہ رونق ہوتی تھی۔ عام قاعدہ ہے کہ ہر سلطنت کا دار السلطنت تمام قلمرو کا مرجع ہوا کرتا ہے۔ مگر بغداد اپنے عروج کے زمانے مین ساری دنیا کا مرجع تھا۔ اول تو تمام آباد اور مہذب دنیا دولت عباسیہ کی قلمرو ہی مین داخل تھی۔ جس حصۂ زمین کو اندنون ذرا بھی اس امر کی صلاحیت تھی کہ اُس سے کوئی نامور اور لائق شخص پیدا ہو اُس کی پوری آبادی نے علم اسلام کے آگے سر جھکا دیا تھا۔ اور قطع نظر اس کے اگر کسی اور حصۂ زمین کوئی لائق پیدا ہوا تو خاک بغداد مین بمقابلہ لیاقت کے کچھ ایسی قوی الاثر مقناطیسی قوت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سوش وحواس سنبھالتے ہی اسلام کی طرف رُخ کرتا تھا۔ اور بغداد مین کھنچا چلا آتا تھا۔ تواریخ کے صفحون پر ہم ہزارون فلسفیون کے نام پاتے ہین جو مسیحی۔ یہودی۔ پارسی یا ہندو تھے اور بغداد کو اپنی شہرت وعزت کا ذریعہ قرار دیکر وہین آئے۔ وہین زندگی گذرانی۔ وہین کتابین تصنیف کین۔ اور اُسی شہر کی مبارک خاک مین مل گئے۔

بغداد کے قبرستان خدا جانے کن کن جواہرات کو اپنے دامن مین چھپائے ہوئے ہین۔ آج دنیاے اسلام کو بغداد مین صرف ایک مذہبی مقدس شخص کا روضہ نظر آتا ہے اور کسی کو یہ معلوم ہی نہین کہ بغداد کی خاک کے نیچے اسلامی نامورون کا وہ عظیم الشان گروہ آرام کر رہا ہے جسکے ہاتھون دین اسلام کو خدا جانے کسقدر اور کیا کچھ ترقی ہو گئی۔ علما۔ فضلا۔ قضاۃ۔ شعرا۔ امرا۔ فقرا۔ تاجدار۔ اور وزرا غرض جتنے ہین سب اپنے اپنے زمانے کے ہیرو ہین۔ کوئی نہین جانتا کہ جسوقت یہ بزرگوار بغداد کی خاک مین سونپے گئے تھے اُس وقت کیا حشر برپا ہو گیا تھا۔ واقعی شہر بغداد کی حالت شہر کی سی نہین رہی تھی بلکہ گبن صاحب نے بہت ٹھیک لکھا ہے کہ بغداد کو ایک صوبے کی سی حیثیت نصیب ہو گئی تھی۔ آج شاید ساری دنیا کو حیرت ہو جائیگی جب انگریزی زبان کے

بہت بڑے مسلم الثبوت مورخ کی یہ عبارت دیکھین گے کہ "صرف ایک دینی امام کی تجہیز و تکفین مین بغداد و نواحی بغداد کے آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین شریک تھین" اللہ اکبر۔ یہ امام احمد بن حنبل کا ذکر ہے۔ ایک تو یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ جب آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین ایک جنازے مین شریک ہوئین تو شہر بغداد کی آبادی کس قدر ہوگی۔ پھر یہ بات بھی اُس شہر کی دینی دلچسپی کا اور اندازہ کراتی ہے کہ امام احمد بن حنبل کون شخص تھے۔ یہ وہ شخص تھے جن کو مسئلۂ خلق قرآن مین مخالفت کرنے کے جرم مین مامون الرشید نے اپنے دربار مین کھینچ بلایا تھا اور صدہا کوڑے پڑ گئے تھے۔ امام احمد نے پورے صبر سے کام لیا اور سچا استقلال دکھایا۔ اس استقلال کی وجہ سے یقیناً عوام تو اُن کے عاشق ہوگئے ہونگے مگر خواص اور مقربین خلافت نے شرکت سے احتیاط ہی کی ہوگی۔ اگرچہ اُن سے پہلے مامون دنیا سے گذر کر گیا تھا۔ مگر اُس کا جانشین بھی اس خیال اور اعتقاد مین جوش کے ساتھ مامون کے ارادون کا پورا کرنے والا تھا۔ یہ امر ذرا مشکل ہے خصوص اُس شخصی سلطنت کے دور مین کہ امرا و ارکان دولت شاہی ناراضی کو گوارا کرکے امام احمد کی تجہیز و تکفین مین شریک ہوگئے ہون۔ مگر دینی امور مین اُن دنون جو جوش پیدا ہوجاتا تھا اُس کا روکنے والا نہ خوف سلطان تھا۔ اور نہ اور کوئی چیز تھی۔

غرض وہ لوگ جو کچھ تھے بہت اچھے تھے۔ اور ایسے تھے کہ اپنے جیتے جی اسلام پر کوئی الزام نہ آنے دیا۔ جب تک رہے اسلام ترقی ہی کرتا گیا۔ دراصل سچے ہمدرد قوم اور جان نثار اسلام وہی تھے۔

حضرات آپ مجھے معاف فرمائین اگر مین کوئی ایسا واقعہ بیان کرون جس کو شہر بغداد اور اگلے اسلام سے تعلق نہو۔ ایرانیون نے جب پچیس لاکھ فوج سے یونان پر حملہ کیا تھا اسوقت یونان کے دو ہزار آدمی مع شاہ اسپارٹا کے ایک گھاٹی مین ایرانیون کے ہاتھ سے کٹ کے مر گئے تھے۔ اُن لوگون نے صرف اپنے وطن کی حمایت مین جان دی تھی۔ عین اُس جگہ جہان اُن کا مقتل ہے ایک پتھر پر یہ عبارت کندہ کرکے لگادی گئی تھی کہ "اے وہ شخص جو اسپارٹا کو جاتا ہے اسپارٹا والونکو یہ پیام پہنچادے

کہ اُس کے جان نثار دوست یہان آرام کر رہے ہین" یہ عبارت خود ہی کیا کم موثر تھی مگر اُس مین نے اسے اور بھی موثر بنا دیا جب کوشش ہو رہی تھی کہ یونان والون کو ترکونکے ہاتھ سے آزادی دلائی جائے - جب انگلستان کا مشہور آتش بیان شاعر لارڈ بیرن اُسی مقام پر جاکے کھڑا ہوا اور عجیب درد کے لہجے مین اپنی وہ نظم پڑھنے لگا جس کا یہ مضمون ہے "اے اسپارٹا کے دوستو اور یونان پر جان قربان کرنے والو - یونان والون مین اب اتنا دم نہین ہے کہ آپ اپنی مدد کر سکین نہ کوئی اُن کا یار ہے نہ مددگار ہے - اس بیکسی کے وقت مین خواب غفلت سے بیدار ہو - اوٹھو - اور اسپارٹا والون کی مدد کرو" اس نظم نے یورپ بھر مین ایک جوش پیدا کر دیا تھا - اور اُسی جوش کا یہ نتیجہ تھا جو آج دیکھتے ہو کہ یونان سلطان روم کی اطاعت سے آزاد ہے - اور ترکون کے مقابلے پر آمادہ ہو جاتا ہے مین سچ کہتا ہون اسلام بھی اب اُسی بیکسی کی حالت مین ہے - بلکہ وہان تو تمام دول یورپ مدد کو آمادہ تھین یہان کوئی پرسان حال بھی نہین - کیا مسلمانون کا ادبار اس درجے کو پہونچ گیا کہ کوئی اتنا بھی نہین جو بغداد کے قدیم شکستہ مقبرون مین جاکے کھڑا ہو اور اسلام کے قدیم بستر خاک پر سونے والی بہادرون اور عاشقون سے وہی جملہ کہدے جو خاک یونان مین سونے والون سے لارڈ بیرن نے کہا تھا - وہ کہے "اے اگلی سراپا رونق بزم اسلام کے ممبرو - خواب عدم سے چونکو - آنکھین ملتے ہوئے اوٹھو اور دیکھو کہ اسلام جسے تم بڑی رونق پر چھوڑ گئے تھے وہ کس حالتِ ادبار کو پہونچ گیا - نہ اوس کا کوئی مونس ہے نہ یاور ہے - ایسے وقت مین تمہارا اوٹھنا ضروری ہے - ہمت کے پاؤن سے کھڑے ہو اور جسکی پہلے مدد کی تھی اُسکی پھر مدد کرو"

مگر ہائے اسلام مین اب کوئی ایسا بھی نہین باقی جو یہ پیغام اُن لوگون تک پہونچا دے

قیصر باغ مین اسلام کا رُعب و داب

اگلے بڈھے جنکی نظر کے سامنے اگلا شاہی دور پھرا کرتا ہے قیصر باغ کی تاریخ مین

اس واقعے کو نہایت دلچسپی کے ساتھ مزہ لے لے کر بیان کیا کرتے ہین کہ کبھی یہ مقام گویا جنت کا ٹکڑا تھا۔ اُن کے خیال مین آج بھی وہ صحبتین بسی ہوئی ہین جب اس باغ اور عمارت مین عجیب چہل پہل تھی۔ وہ گویا اپنی ضعیفی کی کم قوت آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ اسکی چارون طرف کی عمارتون مین ہوروش اور پری چہرہ ممتوعات مشق ناز کر رہی ہین۔ جا لعالم (ہاے وہی جو خاک بنگالہ کے نیچے آرام کر رہے ہین) کھو گئے ہین۔ اور نازک بدن بیگمات چہرون پر بیسوت ملے جو آنون کی وضع بنائے مع تمام اراکین دولت کے جو سب کے سب اسی وضع مین ہین ادہر اودہر ہنوندتی پھرتی ہین۔ پھر وہ خوشی کے پیچھے جب بوڑھا جوان بچہ عورت مرد جو نظر آتا تھا شنگرفی رنگ مین رنگا ہوتا تھا۔ اُن کی جنت وہی تھی۔ اور بے شک اپنے نزدیک اُن بے فکریون مین وہ جنت ہی کا مزہ پاتے تھے۔

مگر ہمارے نزدیک تو ۹۔ مئی روز یکشنبہ کو قیصر باغ جنت کا ٹکڑا تھا۔ جس روز بیس پچیس ہزار مسلمان خلوص نیت اور خلوص عقیدت سے صرف دین کے مبارک کام کے لیے پورے برگزیدہ اور مقبول جوش کے ساتھ اُس سرزمین پر ٹہل رہے تھے۔ جس سبزے کی جگہ ممبران انجمن دار السلام کی آنکھین بچھی ہوئین تو اچھا تھا۔ سبزہ تو خوابیدہ ہے۔ مگر وہ آنکھین اپنے دینی بھائیون کے سراپا شوق انتظار مین جاگتی تھین۔ پھر بھی ہم تو یہی کہین گے کہ جب وہ آنکھین اپنے برادران اسلام کا انتظار پُر اضطراب شوق کے ساتھ کر رہی تھین تو گویا بچھی ہی ہوئی تھین۔ مبارک ہین وہ آنکھین جو اُن قدمون کے نیچے آئین اور مبارک ہین وہ قدم جو اُن آنکھون پر آئے۔ اِن پُر شوق آنکھون نے کیا دیکھا؟ ہاے۔ ع۔ ایسا کچھ دیکھا کہ آنکھون کو تمنا رہ گئی۔ نہین۔ دیکھا نہین دیکھ رہی ہین۔ وہ مبارک اور دلفریب منظر ایسا نہ تھا کہ کسی وقت بھول جائے۔ قیصر باغ تو ہمارے مہمانون سے خالی ہو گیا مگر ہمارے مہمان ہماری آنکھون مین اب تک اُسی طرح پھر رہے ہین۔ ہماری آنکھین کیا دیکھ رہی ہین؟ وہ دیکھ رہی ہین کہ اسلام کے موجودہ بال بچے۔ دین کے پھلنے پھولنے والی پود ہے خیر الامم کی پُر جوش اور حامی دین نسل۔ خدا کی رحمت کیطرح چارون طرف سے جوق جوق چلی آتی ہے۔ قیصر باغ کی وسعت اُس کے لیے نہین کافی ہے مگر رحمت الٰہی کا دامن

پھیلتا جاتا ہے اور اپنی بے انتہا وسعت کے ساتھ قیصر باغ کے میدان کو بھی وسیع کرتا جاتا ہے - آمیر و غریب عالم و جاہل اعلی و ادنے سب ایک دینی اخوت اور اسلامی شرافت کا جامہ پہن کے آئے ہین - سب ایک ہی مرتبے پر ہین - ایک ہی حیثیت پر ہین - ایک ہی حالت مین ہین - ایک ہی نظر سے دیکھے جاتے ہین - ایک ہی خلوص سے باہم ملتے ہین - ایک ہی ارادہ ہے - ایک ہی مطلب ہے - ایک ہی نیت ہے - ایک ہی ذہن ہے - ایک ہی دین کے قائل ہین - ایک ہی قبلے کے آگے سر جھکائے ہین - ایک ہی قرآن کے فرمان بردار ہین - ایک ہی خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لائے ہین - اور ایک ہی رسول کے آفتاب نبوت پر خاک ڈالنے والون کی کوششون کو خاک مین ملانے کو جمع ہوئے ہین -

چونکہ ارادہ اچھا ہی اسلیے خدا اُنکی کوششون کو بھی پورا کرتا جاتا ہی - اور اُنکو کامیابی ہوتی جاتی ہی جنت کے سوا وہ کون مقام ہو سکتا ہے جہان ایسی برگزیدہ اور ذہین کی سچی جماعت جس کو خیر الامم کا خطاب مل چکا ہے اُسی جوش کے ساتھ جمع ہو جس جوش کے ساتھ خدا کے پاک گھر خانہ کعبہ کے گرد موسم حج مین لبیک لبیک کہکے چکر لگایا کرتی ہے - اے اسلام تو ہر وقت پُر جوش اور ہر گھڑی مضبوط ہی - بس ضرورت ہی تو اس بات کی کہ قومی اور دینی معرکون مین تیری نسل یونہین سمٹ کے جمع ہو جایا کرے - ہائے وہ سمان پھر یاد آگیا - ہماری آنکھین دیکھ رہی ہین کہ اسلام کے سب فریق - کیا علما اور کیا امرا خدا کی بھیجی ہوئی فوج کی طرح بے تکلفی کے ساتھ آپسمین ملے جلے کھڑے ہین - جنگ بدر مین اللہ تعالے نے مشرکین پر غالب کرنیکے لیے خاص اپنے فرشتون کی فوج سے حضرت رسول کی مدد کی تھی - چونکہ یہ واقعہ بھی جنگ بدر ہی سے تعلق رکھتا ہے لہذا گویا حضرت رسول کی عصمت پر حملہ کرنے والون کے زک دینے کے لیے اللہ جل شانہ نے اپنی یہ لاتعد و لاتحصی فوج بھیجدی ہے - یہ جوش مین بھری ہوئی فوج اپنے دینی جوش کو اُبھارتی جاتی ہے - اور مختلف مقامون پر مختلف اسپیکر (واعظ) کھڑے متلاطم سمندر کی طرح جوش مار رہے ہین - ان سمندرون کا تلاطم بڑھتا جاتا ہے اور مخالفین اپنی کشتیان بھگائے لیے جاتے ہین کہ کہین ڈوب نہ جائین - آخر موجین تھپیڑے دیتی ہوئی بڑھین - اور دشمنون کے

بیڑے تک پہونچ گئین۔ لنگر اوٹھ گئے۔ بادبان گر پڑے۔ کپتانون نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ اُس مخالف بیڑے کو تباہی مین ڈال کے اور اُن کی امیدون کا چراغ گل کرکے یا آج کل کی اصطلاح مین یون کہا جاے کہ لمپ توڑ کے واپس آئین۔ ہم ایک وجد کے عالم مین جھوم رہے ہین اور دیکھتے ہین کہ ان خطیبون کی معجز بیانیان دلون مین آگ لگاے دیتی ہین۔ ایک طرف جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب جوش و خروش کے ساتھ تقریر کر رہے ہین۔ غصے مین اُبھرنے والے خون کی طرح اسلامی جوش رگون مین دوڑتا پھرتا ہے۔ اور بے ساختہ وجد مین آآکر مسلمانون کے پرجوش ہجوم سے "سبحان اللہ۔ جزاک اللہ۔ اللہ اکبر" کے نعرے بلند ہو رہے ہین۔ دوسری طرف مرزا محمد ہادی صاحب اپنی عالمانہ تقریر سے ایک بہت بڑی جماعت کو اسلام کا جان فروش خادم بنائے دیتے ہین۔ ایک طرف مرزا محمد مرتضے صاحب نیشنل والنٹیر کی جادو بھری آواز گونج رہی ہے۔ ایک طرف جناب سید محمد صاحب شکیل کی اعجار نما تقریر اپنا اثر ڈال رہی ہے۔ کسی طرف مولوی فتح محمد صاحب کی شیوا بیانی اسلام کے دبے ہوئے جوش کو اُبھار رہی ہے۔ اور کسی جگہ منشی نظیر علی صاحب کے پُر درد کلمات رگ حمیت اسلامی کو جوش دلا رہے ہین کہین شیخ مہدی حسن صاحب اپنی نہ رُکنے والی طبیعت کی بیچینیان دکھا رہے ہین۔ اور کہین مولوی ابوالحسن صاحب کی اسپیچ جماعت مسلمانان مین ہل چل ڈالے دیتی ہے۔ یہان منشی سید شہنشاہ حسین صاحب بی اے اپنے سنجیدہ کلمات سے مسلمانون کے قومی اغراض اُنہین بخوبی سمجھا رہے ہین۔ وہان جناب آغا سید بہادر علی صاحب اپنے رُعب دار الفاظ سے شوکت اسلامی کا سمان باندھے دیتے ہین۔ جناب منشی سید علی اصغر صاحب ایک جوش کے عالم مین اپنے مخالفین مین گھس گئے ہین۔ بے خوف و بے ہراس اُٹھ کھڑے ہوئے ہین۔ اور دشمنان اسلام کے ہمدردون کی کارروائیون کو خاک مین ملائے دیتے ہین۔ شیخ عبدالکریم صاحب بھی اُسی گروہ مین داخل ہوے ہین۔ اور پُر وزن رُعب دار الفاظ سے مخالفون کی زبان بند کیے دیتے ہین۔ اُن کی جماعت توڑے دیتے ہین۔ اُنکے ہاتھ پاؤن مین لرزہ ڈالے دیتے ہین۔

ایک جوش ہے کہ روکے نہین رُکتا طبیعتین ہین کہ سنبھالے نہین سنبھلتین -
گویا گرجتے ہوے بادل ہین کہ بڑھتے چلے آتے ہین - اور برستی ہوئی گھٹائین ہین کہ
ابر رحمت بنکے قیصر باغ کی فضا کو ڈھانکے لیتی ہین -
اے قدردانان دلگداز ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ تم کو بھی وہ قومی جوش کا سمندر
دکھاوین - مگر کیا کرین بے بس ہین - وہ سمان ہماری نظر کے سامنے پھر رہا ہے -
ہماری آنکھین دیکھ رہی ہین مگر ہاے تمہین نہین دکھا سکتے - ہمین جدھر نظر اُٹھا
کے دیکھتے ہین ایک اسلامی باغ کھلا ہوا نظر آتا ہے - چھوٹے چھوٹے پودے
اپنی تر و تازگی کے لطف اور اپنی شادابی کی کیفیت کے ساتھ اپنے نشو کا جوش
دکھا رہے ہین - بڑے بڑے سایہ دار درختون کی ٹہنیان جھوم رہی ہین - ہر قسم
اور ہر حیثیت کے درخت ہین - اور سب کو موسم بہار نے عجب نظر فریب اور
دل لُبھا لینے والے رنگ مین رنگ دیا ہے - پھول کھلے ہوے ہین - اور باد موافق
کے جھونکے اس لطف کے ساتھ چل رہے ہین کہ ہر چھوٹا بڑا درخت گویا وجد مین آکے
جھوم جاتا ہے - اور نواسنج بلبلون کی آوازین اُس خوش گوار ہوا مین گونج رہی
ہین - اور شبنم آفتاب صبح کی جھلک پاکر مخالفون کے چہرے کے رنگ کی طرح
اُڑتی چلی جاتی ہے - یہ قوم کا باغ ہے - درخت اسلام کی موجودہ نسل ہین -
اور بلبل دار السلام کے ولولون مین بھرے ہوے اسپیکر ہین -
دار السلام اپنی اس تحریک کی وجہ سے اور اتنا بڑا اتفاق پیدا کرانے کی وجہ سے
اس امر کی مستوجب ہے کہ تمام مسلمانان ہند اُس کا شکریہ ادا کرین - ایک
حساب سے اُس کے مخالفون کو بھی احسان ماننا چاہیے - اب اِس سے بڑا
احسان کیا ہوگا کہ دار السلام کے صدقے مین اُنھین ایک ایسا پریسیڈنٹ ملگیا
کہ پھر نہ نصیب ہوگا - نواب عنایت الدولہ بہادر سابق وزیر اودھ کے بڑے صاحبزادے
جنکے چھوٹے بھائی ملکۂ معظمہ کو اردو پڑھانے پر مامور ہوے ہین - واقعی اسپیریسیڈنٹ
پر مخالفان دار السلام نے جس قدر فخر کیا زیبا تھا - بلکہ ہم تو جانتے ہین یہ فخر اُنھین
عمر بھر کے لیے کافی ہے - عنایت الدولہ بہادر قیصر باغ مین تشریف لیگئے تھے -
وہان کچھ ٹھہرے اور پھر عذر کرکے واپس جاتے تھے کہ لائل ہال مین ہاتھون

ہاتھ لیے گئے اور پریسیڈنٹ بنائے گئے - ہم سنتے ہین عنایت الدولہ بہادر پنڈت اجودھیا ناتھ کے خلاف ہین - بہرحال دار السلام نے اپنے مخالفون پر یہ بہت بڑا احسان کیا - اور خصوص اسوجہ سے کہ ایک ایسے رئیس کو جو اون کے خلاف تھا اپنے ناسمجھ دوستون کی دلدہی کے لیے بھیجدیا - انصاف سے پوچھیے تو بات رکھ لی -

مین دل کو مجبور کرکے اِدھر اُدھر پھیرتا ہون مگر خدا جانے وہ کس دلچسپی کی صحبت تھی کہ آپ ہی آپ رہ رہکے یاد آتی ہے - خیال نے پھر قید باغ مین پہونچایا - اور مین دیکھتا ہون کہ بڑے بڑے رؤسا شاہزادے - بڑے بڑے عالیخان نواب زادے - دولتمند اور شرفا - عقلا اور علما سب ہجوم عام مین بے تکلف ملے ہوئے ہین - اسلامی جوش اور دینی اخوت نے اُنہین اپنی عزت اور اپنا رکھ رکھاؤ بھلا دیا ہے - وہ مغلیہ خاندان جو صدیون تک تخت سلطنت پر جلوہ آرا رہا تھا اُسکی چشم وچراغ صاحبعالم شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر - وہ نسل جو تخت اودھ کے لیے ہندوستانکے تمام مسلمان خاندانون سے چنی گئی تھی اُسکے واجب التعظیم یادگار صاحبعالم مرزا سلیمان قدر بہادر دولتون گویا ابھی تخت سلطنت سے اترے ہین اور اپنے مسلمان بھائیون سے ملگئے ہین - نواب عنایت الدولہ بہادر کو اندر آنیکی جگہ نہین ملتی اور لوگ مغز اسپیکرون کی تقریرین اس جوش سے سن رہے ہین کہ کوئی اُنکے لانیکا بندوبست بھی نہین کرتا - لکھنؤ کے مشہور اور نامور رئیس منشی فضل حسین صاحب باہر بنچون پر ادب سے کھڑے تقریرین سن رہے ہین کون ادب ؟ جسے مسلمان اسلام کے آگے تیرہ سو برس سے برتتے آتے ہین - جناب قبلہ وکعبہ مولوی سید ناصر حسین صاحب صاحبزادہ مولوی سید حامد حسین صاحب عالمانہ داب سے تشریف لائے ہین اور رونق بزم اسلامیان ہوگئے ہین - مولوی محمد شاہ صاحب محدث قصور سے اُترے ہین اور اہل اسلام کا جوش دیکھکر خوش ہو رہے ہین - کوئی بتادے کہ ایسی صحبت اُنسے دیکھنا نصیب ہوئی ہے -

ان عمائد شہر کے نام سن کر وہ تمام اخبارات اندازہ کرلین کہ مخالفون نے جو اُنہین دہوکا دیا ہے کہ اس جلسے مین صرف چھوٹی حیثیت کے لوگ تھے - چند خاص لوگونکے نام سنکر ان لوگون کی باتون کو پایۂ اعتماد سے ساقط کردین جو چاند پر خاک ڈالتے ہین - اسمین کوئی شک نہین کہ پنڈت اجودھیا ناتھ نے اسلام پر حملہ کیا - مگر الحمد للہ کہ مسلمانون نے پورے جوش کے ساتھ اُسکی مزاحمت کی -

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ؎

محمدن نیشنل والنٹیر فنڈ

"تم آپ اپنی مدد کرو - خدا بھی تمہاری مدد کریگا" یہ جہاندیدہ اور عمر رسیدہ زمانیکا ایک حکمی تجربہ ہے گذشتہ قومین جبتک اپنی مدد سے نہ غافل ہوئین ترقی کرتی گئین - اور ادہر اس اصول مین اُنسے سستی ظاہر ہوئی اور زمانے نے تہکا کے بٹھا دیا - مدتون ادبار کی مار کہائی ہین - صدیون قسمت کے ہاتھ سستی رہین - قرنون تک دانی و افلاس کی قدمون کے نیچے روندی گئین - لیکن جہان یہ اصول یاد آگیا اور اپنی مدد پر آمادہ ہوئین آرزون کا دروازہ کھل گیا - اور ترقی کا میدان انہین وسیع نظر آنے لگا برادران اسلام! تمنے بھی اب اپنی آنکھین کھولی ہین - ادبار کی گھڑیان اب گذر جانے والی معلوم ہوتی ہین - آنکھون سے دکھائی دیتا ہے کہ قومی ادبار نے تمہارے دلون پر اثر ڈالا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ تم اب اپنی مدد کرنے کو اُٹھے ہو - تمہارے گوشہ نشین مسجدون اور حجرون مین بیٹھے تمہارے حق مین دعا کر رہے ہین - تمہارے اہل الرائے تمہاری ترقی کی تدبیرین سوچ رہے ہین - تمہاری ذلت - تمہاری جہالت - تمہارا دینی اور دنیاوی نقصان تمہین اپنی آنکھون سے دکھائی دیا ہے - اب تمہین نظر آتا ہے کہ تمہارے بچے ماؤن کی گود سے چھین چھینکر عیسائیون کے ہاتھ مین پڑتے جاتے ہین - تمہاری عورتین گھر بیٹھے قرآن چھوڑ کے انجیل پڑھتی ہین - تجارت تمہارے ہاتھون سے نکلی جاتی ہے - نوکری اور ملازمت مین لوگ تمہین ہٹا ہٹا کے آگے بڑھ جاتے ہین - تمہاری وہ امیدین خاک مین ملتی جاتی ہین جو اپنے بیٹے کی نسبت ہر مسلمان باپ کے دل مین ہوتی ہین - اپنی نسل سے روز بروز تم نامراد ہوتے جاتے ہو - اسلام کو لب بام اور دین محمدی کو چراغ سحر دیکھ رہے ہو - خوشی کا موقع ہے کہ وہ تاریکی کا زمانہ گیا اور نورانیت روز بروز تمہین تمہارا ادبار دکھائی جاتی ہے - تمہین یہ خیال پیدا ہو چلا ہے کہ اپنی آپ مدد کرنا چاہیے -

وہ کیا برکت کا وقت تھا جب تمہارے انجمن دار السلام نے تمہارے بچون پر ترس کھا کے قومی تعلیم کا بار اپنے ہاتھ مین لینا چاہا - خوش ہو کہ دار السلام کی کوششین ساعت بساعت کامیابی کا صلہ پاتی جاتی ہین - روز بروز ملک یا وہ جوش دکھاتا جاتا ہے - اور ہمارے محمدن نیشنل والنٹیر کا فقیرانہ بھیس کچھ ایسا پسند آگیا ہے کہ ہر طرف لوگ اسی بھیس کو اختیار کرتے جاتے ہین - ہر جگہ سے خطوط آرہے ہین - اور قوم پر عزت تصدق کرنیوالے فقیرون کی صدائین ہر طرف سے ہمارے کان مین آرہی ہین - وہ کیا اچھا موقع تھا اور کیا مبارک گھڑی تھی جب ہمارے

عاشق قوم و وطن کے سچے رئیس اوسے نے جھولی ہاتھ مین لی - ٹوپی سر سے اُتاری - اور وزارت کی مغرورہ گود مین پلے ہوئے جسم کو ہرا دنے والے کے آگے عزت اور ذلت کی ادا سے جھکا دیا -

حضرات! آپ کے پرجوش بھائی کی یہ بابرکت بے عزتی آپ کو مبارک! اس بے عزتی کو اپنا فخر سمجھ کے اپنے والنٹیر (فقیر) کی نہین موجودہ بکیس و بے وقعت اسلام کی صورت قومی دنیا کو دکھائیے بہت جلد وہ زمانہ آئیگا کہ دار السلام کی کوششون سے کالج اور کالج سے یونیورسٹیان قائم ہونگی - امید رکھا رہی ہو کہ ہمارے بچے اسلامی اسکولون مین بڑی عزت و وقعت کے ساتھ تہذیب و شائستگی سے بیٹھے ہوئے ہین - ہمارے قومی پروفیسر - مذہبی رہبر - دینی ہادی - وارثان پیغمبر قدیمی متانت کے واب سے درس دے رہے ہین - اور مسجدون مین پانچ وقت خدا کے آگے سر نیاز جھکانے والے راتون کو جاگ جاگ کے تہجد ادا کرنے والے لڑکے بی اے اور ایم اے کی ڈگریان حاصل کر رہے ہین - اپنی مدد کے لیے اُٹھیے - اپنے دین کے خدمتگذار بنکے مدون بنکے اور اس مذکورہ آنے والی خوشی کے جلد حاصل کرنیکی کوشش کیجیے - مندرجہ ذیل خط دار السلام کی کامیابی دکھانے کے لیے ہم نقل کرتے ہین :-

در حضرت مولانا! السلام علیکم

آجکل دنیا مین ایک شور قیامت برپا ہے - ہر قوم و ملت مین ہزارون مصلح و ریفارمر پیدا ہو رہے ہین - مگر کیا مصلحین و ناصحین کے اغراض قلبی پورے ہو جاتے ہین؟ ہرگز نہین - کیا باعث؟ عقلمندون نے علی قدر اختلاف عقول اسباب مختلفہ قرار دیے مگر مرکز صداقت پر ایک بھی نہ تھا - میرے نزدیک ناکامی کا قطعی سبب یہ ہے کہ مصلحین و ناصحین مین خلوص و صدق نہین ہوتا یا بعبارۃ اُخری یون کہا جاے کہ اللہ تعالی درمیان نہین ہوتا - کوششین کی جاتی ہین مگر اغراض نفسانیہ کے شوائب سے بری نہین ہوتین - مگر سبحان اللہ! تم سبحان اللہ! جو خلوص و صدق واضح للہ آپ کے کلام و افعال مین مرکوز و مبرہن ہے ایک فوق العادۃ امر ہے - اور اس سے بڑھکر اسکا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو مقصود ذہن مین مقدر ٹھہرا کر دلگداز کے ذریعہ سے آپ شائع کرتے ہین وہ الہام کی طرح اور تجلی الہی کے مانند پڑھنے والون کے دل پر منعکس ہو جاتا ہے - اور یہ نہین کہ تھیوری کا ہم پایہ ہو کر دل مین بیٹھے بلکہ پریکٹس کے صورت مین ہو کر باہر نکلتا ہے - اسکی دلیل لیجیے - ہمارا شہر سیالکوٹ قدامت وضع آبادی اور آب و ہوا کے لحاظ سے بہت مشہور و معروف ہے مگر علمی مدارج کے لحاظ سے اپنے اطراف و نواح کے قریون سے بھی کئی سو قدم پیچھے ہٹا ہوا ہے - لاہور کی مختلف انجمنون کے معزز اراکین نے مختلف اوقات مین سخت مجاہدات کیے اور تحریراً و تقریراً یہان کے لوگون کو جگایا اثر ہوا مگر یہ ایسے نہین سوئے تھے کہ کروٹ ہی لیتے -

"خدا جانے آپ کے بیان مین کیا جادو کی تاثیر ہے کہ سیکڑون کو اُس افسانے کی "کوہ ندا" کی طرح "فوق الفطرت" ترہی بجا کے دیوانہ بنا کر اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور کیا کھینچا کہ

ننگ و ناموس کی قبا اُدھیڑ کر رکھدی ہے۔ حضرت! ابھی جو آپ نے "دھجدن نیشنل و الفیر" مضمون لکھا ہے نہ۔ آپنے کیا قبولیت پیدا کی ہے اللہ اکبر! ہمارے شہر کے واجب الافتخار خاندان کے نوجوان سید عبد الغنی صاحب برادر حقیقی جناب سید میر حسن صاحب مدرس اول ہائی اسکول سیالکوٹ نے خلوص ارادت سے فخر و ناز کی قبا اتار کے جیاے خاکساری و تذلل زیب تن کر کے گدائی کو کل کہ پڑے ہوئے ہیں۔ کسی معمولی اور غیر کردہ تملق و خوش آمد کا ایسے کام پر آمادہ ہونا اور ہر وضیع و شریف کے دروازے پر جاکے اپنے ملکی متعارف لیجے میں تضرع آمیز صورت میں کہنا "خیر حاضر جی۔ لیا کچھ اللہ دے واسطے تے اپنے قوم دے چھیان واسطے" چنداں تعجب انگیز نہیں ہو سکتا۔ مگر ایک معزز شریف النفس سے بعید ہی نہیں محال ہے۔ ہمارے نوجوان پر کام کی وہ کثرت ہو کہ دم مارنے کی فرصت نہیں مگر ہر حال اس ہفتہ پر کہ ایک دو ہفتہ ہیں تو تعطیل ہو۔ اور وہ ظاہر ہی نام و ننگ کو اس مبارک کام پر فدا کرنے کو طیار ہو جائیں۔ تاریخ ۲ اپریل کو سیالکوٹ میں تھا اور حقیقتہً نہ صرف سیالکوٹ بلکہ جناب ہر کی تاریخ میں بے نظیر موقع تھا کہ دو حالتیں ساتھ لیکے اپنے بھجنوں کے لیے حیرت بخش نظارہ بنکر نکل کھڑے ہوئے۔ ایک معمولی کانسی کا برتن جسے ہماری زبان میں جھنا کہتے ہیں بھجنوں کے لیے ہاتھ میں لیا اور آئے اور نماز کے واسطے جو بڑے بڑے طمطراق اور جاذبین اپنے دو خادم القوم ولی سمدر و فقیر کے حوالے کیے۔ غیر معمولی ہیئت میں یہ قومی گداؤں کی جماعت جب کسی دروازے پر کھڑی ہو جاتی تھی تماشائیوں کا استعجاب آمیز جمگھٹا انکے گرد جمع ہو جاتا تھا جس ارادت و خلوص سے عورتوں نے اس فنڈ میں شرکت کی وہ اس امر کی کافی دلیل ہے کہ ہماری عورتیں گو ہماری ہی کم اتفاقی اور ناخدا ترسی سے جہل و ظلمت کے گڑھے میں گری ہوئی ہیں مگر اپنے پاک مذہب اپنے پیارے رسول صلعم پر ہر وقت جان فدا کرنیکو حاضر ہیں۔ انصاف سے دیکھا جائے تو انکی رقت قلبی کے مقابل میں اہل مروت مردہی صنف جسد کا حکم رکھتے ہیں۔ پسنہاریاں جگہ جگہ پر ہی ہیں اور یہ آزاد گروہ انکے دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہے۔ مطلب سمجھیں اور بڑے شوق سے اپنے اپنی قوت لایموت سے یا کو بہر آتا لیکے حاضر ہوئیں۔ اس اتوار میں ایک محلہ سے زیادہ میں گشت لگانا نہ ہو سکا مگر الحمد للہ باینہمہ رقومات ذیل اسوقت فنڈ میں جمع ہو گئی ہیں۔ نقد ۳۰ روپے + آرڈر ۱۰ + غلہ گندم ۱۴ + میزان کل ۳۰ روپیہ اب کیا صلاح ہے آیا رقم جمع ہو جائے یا کسی ایک تعداد معتدبہ بنا کر مرسل ہو؟ ۳۰ روپیہ

رقم کریم بخش مدرس برائمری کلاس لوئر ڈاسکول سیالکوٹ۔

جواب۔ حضرت! خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ کوشش کیے جائیے۔ جب ایک معتدبہ رقم جمع ہو جائے تب دریافت کر کے ارسال فرمائیے گا۔ ابھی ضرورت نہیں۔ والسلام۔

خادم قوم سکرٹری صیغہ تعلیم انجمن دار السلام لکھنؤ

مدراس میں ہمارے معزز اور پرجوش دیندار دوستوں جناب حاجی اللہ رکھا و حاجی ایوب ابن حاجی اللہ رکھا صاحبان نے بڑی کوشش کی۔ ان کی رگوں میں قومی خون جوش مارنے لگا۔ اور سچے دل اور خلوص عقیدت سے اپنی قوم کے بچوں کی دستگیری پر آمادہ ہو گئے۔ تمام ممبران دار السلام کل دنیائے اسلام کی طرف سے ممنون احسان ہیں۔ اور ہمارا دعا آنمبر احسانمندی کے ساتھ آنکے آگے بہر جھکائے ہوئے ہے۔ انکی طرف سے تفصیل وار رقوم ذیل وصول ہوئی ہیں۔ حاجی جان محمد حاجی عبد اللہ کمپنی عہ حاجی اللہ رکھا و غلام حسین صاحب میٹھر۔ صہ جناب اسمعیل حامد میٹھر صاحب کمپنی عہ جناب ابراہیم سلیمان صاحب کمپنی عہ جناب قاسم علاؤ الدین صاحب کمپنی۔ صہ صالح محمد و علی محمد صاحب ابن حاجی اللہ رکھا مرحوم عہ۔ کل عہ یہ رقم دو انمبر فنڈ میں جمع ہو گئی۔ باقی خطوط اور رقوم کا حال ہم آیندہ دیکھینگے

خادم قوم سکرٹری صیغہ تعلیم انجمن دار السلام لکھنؤ۔

بیخودی

عجب عالم ہے - نہ کوئی آرزو ہے نہ تمنا ہے نہ فکر ہے نہ غم ہے مسرت کے ایک ناپیدا کنار سمندر مین ڈوبے ہوے بیفکر بیٹھے ہین - جو چاہتے ہین بے خوف و بے ہراس کہ گذرتے ہین کوئی اعتراض کرنے والا نہین - اس کا لطف کچھہ وہی خوب جانتا ہے جو اس کے مزے سے واقف ہے - ہر شخص کیا جانے کہ جو لوگ ایک عالم وجد مین ہین اُن کو اپنی بے تکلفی کی اداؤن اور بیتابی کی باتون مین کیا مزہ ملتا ہے - کرئی کیا جانے کہ انھین کس قیامت کا اطمینان نصیب ہے -

دنیا ایک ایسا مقام ہے جس مین کوئی شخص فکرون سے خالی نملے گا - جو ہوگا کوئی نہ کوئی آرزو اُسکے دل کو پریشان ہی کیے ہوگی - ایسا کوئی نہین جو دنیا مین آیا ہو اور اِس دنیاوی زندگی مین اُسے کوئی اطمینان اور فارغ البالی کا وقت مل گیا ہو - ہان اگر تھوڑا بہت اطمینان نصیب ہے تو انھین لوگون کو جنہون نے افکار دنیا کو لات مار کے سامنے سے ہٹا دیا ہو اور بیفکر و بے ہراس بیٹھے ہین - دنیا کی ابتدا و انتہا پر نظر ڈالی جائے تو دونون جانب بیخودی ہی کا سمان دکھائی دیگا - دو پھاٹک ہین ایک طرف سے آنیوالون کا قافلہ آتا ہے اور دوسری طرف سے جانے والے جایا کرتے ہین - آنے والے دیکھو کس بیفکری اور دلجمعی کے ساتھہ آتے ہین - اس بیخودی کا کچھہ ٹھکانا ہے کہ جس بستی سے آنیکا اتفاق ہوا ہے وہان کا حال ذرا بھی نہین جانتے - کچھہ خبر نہین کہ وہ ملک کیسا ہو اور وہان کی آب و ہوا مین کیا تاثیر ہے - خدا جانے کس قیامت کی محویت ہے کہ کسی سے ملنے اور بات کرنیکی بھی عادت نہ ڈالی - ہنسنا بولنا تک نہ سیکھا - یہ تو آنے والون کا حال تھا اب جانیوالون کو دیکھیے - اِن کا نمبر کچھہ اُن سے بھی بڑھا ہوا نظر آتا ہے - اچھے خاصے بیٹھے تھے یک بیک خدا جانے کیا وحشت سوار ہوئی کہ کسی کیطرف آنکھہ اُٹھا کے دیکھنے کی بھی قسم کھالی - سو سطر

چاہتے ہین کہ چلتے چلاتے دو باتین کرلین مگر انھین اس سے کچھ غرض نہین کہ کسی کی تناؤن کا خون ہوا جاتا ہے اور کسی کی آرزوئین خاک مین ملی جاتی ہین - اخلاقی حیثیت سے دیکھا جاے تو انھین کون بات نہین آتی - سب ہی کچھ آتا ہی - لطف صحبت انھین ہم سے زیادہ ہے - فصاحت و بلاغت مین ہم انکی پیروی بھی نہین کرسکتے - ملنا جلنا ہنسنا بولنا کس بات مین اورون سے کم تھے - مگر انکے وجد اور ان کی بیخودی نے اس درجہ بے پروا کردیا ہے کہ نہ تو ہماری آہ و زاری پر ترس کھاتے ہین - نہ ہماری باتین انھین اس طرف متوجہ کرسکتی ہین - نہ ہماری نامرادیون اور بیکسیون کی پرواہی - اپنے بیخود دل سے وہ خوش ہین اور اونکا وجد آشنا دل اُن سے خوش ہی - ہاے یہ بیخودی اور وجد ہی ایک ایسی چیز ہے جس نے دنیا کو تھکا دیا - اور جسپر نہ کسی فلسفی کا زور چل سکا اور نہ کوئی عقل قابو پاسکی - افسوس اس پچھلے پھاٹک سے نکل کے جو جانے لگا کچھ ایسی خموشی سے گیا کہ زمانے بھر کو حیرت ہوگئی - اور آجتک ہے - یہ ابتدائی اور انتہائی دونون حالتین قدرت کی عجب سرّی (راز) ہین - یہ راز ہمیشہ عقلا کا معرکہ آرا رہا اور آجتک کبھی نہ حل ہوسکا -

اِن باتون کو جانے دیجیے جنکو دنیاوی زندگی سے کچھ ایسا تعلق نہین کیونکہ ازل کے خلوت نشین اور ابد کے گوشہ گزین دونون کا حال صرف ہمین اپنے قیاس یا سچے مخبرون کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہی - شاید کوئی زمانے - دنیاوی زندگی کی بیخودیان بھی کچھ کم لطف انگیز نہین ہین - یہان کی بیخودیان جس حد پر واقع ہوتی ہین عجب مزے کی چیز معلوم ہوتی ہین -

مجنون لوگون کی بیخودی کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو زمانہ اور قسم کی بیخودیون کیطرح ادب اور تعظیم کی نظر سے دیکھتا ہو - مگر انصاف تو کرو کہ اس ذلیل و بے حیثیت بیخودی کی پردے مین کتنے لطف اور مزے چھپے ہوئے ہین - ہزار ذلیل ہین - گلیون گلیون خاک چھانتے پھرتے ہین - لیکن اُن کی بے پروائی اور بے فکری ان مین سے کسی کو بھی ہیان مین نہین لاتی - پھر یہ آزادی بھلا کسے نصیب کہ جو چاہین کر گذرین کوئی ہاتھ پکڑنیوالا نہین ہاے اوس صاف باطنی پاکبازی آزادی اور بے ہراسی کے عالم پر جو ایک مجنون کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتا ہے بڑے بڑے عقلا کو حسد آجاتا ہے - پنجاستی اور شخصی دونون

حکومتون کے قوانین سے وہ مستثنیٰ ہے - نہ بادشاہ کی تلوار اُس کے دل پر اپنا رعب بٹھا سکتی ہی نہ فوجون کی سنگینین اُسکی طبیعت مین کسی قسم کا خوف پیدا کر سکتی ہین - نہ کوتوال اُس کے جرمون کو جرم سمجھتا ہے - اور نہ پولیس کا مہیب کانسٹبل اُسی ماخوذ کر سکتا ہی - بس ہر مقام پر اور ہر حالت مین وہ ہوتا ہے اور اُسکا چلبلا اور آزاد دل - قدرت کا وسیع منظر ہوتا ہی اور اُسکے گستاخ ہاتھ - واقعی جب تک دنیا ہی ایک سڑی سودائی کے سوا اور کسی کو یہ بات نہ نصیب ہوگی کہ جو چاہا کہہ بیٹھے - جو دل مین آئی کر گذرے جدہر مُنہ اُٹھ گیا ہزار روک ٹوک ہے بے تکلف چلے گئے - جس سے جی چاہتا ہی ہنسے بولتے ہین - جسکو چاہتے ہین چھیڑتے ہین - اِسکا مُنہ چڑھا دیا - اُس پر دست درازی کر بیٹھے اِسے مار بیٹھے - اُسکی خوشامد کرنے لگے - یہان بیٹھ گئے - وہان لیٹ گئے - لڑکے ڈھیلے مار رہی ہین تو پروا نہین - لوگ ہنس رہے ہین تو غرض نہین - کوئی مارنے پیٹنے کو بڑھا تو خوف نہین - پولیس نے گرفتار کرنا چاہا تو اندیشہ نہین - نہ محتسب سے ڈرتے ہین - نہ قاضی شرع سے خوف کھاتے ہین ؎ بیگناہم پیر دیر از من مرنج + من بہ مستی بستہ ام احرام را ۔ بے تکلفی ہے کہ خدا کی پناہ - بے پروائی ہے کہ معاذ اللہ - کون کہہ سکتا ہے کہ یا زخود رفتگی اس قابل نہین ہے کہ ہمین حسد آئے -

یہ تو بیچارے مجنون تھے اب اُن بیخودون کو دیکھیے جنہین زمانہ مجذوب کے مقدس لفظ سے یاد کرتا ہے اور جنکے آگے دنیا والون مین سے بہتون کے سر تعظیماً جھک جایا کرتے ہین - اُنکو کچھہ نہ پوچھیے - بس یہ عالم ہے کہ

ہم وہان ہین جہان سے ہمکو بھی کچھہ ہماری خبر نہین آتی ؎

ایک استغراق کے عالم مین بیٹھے ہوئے ہین - زمانے مین کچھہ ہو رہا ہو اُنھین پروا نہین اُنھون نے قبل از وقت اپنے تئین تکلفات دنیاوی اور تکلیفات شرعی سے بری کر دیا - صرف یہی نہین بلکہ دنیا کی حدود سے باہر نکال دیا - گویا اپنے حساب دنیا ہی مین نہین ہین - بڑے بڑے اہم معاملات اور کبھی نہ بھولنے والے واقعات نظر کے سامنے سے گذرتے ہین اور وہ نہین خبر ہوتے - ذرا تم ہی دیکھو کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہی اور زمانہ کیا کر رہا ہے سلطنتین پلٹی جاتی ہین - تہذیبون پر ریفارمیشن (اصلاح) کے نام سے جدت کا روغن پھیرا جاتا ہے - ملکون کی وضع اور نوعیت مین تغیر ہو رہا ہے - جغرافیہ والے کیا چیز ہین

سلطنتون کی باندھی ہوئی حدین بدلتی چلی جاتی ہین - کوئی قوم تباہ ہوتی ہے اور کوئی ترقی کر رہی ہے - بازار موت ترقی کے ساتھ گرم ہے - وبا ہر سال آتی ہے اور لاکھون کو اپنے ساتھ لیے چلی جاتی ہے - غرض کیا ہے جو نہین ہوتا مگر وہ کسی طرح خبر نہین ہوتے ایک بیخودی کی عینک آنکھون پر لگی ہوئی ہے جو دنیا کے فتنہ و فساد کو دیکھنے ہی نہین دیتی تمام وہ باتین جو بڑے بڑے فلسفیون اور پولیٹیشنون (امور تمدنی پر بحث کرنے والے) کو پریشان کر دیتی ہین وہ اُن سب سے بے خبر ہین - زمانہ اُنہین اپنی دلبستگیون کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے - بڑی بڑی دلفریب چیزین دکھا کے اپنا جادو ڈالتا ہے مگر اُن پر کچھ اثر نہین ہوتا - دنیا والے اپنی غرضین لے لیکے اُن کے پاس جاتے ہین مگر وہ ذرا توجہ نہین کرتے - اس بے توجہی سے ٹالتے ہین کہ اہل غرض کے ساتھ ساری دنیا اُنکے سامنے نادم ہو جاتی ہے - کیون؟ اسلیے کہ دنیا والے صرف اپنی ذات سے نہین جاتے ہین بلکہ اُن لوگونکو طمع دلانے کے لیے خدا جانے کس کس قسم کی نادر و بیشبہا اشیا اور دولت کے کیسے کیسے نمونے لیجاتے ہین مگر وہ اپنے نفس پر پورا قابو پا چکے ہین - یہ سب چیزین اُنکے دل کو نہین پھیر سکتی ہین - وہ اپنی دُھن کے سچے ہین - اور جس قابل قدر مجنونانہ بے پروائی سے بیٹھے ہین اُسمین کبھی رخنہ نہین پڑنے پایا - اُن کی مجذوبانہ بڑی بیخودی کی ادائین دکھاتی ہے وہ بھی لطف سے خالی نہین - دیکھو کس بے تکلفی سے زمین پر بیٹھے ہین اور یہ بھی غور کرو کہ صورت سے کس قیامت کی بے پروائی ظاہر ہوتی ہے - زبان پر جو کچھ آجاتا ہے بے تکلف کہہ گذرتے ہین - نہ شریعت اُنکی زبان پکڑتی ہے - نہ حاکم شرع اُنکا مُنہ بند کرتا ہے - اُن کے اوکھڑے ہوئے بے ربط اور بے سر و پا جملے اُن کی وحشت اور بیخودی کا ثبوت دے رہے ہین - اسکے ساتھ یہ بھی دیکھو کہ لوگ کس ادب سے اُنکے سامنے حاضر ہین - اُن کی اِن مجنونانہ باتون کو کس غور سے اور کس اعتقاد سے سُنتے ہین - اور اُنکی زبانون سے نکلے ہوئے بے معنی الفاظ مین اپنے مقاصد اور اغراض کے موافق کیا کیا معنے پہناتے ہین - یہ امر مشکل سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ زمانہ کیون اُنکی اسدرجہ قدر کرتا ہے - اسوجہ سے کہ زمانے سے بے پروا ہو گئے ہین - اور دنیا وی دولت و عشرت کو بے قدری اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین - اور سب پر طرہ یہ ہوا ہے کہ بیخودی نے اپنے بس مین کر کے ایک دُھن مین لگا دیا ہے - جو خیال دلمین پیدا ہو گیا ہی ہر وقت

اُسی مین دوبے رہتے ہین - انصاف سے پوچھیے تو صرف بیخودی نے انکو اس قابل بنادیا ہی - اگر یہ خود فراموشی نہ ہوتی تو ایسے بھی نہ ہوتے جیسے کہ ہین -

پچھلا اور سب سے بڑھا ہوا استغراق ان لوگون کا ہی جو محوروے جانان ہین جنہین ؎

محوروے حبیب کہتے ہین عاشق بے نصیب کہتے ہین

ان کی محویت اور خود فراموشی اس قیامت کی ہے کہ خدا نظر بد سے بچائے کبھی کبھی اپنے اوپر بھی معشوقیت کا دھوکا ہوجاتا ہے - سوا ایک پیارے خیال کے کوئی بات اُنکے دل مین ٹھہرنے ہی نہین پاتی - شب تاریک ہی - کنج تنہائی ہے - وحشت خیز سمان بندھا ہوا ہے - نہ کوئی آنے والا ہے نہ کوئی جانے والا ہی - وہ ہین اور اُن کا درد آشنا دل - اگر دنیا کی کوئی چیز نظر کے سامنے آجاتی ہے تو اُن کے دل تک نہین پہونچنے پاتی - اُنکو تو صرف دیدار جانان کی ہوس ہے - یار چاہے بیوفا ہو چاہے بے پروا ہو اُنہین کچھ فکر نہین خیال یار ہی سے سہی وہ کسی نہ کسی طرح اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہین - اس استغراق اور محویت کی کوئی انتہا ہے کہ جس چیز کو دیکھتے ہین اپنی خیالی قوت سے اُسے بھی مذاق کا بنا لیتے ہین - پھولون کی شگفتہ رنگت اور تر و تازہ صورت رخسار یار کو یاد دلاتی ہے - نرگس کی خوشنما وضع یار کی آنکھون کا فوٹو دکھاتی ہے - تارے کسی کی افشان ہین - اور آفتاب و ماہتاب کسی کے گورے چہرے کا نمونہ ہین - شفق کسی کے شرمندہ چہرے کا رنگ لی اُڑی ہی - اور شبنم کسی کا پسینہ ہے - غرض دنیا مین جو کچھ ہے صرف یار کی یاد دہانی کے لیے ہے - ؎

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

یہ عاشقانہ ذہن بھی اپنے موقع پر بُری نہین - بلکہ اور مزے کی ہے - عشاق کو اگرچہ ہر وقت یہ فکر لگی رہتی ہی کہ کسی طرح دیدار جانان نصیب ہو اور جسے چاہتے ہین اُسکی زیارت ہو - اصل مین یہ بھی ایک قسم کی دنیاوی فکر ہی - جس سے کسیوقت اُنہین نجات نہین ملتی - مگر یہ بات کسے نصیب ہوسکتی ہے کہ جس فکر مین پڑے اور جسکی دھن بندھی اُسکے سامنے دنیا کی ساری فکرون کو بھلا دیا - آفات ارضی و سماوی سب قسم کی بلاؤن کا مقابلہ (صرف اُسی) ایک پیارے خیال کو دل مین لیکر کرتے ہین - اور چاہے زمانہ پیس ہی کیون نہ ڈالے اپنے نزدیک کامیاب ہوتے ہین -

دنیاوی خرابیون اور مذلتون کا مقابلہ اگر انسان کرسکتا ہے تو صرف اسی طرح کہ ایک خیال مین پڑکے سب طرف سے اپنے تئین بے پروا کردے - جس بات کی دُھن بندھی ہو اُسکے سوا اور ہر حیثیت سے اپنے تئین بیخود ثابت کردے - اسکے نظائر دیکھنا ہون تو اگلی دنیا کی طرف نظر دوڑاؤ - تمام اگلے باکمال اور فلسفی اس استغراق کے ساتھ اپنی دہن مین ڈوبے ہوئے نظر آئین گے کہ تمھین حیرت ہوجائے گی - وہ لوگ ایسے تھے کہ جس کام کی طرف توجہ کی بس اُسی کے ہو رہے - نہ زمانہ اُنکے ارادون مین خرق ڈال سکا نہ سلطنتین اون کے جوش اور ولولے کو روک سکین - اسی کام کے پیچھے جان دی جسے ابتداے زندگی سے شروع کیا تھا - اگرچہ آجتک اس قسم کے لوگون کو کسی نے بیخود نہین کہا مگر ہمارے نزدیک وہ بیخود ہی تھے - اب اس سے زیادہ کیا بیخودی ہوگی کہ ایک خاص فکر وحشت کیطرح سر پر سوار ہوئی تو ساری دنیا کو بھول گئے - نہ اپنے رنج وراحت سے غرض رہی اور نہ کسی اور کی خوشی و ناخوشی کی پروا رہی - ہان فرق اتنا ہے کہ اس بیخودی نے دنیا کو ہمیشہ ترقی دلائی اور اور قسم کی بیخودیان اس نتیجے کو نہ حاصل کرسکین -

جن لوگون کو قومی اصلاح منظور ہو اُنھین چاہیے کہ اُن لوگون کی پیروی کرین اور اپنے تئین ساری دنیا سے بے پروا کرکے صرف ترقی قومی کے خیال مین غرق اور محو کردین - مگر ہر شخص کا کام نہین ہے جنکے دل سے لگی ہوتی ہے کچھ اُنھین سے خوب بنتا ہے

بیان پُر درد ہی گذری ہوئی اگلی کہانی ہے

سہ پہر کا وقت ہے - آفتاب کی تیزی بالو کے ذرون اور سنگستانی چٹانون مین بخوبی سرایت کرگئی ہے - شہر دمشق کو اسلامی فوج گھیرے ہوئے پڑی ہے - شہر سے دو تین میل ہٹکر شمال کے جانب ہنگامہ قیامت بپا ہے - بہت بڑی سخت لڑائی ہو رہی ہے - ہرقل شہنشاہ روم نے ایک جرار اور تازہ دم فوج دمشق والون کی اعانت کے لیے روانہ کی ہے - یہ فوج دمشق کی شہر پناہ تک نہین پہونچنے پائی تھی کہ مسلمانون کی ایک مختصر فوج نے بڑھکر فاصلے ہی پر روکا اور اوسی جگہ اسوقت بازار گیر و دار

گرم ہے۔

ابوالعزمیان دکھائی جارہی ہین اور بہادریون کا امتحان ہر شخص بڑے ذوق وشوق سے بڑھ بڑھ کے دے رہا ہے۔ دونون جانب پوری جرأت اور پورے حوصلے سے کام لیا جارہا ہے۔ نہ ادہر نا امیدی ہے نہ اُدہر خوف ہے۔ ہر طرف کے سپاہی اپنی ہمت سے زیادہ جوش دکھا رہے ہین۔ لڑتے ہین اور زخمی ہوتے ہین۔ مارتے ہین اور مرتے ہین۔ مسلمانون کے مشہور بہادر سپہ سالار خالدؓ برابر فوج کو اسلامی جوش دلا دلا کر لڑاتے ہین اور صف دشمن مین ڈوب ڈوب کے نکلتے ہین۔ اس امر مین تو تمام بہادران اسلام ان کا نمونہ ہیں مگر ایک خاص قسم کی بےچینی اور اضطراب جو خالدؓ کی صورت سے عیان ہے اُسمین کوئی اُن کا شریک نہین۔ خالدؓ کی بیتابی ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور ساعت بساعت اُن کا جنگ آزمائی کا جوش بڑھتا جاتا ہے۔ اب اُنکی یہ حالت ہے کہ صف دشمن سے نکلے۔ اور ذرا دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ پھر فوج اعدا مین غائب ہوگئے۔

خالدؓ یونہین متواتر حملے کر رہے ہین کہ انہین ایک کم عمر نوجوان نظر آیا۔ یہ نوجوان نہایت ہی خوش رو اور نازک اندام شخص ہے۔ سر پر عمامہ بندھا ہوا ہے۔ عبائے عربی زیب بر ہے۔ عربی جاندار گھوڑا زیر ران ہے۔ اور پورے اسلحہ سے آراستہ ہے۔ نوجوان اپنی شکل وصورت اور اپنے حسن وجمال کی وجہ سے معمول سے زیادہ دلربا اور دلفریب ہے۔ مگر اسوقت اس جنگی لباس مین اسکی دلربائیون کو بدرجہا زیادہ ترقی ہوگئی ہے۔ خالدؓ نے نہایت حیرت اور استعجاب سے اس نوعمر سپاہی کو دیکھا بہت کوشش کی کہ پہچانین مگر نہ پہچان سکے۔ اسی عالم مین خالدؓ کے دلی جوش نے پھر ترقی کی اور اس نوجوان کو چھوڑ کر غنیم کی فوج مین گھس پڑے جسمین نازک اندام سپاہی نے بھی خالدؓ کے ساتھ ہی رومیون پر حملہ کیا۔ اور خالدؓ کیطرح ایک ہی حملے مین وہ بھی رومیون کے صفون کے اندر تھا۔ خالدؓ دشمن کی سب صفون کو درہم وبرہم کرتے اُس پار نکل کے ٹھہرے تو وہ نوجوان بھی وہین تھا۔ خالدؓ کی حیرت دوبالا ہوگئی۔ مگر اپنے متحیر دل پر ضبط کیا اور پھر رومیون کی فوج پر پلٹ پڑے۔ اور اُن کے ساتھ ہی وہ نوجوان بھی پلٹا۔ اسدفعہ نوجوان نے خالدؓ کی پیروی نہین کی بلکہ خالدؓ رومیون

صفوں کو چیرتے ہوئے ایک طرف سے نکلے اور وہ دوسری طرف سے نکلا۔
اسدفعہ خالدؓ سے نہ ضبط ہو سکا اُس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا "اے شخص خدا تجھپر رحمت کرے تو کون ہے؟"
نوجوان نے یہ سوال سُن کے ٹالدیا۔ اور رُخ بدل کر دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ اور آناً فاناً نظر سے غائب ہو گیا۔ خالدؓ کو اتنی تاب کہاں کہ منتظر کھڑے رہین۔ انہوں نے بھی بے تکلف غنیم کی صفوں مین اپنے تئین غائب کر دیا۔ رومیوں کی فوج کے اُسطرف نکل کر دونوں ملے۔ خالدؓ نے پھر وہی پہلا سوال کیا مگر جواب مین اب بھی ناکامی ہوئی۔ اس مرتبہ پھر صفوف کفار کو درہم و برہم کرتے ہوئے دونوں باہر آئے۔ اور مسلمانونکی جان فروش سپاہیون کے جھرمٹ مین کھڑے ہو گئے۔ خالدؓ اس نوجوان کو سخت تعجب سے دیکھ رہے تھے اور وہ نظر نیچی کیے دوسری طرف مڑا ہوا کھڑا تھا۔
اب خالدؓ کا استعجاب اس درجہ کو پہونچ گیا تھا کہ اُن مین ضبط اور تحمل کی بالکل طاقت نہ تھی اُس نوجوان کی طرف بڑھے اپنے گھوڑے کی باگ اُسکی باگ سے ملادی اور کہا "اے بہادر نوجوان تجھے اپنا نام بتانے سے کیون انکار ہے؟ مین بہ حیثیت اسکے کہ مسلمانونکے اس گروہ کا سردار ہون تجھے اپنا حال بتانے پر مجبور کر سکتا ہون"
نوجوان نے نہایت شیرین اور مہین آواز اور زنانے لہجے مین آنکھین نیچی کر کے جواب دیا "اے سردار میرا شمار زنان مسلمین مین ہے۔ مین ایک حسرت نصیب عورت ہون" اتنا کہا اور آنسو جاری ہو گئے۔
خالدؓ نہایت حیرت زدہ ہو کر بولے "کیا؟ تم عورت ہو! ——— اچھا تو اس قدر غمگین کیون ہو؟"
عورت "ہائے کیونکر صبر کرون۔ مجھ سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا۔ دنیا مین میرا کوئی نہین ہے۔ اے سردار مین بالکل اکیلی ہون۔ صرف ایک بھائی ہے۔ افسوس اُس کا کہین پتا نہین ———" یہ کہہ کے پھر رونے لگی۔
خالد "تمھارے بھائی کا کیا نام ہے؟ اور وہ کیونکر غائب ہو گئے؟"
عورت "اے سردار وہ رومیون کی اسی فوج سے لڑتے لڑتے گم ہو گئے۔ آپ ہی نے تو اُن کو ان کافرون کے مقابلے کو پہلے بھیجا تھا۔ مین انھین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئی۔

مین نے اِس فوج کا کوئی کونا تلاش کرنے کو نہین چھوڑا۔ ہر طرف دیکھا آئی۔ ہر جگہہ ڈھونڈھ آئی۔ افسوس کسی طرح نہین معلوم ہوتا کہ وہ کیا ہوئے۔ رومیون نے قید کیا ہوتا تب بھی تو پتا چل جاتا۔ اے ضرارؓ اگر تم اُس عالم کو سدہار گئے تو یقین جانو کہ تمہاری بہن کی زندگی بے مزہ ہوگئی!" پھر تاب نہ آئی اور منہ چھپا کے رونے لگی۔

خالدؓ:- "اہاہ! تم ضرارؓ کی بہن خولہ ہو! تم کو تو مین خوب جانتا ہون۔ افسوس! اے خولہ ضرارؓ کے گم ہوجانے سے تمہارے ساتھ کل مسلمان رنج مین پڑ گئے ہین۔ ضرارؓ وہ شخص ہین جنکو ہر مسلمان سچے دل سے دوست رکھتا ہے۔ اگر خوانخواستہ ضرارؓ کو کسی قسم کا نقصان پہونچا تو سارے مسلمانون کے دل کو صدمہ پہونچے گا۔ اے خولہ خدا تمہاری ہمت اور تمہاری جرأت مین برکت دے تم نے اُن کے تجسس مین نفس کشی کرکے ہر مسلمان کو اپنا ممنون احسان بنا لیا۔ گھبراؤ نہین۔ انشاء اللہ ہم بہت جلد اونہین ڈھونڈھ نکالینگے" یہ کہتے وقت خالدؓ بھی آبدیدہ ہوگئے۔

خولہ:- "اے سردار آپ کا فرمانا بجا ہے۔ مگر میرے دل کو کیونکر تسلی ہو؟ مین نے رومیونکی ساری فوج چھان ڈالی۔ ہر ہر صف اور ہر ہر نشان اور ہر ہر صلیب تک ضرارؓ کو تلاش کرتی اور لڑتی ہوئی گئی مگر کہین پتا نہ لگا۔ اب تو مجھ سے صبر نہین ہوسکتا"

خالدؓ:- "اے خولہ خدا تمہین اِس جہاد کی جزا سے خیر دے۔ تمہاری طرح مین نے بھی رومیون کا سارا لشکر ڈھونڈھ ڈالا۔ مین سمجھتا ہون کہ آخر وہ کیا ہوئے۔ اچھا ٹھہرو۔ دیکھو اور ایک تدبیر کرتا ہون۔ شاید کچھ پتا لگ جائے" یہ کہہ کے رومیون پر حملہ کیا۔ دو چار رومیون کو جاتے ہی قتل کر ڈالا اور ایک کو گھوڑے سے کھینچ کے زندہ گرفتار کر لائے۔ رومیون کے کچھ اور سوارون نے اپنے ساتھی کے بچانے کا ارادہ کیا مگر ادھر سے اور مسلمانون نے بڑھکے اُنھین پسپا کر دیا۔ خالدؓ اُس شخص کو لائے اور اپنے مترجم کو بلا کے اُس سے باتین شروع کین۔

خالدؓ:- "تم کون ہو اور تمہاری فوج کا سردار کون ہے؟"

رومی:- "صاحب مین ایک رومی کا رہنے والا عیسائی ہون۔ ہماری فوج کا سردار دروان ہے۔ وہ بڑا بہادر شخص ہے۔ اور ہرقل نے اپنا معتمد علیہ سمجھکر اُسے تمہارے مقابلے کو روانہ کیا ہے"

خالدؓ ۔ تم ہمارے ایک ساتھی کا حال بتا سکتے ہو جو بڑا بہادر شخص ہے ۔ اور جس نے پہلے ہی حملے مین تمہارے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے تھے "

رومی ۔ یہ بالکل خلاف ہے کہ اپنے سردار کا راز مین تم آشکارا کرون "

خالدؓ ۔ تو شاید تم اپنی جان سے ہاتھ دھوتے ہو ۔ اچھا تو اب تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تم دین اسلام کو قبول کروگے یا نہین ؟ "

رومی ۔ تمہارا دین اختیار کرنا میرے لیے بہت بڑی ذلت کی بات ہے ۔ مین مسلمان ہونیکے بہ نسبت جان دینا زیادہ پسند کرتا ہون "

اب قریب تھا کہ رومی قتل کر ڈالا جائے ۔ یکایک کچھ سوچ کے اُس نے پوچھا اچھا اگر مین تمہارے ساتھی کا پتا بتا دون تو تم مجھے چھوڑ دوگے ؟ "

خالدؓ ۔ بیشک اس صورت مین ہماری ذمہ داری مین آجاؤگے "

رومی ۔ تو سنیے ۔ آپ کے ساتھی نے ہم پر بڑا سخت حملہ کیا ۔ ہمارے سیکڑون آدمی مار ڈالے ۔ خود سردار دروان کو اُنکی بہادری پر حیرت ہوئی تھی ۔ تمہارے ساتھی نے آخر صلیبان گرا دی ۔ پھر سردار کے بیٹے حمران کے ایک کاری نیزہ مارا ۔ وہ نیزہ سینے پر پڑا اور پیٹھ توڑ کے نکل گیا ۔ مگر جب اُنھون نے اپنا نیزہ حمران کی پیٹھ سے نکالا تو اوس کا پھل زرہ مین اُلجھ کے رہگیا تھا ۔ خالی لکڑی سے وہ کیا کر سکتے تھے ۔ اگرچہ اپنی قوت بھر لڑتے رہے مگر آخر کو زندہ گرفتار کر لیے گئے ۔ سردار دروان کو یقین تھا کہ تم لوگ اپنے ساتھی کو ضرور چھڑا لوگے ۔ اسلیے اس نے دو سو سوارون کی حفاظت مین اُنھین شہنشاہ ہرقل کے پاس بھیجدیا ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ لوگ اُنھین لیکر اُدھر روانہ ہوئے ہین "

اتنا سننا تھا کہ خالدؓ کے چہرے پر ایک مایوسی برسنے لگی ۔ اور خولہ کا چہرہ بھی ناامیدیونکے ہجوم سے یک بیک زرد پڑ گیا ۔ اسوقت خولہ کے تمام کپڑے دشمن کے خون مین سنے ہوئے تھے ۔ جابجا خون کے لوتھڑے جم گئے تھے ۔ سارا بدن سُرخ رنگ مین رنگا ہوا تھا ۔ مگر چہرہ بالکل زرد ہوگیا ۔ اور اُس پر سُرخی کی گویا کوئی چھینٹ بھی نہ پڑی تھی رومی نے بھی اب کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا ۔ اہل اسلام نے ہر طرف سے اُسکو مبارکباد دی ۔ اور ضرارؓ کی رہائی کی تدبیرین سوچنے لگے ۔

خالدؓ ۔ اب کیا تدبیر کیجاے ؟ اِس معاملے مین ہمین عجلت کرنا چاہیے "

رافع۔ (ایک پرجوش اور بہادر مسلمان) "اے سردار آپ دو سو مسلمان مجھے دین مین اُن کو لیکر ایسے راستے سے جاؤنگا کہ رومیون کے پہونچنے سے پہلے اُنھین راستے ہی مین پالون گا۔ مینے ملک شام مین بہت عمر کیا ہے۔ اور یہان کے راستون سے خوب واقف ہون"

خالدؓ۔ "خدا تمہاری مدد کرے۔ اسی وقت روانہ ہو" یہ کہہ کے خالدؓ نے نام لے لیکے مسلمانون کو پکارنا شروع کیا۔

خولہؓ۔ "اے سردار مجھے اجازت دیجیے کہ مین بھی رافع کے ساتھ جاؤن اور اپنے بھائی کے چھڑانے مین مدد دون"

خالدؓ۔ "اچھا تم بھی جاؤ۔ مین تمہین اجازت دیتا ہون"

غرض رافع اور خولہؓ دونون دو سو مسلمانون کے گروہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

رافع ریگستان اور پہاڑون کے درون مین ہوتے ہوئے جاتے تھے۔ کچھ دن رہو ایک مقام پر پہونچکے دیکھا تو زمین پر گھوڑون کے سمون کے نشان نہ پائے۔ بہت خوش ہوکے اپنے ساتھیون سے کہا "بڑی خوشی کا مقام ہے کہ تمنے نزدیک ہی اپنا مقصد حاصل کرلیا۔ ابھی تک رومی یہان سے نہین گذرے ہین۔ آتے ہی ہونگے۔ آؤ ہم تم (ایک طرف اشارہ کرکے) اس گھاٹی مین چھپ رہین" یہ کہکے سب لوگ چھپکے بیٹھ رہے۔ اسوقت اس جگہ کا سین دیکھنے کے قابل ہے۔ چارون طرف پہاڑیون اور گھاٹیون کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ زمین کے چہرے پر بالونے ایک چمکتا ہوا سفید پوڈر مل دیا ہے۔ جسمین جابجا رنگ کے ذرے دوگھڑی دن رہے کے آفتاب مین کسی کی افشان کیطرح چمک رہے ہین۔ بلند پرواز طیور جو دوپہر کی گرمی مین زیادہ بلندی پر چڑھ گئے تھے اب کرۂ زمین سے بہت قریب ہوآئے ہین۔ کھجورون کے جنڈ جابجا پھیلے ہوئے ہین اور انکے سایے مشرق کی جانب دور دور تک زمین کو میلا کرتے چلے گئے ہین۔ آفتاب افق مغرب سے بہت قریب ہوگیا ہے۔ اور اُس کے نیچی نیچی لمبی کرنین گویا اہل عرب کے نیزون کی طرح پہاڑیون مین پیوست ہوگئی ہین۔ ناگہان سامنے کی گھاٹیون سے ایک گرد بلند ہوئی۔ رافع اور انکے ہمراہی تیار ہوگئے۔ اور رومیون کے نزدیک پہونچنے کا انتظار کرنے لگے۔

اب رومیون کے گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازین آنے لگین۔ دامان گرد چاک ہوا اور

U 1528

اُسمین سے رومی سوار نظر آئے - اُن کے خود اور اُنکی زرہین آفتاب کی زردی مائل شعاعون مین سُنہری نظر آتی تھین - اُنکے اسلحہ اُڑتی ہوئی گرد کی تیرگی مین بجلی کی طرح چمک رہے تھے - رومی ایک خاموشی کے ساتھ چلے آتے تھے - اور بیچ مین ضرارؓ ایک اونٹ پر بیٹھے بیتابی اور بیکسی کے عالم اور درد کے لہجے مین کچھ عربی پر رز اشعار جھوم جھوم کے پڑھتے جاتے تھے - ضرارؓ کی آواز چار و نظر نکی پہاڑیونسے ٹکراتی تھی اور ناکام و نامراد واپس آتی تھی - آخر ضرارؓ نے ایک شعر پڑھا جسکا یہ مفہوم تھا کہ "کاش میری بہن خولہؓ یا میرے دوست خالدؓ میری اس آواز کو سُن لیتے اور ان پہاڑیونکے اندر سے اُنکی آواز خوشخبری سناتی ہوئی میرے کان مین پہونچتی" یہ شعر سُنکر خولہؓ مین ضبط کی تاب نہ رہی چلا کے کہا "اُٹھین - اے بھائی خدا نے تمہاری سُن لی - مین تمہاری بہن خولہؓ ہون" خولہؓ کی زبان سے اِن الفاظ کا نکلنا تھا کہ رافعؓ اور اُن کے ہمراہیون نے زور سے تکبیر کہی اور حملہ کیا - اِس آواز سے چارون طرف کی پہاڑیان گونج اُٹھین اور پہاڑیون سے بدرجہا زیادہ رومیون کے دل مین لرزہ پڑ گیا - مسلمانون نے پہلے ہی حملے مین سب رومیونکو قتل کر ڈالا - خولہؓ لپک کر اپنے بھائی سے لپٹ گئین - اور کُل مسلمانون نے ضرارؓ کو رہائی کی مبارکباد دی - ضرارؓ نے ایک رومی کا نیزہ اُٹھا لیا اور کُل مسلمانونکے ہمراہ دمشق کو روانہ ہوئے - وہان خالدؓ کے لشکر نے دروان کی فوج کو ہزیمت دیدی - رومی بھاگے ہوئے آتے تھے کیونکہ خالدؓ نے دور تک اُن کا تعاقب کیا - بھاگتے ہوؤن کو اِدھر ضرارؓ اور رافعؓ اور خولہؓ نے قتل کرنا شروع کیا - اس پر تمام مورخ کیا انگریز ہی اور کیا عربی سب متفق ہین کہ ضرارؓ اور خولہؓ دونون بھائی بہن اُس زمانے کی نہایت عمدہ اور بے مثل یادگار ہین - اور زیادہ تر حیرت کی یہ بات ہے کہ اسوقت جسوقت کا حال ہم نے بیان کیا ضرارؓ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی اور خولہؓ کو سترہوان سال تھا -

---

آئے قیامت آئے پر وا یہان کسے ہے ؟

خوابِ لحد سے ایدل اب کون جاگتا ہے ؟

حقیقت مین جو تو نہین چاہتا - باغِ دنیا مین آکے خوابِ ازل کی نیند سے بیدار ہو کر

کیا خوش ہوئے تھے جو صبح محشر مین جاگ کے خوش ہون گے - کیا اچھا ہوتا کہ اگر اب سوئے تھے تو سویا ہی کرتے - مگر ایسی قسمت کہان کہ یہ آرزو پوری ہو اور یونہین اطمینان سے گذر جائے - وہان تو عرگزنشانی بہ ستم می رسد ہا کا مضمون ہو - ہم تو کبھی نہ جاگیں گے جب لوگ بھی سونے دین - اگر ہم نہ جاگین گے تو منتظمان حشر جگا دین گے - اپنے اس نہ جاگنے کے عہد پر اعتماد کسے ہے - خواہ مخواہ جگائے جائین گے - ورنہ یہ اس فارغ البالی اور اطمینان کی نیند تھی کہ خدا یونہین سوتا چھوڑ دیتا تو کیا خوب تھا -

یہ صرف ہماری ہی آرزو نہین ہے - ہم تو جانتے ہین کہ جس کسی کی آنکھون پر یہ نیند سوار ہوئی وہ اسی تمنا مین ہوگا کہ اب جاگنے کا اتفاق نہو - وہ تو اس نیند سونے والون کی وضع صورت اور بے پروائی ہی کہے دیتی ہے کہ دنیا کی دلچسپیون سے اس درجہ سیر ہو کر اور اس عالم کے جھگڑون سے اس قدر تنگ آکر ادھر سے منہ موڑا ہے اور آنکھین بند کی ہین کہ جہان تک ان کا بس چل سکے گا نہ ہوشیار ہون گے - منہ پر چھینٹے دے دیکے جگاؤ گے تو اور آنکھین بند کر لین گے - دنیا سے جانیوالون کو دیکھتے ہو کہ کس قدر بے پروا غیر مانوس اور بے مروت بنکے جاتے ہین ؟ کیسے کیسے لوگ گئے ؟ اگر یاد کرو گے تو ہر ایک کی یاد کے ساتھ ایک ایک داغ دل پر بنتا جائیگا کس کس پایے کے علما کس کس رتبے کے فضلا - کیسے کیسے عقلا - کیسے کیسے فلسفی - دیکھتے ہی دیکھتے اٹھے چلے گئے - بڑے بڑے فصیح اللسان - جادو نگار انشا پرداز - دل پھیر دینے والے اسپیکر (خطیب) ہر علم کے ماہر - ہر فن کے اساتذہ - ہر قسم کے صناع - کچھ انھین پر منحصر نہین جو زمانے کے ہاتھون دنیا مین تنگ رہے ہون - نہین وہ بھی جنھین دنیا نے اپنے سر پر بٹھایا اور بظاہر اسباب یہان بامراد اور کامیاب رہے - جاتے وقت سب کی ایک ہی وضع - ایک ہی صورت - اور سب مین ایک ہی قسم کی وحشت تھی -

کیسے کیسے حسین و نازنین جنکی پیاری صورتین دلون کے مرقع پر قیامت تک بنی رہین گی اگرچہ زمانہ انکی ناز برداری کرتا رہا - چاہنے والے ان پر جان دیتے رہے - اور مرنے والون تک نے انھین کو اپنا قاتل بنایا مگر بارہا ایسا ہوا ہے کہ عین عنفوان شباب مین یا یون کہا جاے کہ عشوہ نمائی اور ناز فروشی کے زمانے مین دنیا سے ان کا جی اکتا گیا اور بے کہے سنے بستر ناز کے بدلے کنج لحد مین سو گئے - اور ایسے سوئے کہ پھر

نہ خبر ہوئے۔ اگرچہ یہ معلوم ہے کہ ؎

گستاخ پائے فتنۂ محشر جگائین گے خواب عدم مین چین ہے گر خواب ناز کا

مگر ان غم نصیبون پر ترس نہین آتا جنکی آرزوئین خاک مین ملی جاتی ہین اور جنکی امیدین خون ہوئی جاتی ہین۔ پر یہ خون کا خواب نازہی دل پر قابو رکھنے والون کو بیتاب کرا ہی نہ کہ یہ قیامت کی نیند۔ یہ نیند خدا جانے کتنون کو زندگی سے بیزار کر دیا کرتی ہوگی۔ یہ وہ غضب کا سونا ہے کہ ہر آرزومند چاہتا ہے کہ ان کی طرح خود بھی منتظران حشر کے ساتھ شرط باندھ کے سو رہے۔ بہت ایسے بھی ہین جو چین بن کے اور آنکھین بند کر کے لیٹتے ہین مگر کیا کرین کہ کسی طرح آنکھ نہین لگتی۔ سیکڑون ارمان بھرے اس وقت کی ناکامیون پر جھنجھلا جھنجھلا اوٹھتے ہین اور بس یہ حال ہوتا ہی کہ ؎

کیا کیا کہ ورتین ہین دل ناصبور مین کیون نیند آگئی انہین آغوش گور مین

ہائے بارہا ایسا ہوا کہ یہ پریرخ اپنے ناز و اندار کے جوش مین روٹھ روٹھ گئے۔ شہائے وصال مین سیکڑون ایسی ہونگی جو اسی روٹھنے کی بدولت ناکام گذر گئی ہون گی۔ مگر ایسا روٹھنا کبھی نہ روٹھے تھے کہ بولنے کی قسم ہی کھالی۔ جنکا آنچل پکڑنے کی مشکلون سے جرأت پڑتی تھی انہین شانہ ہلا ہلا کے جگا رہے ہین مگر ہائے نہین جاگتے۔ جو شدت نالہ و فریاد ان کے روٹھنے پر ہماری طرف سے بلند ہوتا ہے اور جو آسمان دوز آہین انکی خفگی پر ہم کھینچا کرتے ہین اصل پوچھیے تو شور محشر سے کم نہین۔ ہمارا شور و شیون اور حلقہ ماتم والون کے رونے پیٹنے کی دلدوز اور جگر خراش آواز صور سے ملتی ہی ہوتی ہی مگر وہ کسی طرح زبان نہین ہلاتے۔

مذکورہ لوگون ہی پر کچھ منحصر نہین ہے۔ جس کسی پر عدم کی نیند کا غلبہ ہوتا ہی وہ اپنے مقام پر بستون کو چھپین کر دیتا ہے۔ کون ہے جس پر دو چار آنسو بہانے والے نہون اور دنیا مین کون آیا ہے جس کے دم سے کچھ لوگون کی آرزوئین وابستہ نہین۔ دو دن کے پیٹنے کا ملال ہی بہت ہوتا ہے نہ کہ قیامت تک کی مفارقت کا صدمہ۔ اگر تم کسی وقت خیال کے گھوڑے پر سوار ہو کر موجودہ دنیا کی سیر کروگے اور ہر اس مین کو دیکھوگے جہان کوئی کنج لحد مین سونے کی تیاریان کر رہا ہو۔ تو نہین کوئی ایسا نہ ملیگا جسکے غم مین رونے پیٹنے والے اور نالہ و فریاد کرنے والے نہ نظر آئین۔ جہان کوئی رونے والا

نہ ہوگا اور جہان یہ عالم ہوگا کہ ؎

بر مزار ما غریبان نے چراغے نہ گلے نے پر پروانہ باشد نہ شور بلبلے

وہان بیکسی گھڑی رو رہی ہوگی - اور حسرت خاک اوڑاتی ہوگی - کچھ ایسا سماں نظر آئیگا کہ ہر گذرنے والے کا دل بھر آتا ہوگا - ؎

خشک گل - افسردہ سبزہ - شمع چپ - بالین اُداس + جی بھر آیا عالم گور غریبان دیکھکر

اُن لوگون کا سکوت اور سناٹا دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ کبھی جاگنا بھی چاہتے ہونگے - ہرگز نہ چاہتے ہونگے - انہون نے ایسی چپ نہین سادھی ہے کہ کسی کے بلانے سے کبھی بولی بھی اُٹھین گے - عرصۂ حشر مین سب ہی کو حاضر ہونا ہے اُس روز مجبوراً یہ سب خموشی پسند لوگ جگائے جائینگے - جاگنے کو تو آپ سے آپ جاگین گے مگر اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ بہت بے مزہ ہوکے اوٹھینگے فرشتے چلا چلا کے جگائین گے - اُن کے اصرار پر یہ لوگ اپنے اوپر جبر کرکے اُٹھین گے - شدت خمار سے آنکھین جھکی پڑتی ہونگی - گھڑی گھڑی دل مین آتی ہوگی کہ پھر لیٹ کے آنکھین بند کرلین پلنے مین پاؤن لڑکھڑاتے ہونگے - مگر بیچارے کیا کرین زبردستی قبرون سے نکل نکل کے چلین گے اور دربار محشر مین حاضر ہونگے - مگر بے بسی سے - اپنا زور چلتا تو ہرگز نہ اوٹھتے -

ہان محشر خرامون کی رفتار اگر انھین بیچین کردے اور خود بخود اُٹھ کھڑے ہون تو اور بات ہے یہ بیشک ایک ایسی تدبیر ہے کہ دنیا کے ہجران نصیب اپنی تنہائون کو کلیجے سے لگا لگا کے سو رہے ہین اُن کو بیساختہ اسطرح اُٹھا سکتی ہے کہ نہ آنکھون مین نیند کا خمار ہو اور نہ پاؤن گرانی خواب سے لغزش کرتے ہون - اور تدبیر کیسی یہ ہوتا ہی ہے - عرصۂ حشر بھی تو عجب جلوہ گاہ ہوگا - دنیا کے بے وفا جور پسند ماہ وش جسوقت اٹھلاتی ہوئی چال سے جھومتے ہوئے نامرادون کی قبرون پر سے گذرین گے ممکن نہین کہ وہ لوگ بیتاب ہوکے چشم مشتاق کو نہ کھولدین - اور از خود رفتہ ہوکے بلبلا بلبلا کے نہ اوٹھ بیٹھین - اگرچہ مخمور ان خواب مرگ جوش خمار مین ہر وقت بان حال سے کہا کرتے ہین ؎

غربت ردون کے سر پہ چلائیو نہ آکر اے شور صبح محشر جاگے ہین رات بھر کے

مگر ان مین زندہ دلی بھی اس قیامت کی ہے کہ عرصۂ حشر کی دلچسپ سیرون سے چھوڑی نہ جائے گی - ان کے اعتقاد مین بسا ہوا ہے کہ ؎

مزے کی چیز ہے یہ مجمع حشر حسین کیا گیا گذرتے ہین نظر سے

باوجود اس خیال کے یہ اور نہ اُٹھین - واقعی کچھ ضرورت نہین کہ یہ لوگ زبردستی ایک بدمزگی کے ساتھ اُٹھائے جائین - ان کا اُٹھانا منظور ہے تو ہجوم حسینان اور انبوہ پریوشان کا انکی طرف سے ہو کے گذر جانا ہی ان کے بیدار کرنے اور اُٹھانے بٹھانے لیے کافی ہے -

---

"جہانگیر"

یہ شیکسپیر کا مشہور پلے ہملٹ ہے - منشی محمد امتیاز علی صاحب بی اے نے اِس کو اُردو مین ترجمہ کر کے "جہانگیر" کے نام سے شائع کیا ہے - ترجمہ کرتے وقت نام بدل ڈالے گئے ہین اور کامیابی کے ساتھ کوشش کی گئی ہی کہ کوئی جملہ اور کوئی واقعہ ویسی سوسائٹی کے مخالف نہ ہونے پاے - اسکو عرصہ ہوا کہ انگریزی کتابون کے اردو مین لائے جانے کا سلسلہ پڑ گیا - مگر میرے خیال مین کوئی ترجمہ اس حد تک ہماری مادری زبان کے سانچے مین نہ ڈہل سکا ہوگا جس قدر یہ ترجمہ ڈہل گیا ہی - یہ پہلا ترجمہ ہے جس مین اردو ایڈیمیٹک (یا محاورہ) زبان سے کام لیا گیا ہے - اصطلاحات - محاورون اور ضرب المثلون نے اس قصے کو بالکل اُردو اُرنجیل زبان کا جامہ پہنا دیا ہے - چونکہ اردو لٹریچر کو ترقی دینا آجکل ایک بہت ضروری امر ہے لہذا مین اس ترجمے کو اردو کا عمدہ سچا اور پہلا نمونہ پاکر مترجم صاحب کا نہایت شکر گذار ہون - اور بہ حیثیت ایک نیک نیت دوست کے اپنے خریدارون کو اس ترجمے کی طرف متوجہ کرتا ہون - وہ مترجم کی فصیح اردو - اور مصنف کے نازک اور اچھوتے خیالات کو نہایت دلچسپ پائین گے -

"جہانگیر" ۲۰ × ۲۶ پیمانے کے عمدہ ولایتی سفید چکنے کاغذ پر چھپا ہے - اور علاوہ ٹیٹل کے ۱۰۰ صفحون پر تمام ہو گیا ہے - قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ایک روپیہ ہے - ویلیو پے ایبل کی یا نقد درخواستین لکھنؤ ڈاک خانہ امین آباد کے پتے سے جناب منشی امراؤ علی صاحب کے نام آئین -

ہان

جس طرح بیوفاؤن کی طرف سے اکثر "نہین" کی صدا آتی ہے اُسیطرح عشاق ہر موقع پر چاہے ممکن ہو یا نہو "ہان" کہدیا کرتے ہین۔ کیونکر نہ کہین۔ یہان تو یہ خیال ع "سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے" گویا مذہب عشق کا ایک واجب العمل رکن ہوگیا ہے۔ ہان اور نہین مین عجیب متضاد نسبت ہے۔ ایک دوست ہے تو ایک دشمن۔ ایک مظہر کرم ہو تو ایک ذریعہ ستم۔ "نہین" سے لبسی کی دلشکنی ہوتی ہے تو "ہان" سے کسی کے آنسو پیچھتے ہین۔ "نہین" کلیجے مین ناسور ڈالتا ہے تو "ہان" مرہم وہ زخم جگر ہے۔ "نہین" خرمن آرزو مین آگ لگاتا ہے تو "ہان" دل سوزان مین ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ "نہین" جفاے یار ہے تو "ہان" تسلیم و رضاے دل بیقرار۔ "ہان" نے حسن و عشق کی دُنیا مین ایسا دلبستگی کا اثر ڈالا کہ حُسن کے جلوے روز بروز رونق پاتے گئے اور عشق کے ولولون کو ترقی ہوتی گئی۔ یہ ہماری "ہان" کی برکت ہی کہ حُسن و روزہ پر اترانے والے نازآفرینون مین جدت دکھاتے جاتے ہین۔ مبتلایان عشق نے ہر ہر موقع پر "ہان" کہہ کے پریوشون کے ناز کو اس درجہ بڑھا دیا کہ غرور حُسن سے زمین پر پاؤن نہ رکھنے والے گویا "ہان" کا لفظ ہی بھول گئے۔ اب یہ دل پہ آرزو پر قیامت ڈھا دینے والا لفظ "نہین" بھی اُن کی ایک دلفریب ادا سمجھ لیا گیا ہے۔ "نہین" کی آواز تو جمیع حسینان سے ہمیشہ ہی آتی رہتی ہے۔ آرزو جس لفظ کے سُننے کی ہے۔ اور عشق کی بیقراریان جو لفظ کسی کی زبان سے کہلوانا چاہتی ہین وہ "ہان" ہی۔ زور دیے جانے کے قابل یہی لفظ ہے۔ وفا شعاری اور عشق کی قدردانی "نہین" ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ زمانہ بیوفائی کا ہے۔ اور حُسن کے اسٹیج پر روز بروز ایک سے ایک زیادہ مجرب بیوفا اور ناآشنا پیدا ہوتے جاتے ہین۔ کان جس لفظ کے سُننے کو ترس گئے

وہ "ہان" ہے۔ مدتون سے یہ مقصد وری کا لفظ سننے مین نہین آیا۔ اور جو ملتا ہے اسی لفظ کے سننے کا آرزومند ملتا ہے۔ عشاق کیا معنے آرزومندی کی ساری دنیا ایک بیتابی کے ساتھ کان لگائے بیٹھی ہے کہ کس طرف سے "ہان" کی آواز آئے اور سن کے جی خوش ہو جائے۔ بہرحال اگر دلچسپی کی امید ہو سکتی ہے تو "ہان" کے لفظ مین۔ اور اسی لیے دونون مین جہانٹ کے ہم نے اسے اختیار کیا ہے۔

ذرا "ہان" کا جواب پانے کے منتظرون کو بھی ایک سرسری نظر سے دیکھ لو۔ کہ انکی تمنائین انہین کس قدر بیتاب کر رہی ہین۔ اور امید انہین اس ایک انتظار مین کیا کیا کرشمے دکھا رہی ہے۔ اس مجمع مین اگرچہ بہت بڑا مجمع ولدادگان یار ہی کا ہے مگر کچھ انہین پر منحصر نہین۔ ہر خیال کے لوگ ہین۔ امیدون کا رخ ایک ہی جانب نہین ہوتا۔ اسوجہ سے یہان مختلف خیالات اور مختلف آرزون کے لوگ نظر آئین گے۔

بوڑھا ناتوان باپ اپنی ضعیفی کی کانپتی ہوئی آواز سے بیٹے کو نصیحت کر رہا ہے۔ کہتا ہے "بیٹا! زمانہ نازک ہے۔ پھونک پھونک کے قدم رکھنا چاہیے۔ وہ دن گذر گئے جب صرف خاندانی وقعت تمہارے آگے لوگون کا سر جھکوا دیا کرتی تھی۔ اب وہ مشاغل جنہین لوگ کسی گذشتہ زمانے مین دلچسپی اور طبیعت بہلانے کے لیے کیا کرتے تھے تمہین ترقی سے روکین گے۔ اس زمانے کی جوانی نے ہمین کچھ نہ کرنے دیا۔ تم اٹھو۔ ان سب باتون کو چھوڑو۔ بدمعاش اور خراب کن احباب کی صحبت ترک کرو۔ دین اور دنیا دونون تمہارے قبضے سے نکلی جاتی ہین۔ دین پر حملہ کرنے والون کو اب آزادی ہے جسے چاہتے ہین بہکا لیتے ہین۔ دنیا بے لیاقت اور بے تعلیم کے نہین حاصل ہو سکتی۔ بیٹا یہ نصیحتین تمہارے کام آئین گی۔ اب تمہارا کام بس اسی قدر ہونا چاہیے کہ تمام فضول مشاغل سے منہ موڑو۔ اور لکھنے پڑھنے مین دل لگاؤ" اتنی نصیحتین کر کے باپ بیٹے کی طرف بڑے شوق سے کان لگاتا ہے کہ دیکھین کیا آواز آتی ہے۔ ان سب باتون کے جواب دو ہی ہین۔ "ہان" یا "نہین"۔ مگر افسوس زمانے نے نوجوانون کو اس درجہ خراب اور نالائق بنا رکھا ہے کہ "ہان" کی بہ مشکل امید ہو سکتی ہے۔ بوڑھے نے کان تو لگا دیے مگر اسے امید نہین کہ بیٹے کے منہ سے "ہان" نکلے۔ افسوس! کیا بے بسی ہے۔ چاہتا ہے کہ "ہان" سنے اور یہ آرزو پوری کرنے والی آواز سنائی دے۔ مگر نہین۔

کچھہ زور نہین چلتا - اب اس موقع پر "ہان" کے سُننے کی تمنا ہے مگر ہائے نہین پوری ہوتی - اول تو صاحبزادے یہ لفظ زبان سے نکالنے ہی کیون لگے اور اگر پاس و لحاظ نے زبردستیان کرکے کہلوا بھی دیا تو ایسی پژمردہ صورت اور ایسے ناراضی کے لہجے مین کہتے ہین کہ اُس ظالم "ہان" سے "نہین" اچھی -

تیمار دار اپنے مریض کو لیے حکیم صاحب کے سامنے بیٹھا ہے - حکیم صاحب متانت اور زور کے داب سے اپنے اُجلے فوق البھڑک کپڑے بجا بجا کے غریب مریض کی نبض دیکھ رہے ہین - تیمار دار اور مریض دونون کی آرزومند نظرین حکیم صاحب کے چہرے کی طرف لگی ہوئی ہین کہ دیکھین نبض کی رفتار حکیم صاحب پر کیا اثر ڈالتی ہے - مگر حکیم صاحب نے اپنے ضابط چہرے سے کوئی بات نہ ظاہر ہونے دی - اب تیمار دار مریض کا حال بیان کرنے لگا - "بخار کسی وقت مفارقت نہین کرتا - پانچ چھہ مہینے گذر گئے ہلکی ہلکی حرارت ہر گھڑی موجود رہتی ہے - کھانسی بھی آتی ہے - ناتوانی اور لاغری روز بروز بڑھتی جاتی ہے - اب سوا پوست و استخوان کے کچھہ نہین باقی رہا - صاحب فراش ہوگئے ہین - حرکت محال ہے - غذا بالکل ترک ہوگئی - اور اُس پر ستم یہ کہ دست بھی آتے ہین" حکیم صاحب نے نسخہ لکھا - تیمار دار نے مریض کو گھر روانہ کیا اور تنہائی مین حکیم صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ کے عرض کرنے لگا "میرے حکیم صاحب کیا عرض کرون کہ کتنون کی آرزوئین خاک مین ملی جاتی ہین یہ بخار کیسا ہے؟ آپ ہی کے فرمانے پر ہماری امید و بیم کا مدار ہے - بس اتنا فرما دیجیے کہ یہ اچھے ہو جائینگے؟" یہان بھی امیدگار رہنا اور نہ رہنا انہین دو لفظون پر منحصر ہے "ہان" اور "نہین" - مگر حکیم صاحب کی زبان سے "ہان" کی بمشکل امید ہو سکتی ہے - انکی صورت کہے دیتی ہے کہ مریض کی طرف سے وہ مایوس ہین - گو مروت "نہین" کا نوالہ کھانے والا لفظ اُن کی زبان سے نہین نکلنے دیتی مگر دل ہی دل مین کہہ رہے ہین کہ کیا کہون - یا تو وہ ساکت ہین - اور یا مجرد دلدہی کے لیے "ہان" کہتے بھی ہین تو اُس وضع سے جسکے معنے "نہین" ہین - یہان بھی دیکھو بیچارہ آرزومند "ہان" کا لفظ سننے کا مشتاق تھا مگر نہ سُن سکا - ہم سچ کہتے ہین کہ یہ "ہان" کا لفظ کسی ایسے ہی خوش نصیب کے سننے مین آجاتا ہو تو آجاتا ہو - ورنہ لوگ اکثر ترس ہی کے رہجاتے ہین -

روزگار کے پیچھے زمانے کی خاک چھاننے والا اور ترقی کا امیدوار دونون اپنے اسٹیشن کے حاکم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہین - پہلا التجا کے لہجے مین عرض کرتا ہے کہ "مین گردش زمانہ کی بہت سہ دہ مہربان سے حاضر ہوا ہون - بیوی بچون کی تکلیف نے اب طاقت صبر بھی نہین رکھی - بس اتنی عرض ہے کہ کہین روٹیون کا سہارا ہو جائے" - دوسرا مزاج شناسی کے تیور دکھا کے کہتا ہے "میری خدمات اب صلے کی مستحق ہین - مین نے بہت جان توڑ توڑ کے محنت کی! حضور پر تو سب حال روشن ہے - اب میری ترقی ہونا چاہیے"

ایک اپنی مظلومی کی تصویر کھینچ کے دکھا رہا ہے - اور دوسرا اپنے استحقاق کے واجب التسلیم ثبوت دے رہا ہے - دونون منتظر ہین کہ دیکھین سننے والے کی زبان سے کیا نکلتا ہے "ہان" یا "نہین" ؟ دونون کی آرزوئین "ہان" پر منحصر ہین مگر حاکم کی پس و پیش سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دو مین سے ایک کو بھی دلدہی کرنے والے لفظ "ہان" کی امید نہین - یہان بھی دیکھو سنتا ہی کہ "ہان" کی آواز کان مین آجائے - مگر نہ آئی -

غریب الوطن آوارہ دشت غربت کا مدتون کے بعد ایک ایسی آبادی پر گذر ہوا ہے جو باعتبار ظاہری وضع کے وطن سے ملتی ہوئی ہے - باغون کی قطع عمارتون کی صورت سواد وطن کا دھوکا دے رہی ہین - وہم کے فریب مین پڑ جانے والے مسافر کی امیدین یک بیک ترقی کر گئین - نظر نہایت شوق سے اُس عمارت کی طرف جانے لگی - آرزوئین خیال وطن کے درختون کی ٹہنیون مین اُلجھنے لگین - دل کے حوصلے بڑھ گئے - تھکے پاؤن مین نئی جان اور نئی قوت آگئی - وہ وطن کی صحبتین - وہ اطمینان اور فارغ البالی کی گھڑیان - وہ احباب کی جانبازیان - وہ عزیزون کی وفاداریان - سب چیزین نظر کے سامنے پھر گئین - دل مین خیالی پلاؤ پکاتا - اور امیدون کی مزیدار کرشمہ سازیون سے کھیلتا روانہ ہوا - چند ہی قدم چلا ہوگا کہ ایک صورت نظر آئی - وہم نے اُس صورت پر سمو طنی کا کچھ ایسا نور چمکا کے دکھا دیا کہ امیدین یک بیک اور ابھر پڑین - ذوق و شوق سے اُسکی طرف بڑھا - اور نہایت شگفتگی کے ساتھ سوال کیا "فلان شہر (اپنے شہر کا نام لیکر) یہی ہے ؟"

خیال نے دل کو یقین دلا دیا تھا کہ جواب مین "ہان" ہی سُنے گا۔ انتظار کی جیو دی ہجوم شوق مین جواب پانے کے لیے بیچین کیے دیتی تھی۔ اور امید بن مچل مچل کے جلدی کر رہی تھین کہ نئے ہموطن ملاقاتی کے مُنہ سے کہین جواب نکلے۔ اُس نئے ملاقاتی نے پہلے تو استعجاب کے لہجے مین کہا "وہ شہر یہان کہان! وہ تو یہان سے ستر لون دور ہے" اسکے ساتھ ہی سوال کے جواب مین آواز آئی "نہین" یہ "نہین" قیامت کی تھی۔ ہائے یہ شخص تو "ہان" کا یقین کیے بیٹھا تھا۔ یہان بھی "ہان" کی آرزو نے مایوس کرکے ایک غریب الوطن کے کلیجے مین ناسور ڈال دیا۔

لو ہجوم عشاق کا بھی ایک تفتہ جگر نظر آگیا۔ سالہا سال کی آرزون نے آج دولت وصل حاصل کرائی ہے۔ خدا خدا کرکے اور ساری زندگی مایوسیون کی نذر کر چکنے کے بعد کسی وعدہ فراموش کی ایک "ہان" آج پوری ہوئی ہے ستم شعارون کا پیلو جور ہجران سے ہمدون سے آباد ہوا ہے۔ اور تمناؤن کا پروگرام سرگرمی سے دربار حُسن کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ عالم ہے کہ آرزومند ہر جملے پر "ہان" کا امیدوار ہوتا ہے اور "نہین" سُنتا ہے۔ یہان وہ مروت بھی نہین جسنے حکیم صاحب کی زبان سے "ہان" کہلوا دی تھی کہ اُس "ہان" کے معنے "نہین" تھے۔ یہان کی بیمروتی بھی کچھ اس غضب کی ہے کہ لوگ چھوٹتے ہی بلا تکلف "نہین" کہہ دیتے ہین۔ ہائے پیارے لب لعلین کس قدر دل فریب اور دلستان ہین۔ کاش انمین سے کوئی بھی لفظ "ہان" سے آشنا ہوتا۔ افسوس ایک بھی نہین۔ وہ زمانہ گذر گیا جب وفا طراز اور بیجین معشوقون نے دلدہی عشاق کو حسن وجمال کا جوہر سمجھ لیا تھا۔ زلیخا کی دلداریان۔ شیرین کی وفا طرازیان۔ لیلےٰ کی بے بسی اور بیتابیان اُسی زمانے کے ساتھ گئین جو بری رخون کو محبت و وفا کا نمونہ بنا کے دکھاتا تھا۔ اب دل لیکے مکر جانے والے اور جذبات عشق کی بیتابانہ آرزؤن کو ایک مختصر سے لفظ "ہان" کے بارے مین ترسا دینے والے حسینون کا زمانہ ہے۔ اب بیوفائیان ناز۔ اور وعدہ خلافیان ادا تصور کیجاتی ہین ہائے اس پیاری صورتون کے جھرمٹ مین کوئی نہین ہے جو کسی کا دل رکھ لینے ہی کے لیے زبان سے "ہان" کہہ دے۔

ہر کامیابی کا مژدہ سنانے والا لفظ "ہان" ہے جنکی آرزوئین پوری ہو رہی ہین انکے

کانون مین ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ ترقی کے میدان مین ہر قدم پر آگے والون سے وہ پوچھتے ہین "ہم بھی آئین ؟" اور فوراً جواب مین "ہان" کا پیارا لفظ سُنتے ہین۔ زمانہ مقصد وری کی گاڑی مین بٹھا کے اُنہین اُڑائے لیے جاتا ہے۔ اور صرف یون نہین ہر مقام پر اپنی تمناؤن کے جواب مین "ہان" کا مژدہ سنتے جاتے ہین۔ اِنکا خوش کے دریا مین ڈوبا ہوا اور مقصد ور مجمع بھی ہمارے خیال کے سامنے موجود ہے۔ اس مضمون کے بڑھ جانے کے لحاظ سے اُن کی تصویرین دکھانا ہم کسی اور وقت پر منحصر رکھتے ہین۔ یہ سمان گو ہمین اپنی بدقسمتی کے زمانے مین بھلا نہ معلوم ہوتا ہو مگر دیکھنے کے قابل ہے کہ کامیاب بامراد لوگ کس کس مقام پر کس کس وضع سے کیا کیا آرزوئین دل مین لیے کھڑے ہین۔ اور کیسی کیسی حوصلے بڑھانے والی "ہان" کی آوازین ہر طرف سے اُنکے کان مین آرہی ہین۔

ہمین اب اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ ہم بھی کسی مقصد مین کامیاب ہوتے ہین اور ہماری تمناؤن کے جواب مین بھی کسی طرف سے "ہان" کی آواز آتی ہے یا نہین ؟ افسوس اِس سوال کے جواب مین بھی ہم "ہان" نہین کہہ سکتے۔ ہمارا ادبار۔ ہمارا تنزل۔ ہماری نااتفاقی۔ ہماری مصیبت کسی وقت ہمین موقع نہین دیتی کہ قومی آرزون کے مقابل مین "ہان" کا مژدہ سُنین۔ اے اسلام! اے مبارک اور برگزیدہ دین الٰہی! یہ بھی غنیمت ہے کہ تیری برکتین اور تیرے جوش کبھی کبھی ہمارے دلون کو اُبھار دیا کرتے ہین۔ اور ہم اُٹھ کھڑے ہوتے ہین کہ زبردستی ہی سہی مگر تقدیر سے "ہان" کہلوا چھوڑین۔ ہم اسے بھی کافی سمجھتے ہین کہ تو اب تک ہماری ہمدردی کو موجود ہے۔ مگر زمانے کا رنگ ہمین ڈرا رہا ہے کہ خدانخواستہ کبھی وہ دن آجائے گا۔ جب ہم پُر درد آواز سے سوال کرین گے "روے زمین پر اسلام ہے ؟" اور جواب مین کسی طرف سے "ہان" کی آواز نہ آئے گی۔

"اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسے داری"

چاہے زبان سے کوئی خوشی منائے مگر خوشی کیا خاک ہوئی ؟ اصل مین تو دل پر ایک چوٹ لگی کسی ناز آفرین نے یاد آکر دلمین ایک تڑپا دینے والی چٹکی لی

آنسو بھر آئے - اور قصۂ ہجران بیان کرنے والی زبان سے ایک آہ فلک دوز نکل گئی - ہان یہ اور بات ہے کہ قدردانان حسن اور دلدادگان یار کو اس بیتابی مین بھی مزہ ملتا ہو - خیر - چاہے رنج ہوا ہو یا راحت - درد اُٹھا ہو یا مزہ ملا ہو مگر کسی ظالم نے مصرع قیامت کا کہا ہے - ہائے "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری" آہ اس "کسے" نے مار ڈالا - کون ؟ جانے بھی دو - کوئی ہوگا - لیکن یہ یاد اس بلا کی ہے کہ ٹالے نہین ٹلتی - ہزار دل کو اور طرف متوجہ کرو - طبیعت کو دوسری باتون مین بہلاؤ مگر ایک پیارا خوشنما پھول اُنھین نہین یاد دلاتا جو ہمارے دہیان بٹانے سے نہ یاد آتے ہون -

پھول حسن نکو کی ایک قدرتی دلفریب تصویر ہے - نرگسین آنکھین - گلابی رخسارے نازک ہونٹھ پیچیدہ زلفین - اور پھر ایک شگفتگی کے قریب پہونچی ہوئی حسن کی مجموعی بے تکلف اور سادی حالت باغ کی مختلف دلفریبیون کا مجموعہ ہے - اور سب پر زیادہ لطف - یا بیتاب عاشقون کے مذاق مین غضب - یہ کہ پھول مین بُو ایک ویسی ہی چیز ہے - جیسی عشوہ فروشون کے حسن دلربا مین ادا - اب غور کرنے کی یہ جگہ ہے کہ حسینون نے اپنے حسن وجمال کے تمام جزئی کرشمون کی طرف سے دلربائی اور برق افگنی کا چارج کسے دیا ہے - کون نہین جانتا کہ ادا ہی وہ چیز ہے جو سنگدل نازنینون کی جورپیشہ ئے نمونے دکھا دکھا کے کلیجون مین ناسور ڈالتی رہتی ہے - پھر یہ پیارا پیارا پھول بیتاب کیون نہ کردے - کیونکہ نازک اور شگفتہ رخسارون کے ہمرنگ ہونے کے علاوہ ایک قسم کی خوشبو بھی رکھتا ہے جو کسی کی ادا سے ملتی ہوئی چیز ہے -

پھول تو یہان برائے نام کہدیا گیا ہے - یا یون کہیے کہ توضیح کے لیے ایک خوشنما چیز مستعار مین سے چھانٹ لی گئی - ورنہ جس کو دیکھ کے کوئی یاد آجائے وہی پھول ہے - جو لوگ کسی کے خیال مین غرق ہوگئے ہین اُنکی خیالی آنکھین ہر چیز کو اُسی کا جلوہ گاہ سمجھتی ہین جسکے خیال نے اُن پر ایک محویت طاری کردی - اُن کا تو مذہب ہے "ع ہر چہ آید در نظر دانم توئی" توئی سے کیا مطلب ؟ اس کا فیصلہ ہر شخص اپنے مذاق کے موافق کرلیتا ہے - صوفیۂ صافیہ اگر پھول کو مظہر خالق سمجھ کے بیتاب ہوجاتے ہین تو یار کی پیکر تصور باندھنے والے صنم پرست روے جانان کو یاد کرتے ہین اور کلیجا ہاتھون سے تھام لیتے ہین - ہر شخص کو وہی لطف ملتا ہے جو اُسکے مذاق کا ہے - پوچھیے

ہمین کیا لطف آیا - اپنی آرزون اور تمناؤن کے مفتیون سے پوچھ کے ہم بھی کہہ دینگے کہ یہی پھول کبھی باغ اسلام مین ایک کلی ہوکر ظاہر ہوا تھا - اور کچھ اس شگفتی پر تھا کہ اس قسم کے پھول تو آجتک سیکڑون شگفتہ ہوئے مگر وہ شگفتی اور تروتازگی پھر نہ نظر آئی - اُس مانے کی بسی ہوئی بو کا کچھ کچھ اثر اب تک ہمارے دماغ مین موجود ہی جس سے اس بو کو ملتا ہوا پاکر ہمین باغ اسلام کی وہ اگلی رونق یاد آگئی - اور اُسکے ساتھ تمام ترقیون اور شان وشوکت کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا - بس بیتاب ہوجانے یا وہ حالت یاد کرکے خوش ہو لینے کے لیے یہ ادنےٰ اشارہ کافی ہے -

واقعی یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی چیز کسی کو یاد دلا دیتی ہے اُس سے صدمے کے سوا کبھی خوشی نہین حاصل ہوتی مگر دل کو اُس کے ساتھ ایک قسم کا اُنس سا ہوجاتا ہی دیدار جانان نہین نصیب ہے تو تصویر یار کو نظر کس شوق سے دیکھتی ہی - اور جی چاہتا ہی کہ ہر وقت کلیجے سے لگائے رہیے - جن بدبختونکو تصویر بھی نہین نصیب ہے وہ خیالی تصویر یار کو گھڑی گھڑی اپنی مشتاق آنکھون کے سامنے پیش کرتے ہین - اور بیتاب دل کے لیے کیسا پیارا اور دلچسپ مشغلہ تیار کر لیتے ہین —

قدیمی شکستہ عمارتون کے حسرت ناک آثار چونکہ اپنے نامون کو یاد دلا دیتے ہین اور اولوالعزم لوگون کی ایک سچی اور صحیح تاریخ پیش کر دیتے ہین اسوجہ سے جب کبھی اُن مین جانے کا اتفاق ہوجاتا ہے پھر واپس آنے کو جی نہین چاہتا - خود بخود اسی بات کی کچھ ذہن سی بندھ جاتی ہی کہ چاہے جو کچھ ہو یہین سے ہو رہیے اور ان منہدم آثار کے ساتھ اپنے تئین بھی ایک حسرت کی یادگار بنا دیجیے - ویرانہ پسند طیور جنہین قدما سے محبت ہے اور جنکی عمر شکستہ کھنڈرون پر بیٹھ بیٹھ کے روتے گذر جاتی ہے - صحرا نشین زاہد جو اُجاڑ مقامون کی آباد کرنے مین اپنی عمر گذران دیا کرتے ہین دونون کو تمام دنیا کے موجودہ خود پسند امرا منحوس سمجھنے لگتے ہین سچ تو یون ہے کہ آثار قدما کو دیکھتے دیکھتے اُن کی نظرین اور اُن کی صورت کچھ اُنہین چیزون سے مانوس ہوگئی ہے جو کسی لوٹی ہوئی امید یا شکستہ آرزو سے تعلق رکھتی ہو ایک پرانے خیال کا آدمی تھا ڈکس ہندو (جس پر نئی تہذیب کا اثر نہین پڑا) ہندوستان کی سیر کی غرض سے ریل پر سوار ہوتا ہے - اُس مقدس زمین پر پہونچتا ہے جو

جمنا کے کنارے واقع ہے۔ جسے قدامت کی مذہبی تاریخ بندرابن کے نام سے یاد دلاتی آئی ہے۔ اُس مقام کو وہ شوق اور دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہان کی سینری مختلف قدرتی چیزون کو اپنے دامن مین لے کے نظر کے سامنے کر دیتی ہے۔ اُن چیزون کی ہسٹری مذہب بتاتا جاتا ہے۔ اور وہ خیالی اگلا گذشتہ سین اُسکی آنکھون مین پھر جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ سری کرشن جی کھڑے بنسی بجا رہے ہین۔ بنسی کی سہانی آواز چارون طرف کی فضا مین گونج رہی ہے۔ اور ایک بیاختگی و ارتعشہ فرحتگی کا سمان بندھا ہوا ہے۔ برج کی نازنین و پری جمال گوالنین اور عقیدت مند حور وش لڑکیان ہر سمت سے دوڑتی چلی آتی ہین۔

اور ایک محویت کے عالم مین وہ دلکش آواز سُن رہی ہین جسکو اعتقاد اور سرور بنائے دیتا ہے۔ مذہب کی تاریخ قدامت کی طرف اور زیادہ کھنچ لیجاتی ہے اور وہ سین نظر کے سامنے ہو جاتا ہے جہان مہاراجہ رامچندر جی اپنے بھائی لچھمن اور وفادار و عصمت شعار معشوقہ سیتا جی کے ساتھ چترکوٹ پہاڑ کے دامن مین کھڑے ہین۔ وہان کے سبزہ زار کی بہار اور پھولون کی تر و تازگی اُن کے درد آشنا دل پر اثر کر رہی ہے اور وجد مین آ آکر اپنی نازنین محبوبہ کو اشارے سے بتا بتا کے باغ قدرت کے حُسن فریب کا لطف یاد دلا رہے ہین۔ ایسے موقعون پر ہر ادنے اشارہ دیکھنے والے کے حق مین وہی پھول ہو جاتا ہے جسکی نسبت کوئی اگلا دقیقہ سنج کہہ گیا ہے

"اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری"

اس مضمون کو کوئی اور نازک خیال کس خوبصورتی سے ادا کر رہا ہے کہ سُنتے ہی بے اختیار وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ مُنہ سے "واہ" نکل جاتی ہے۔ ؎

گُل گفت کہ من مذہب دینی دارم — با روح رسول ہمنشینی دارم
رنگم چو محمد است و بویم چو علی — خُلق حسن و خوے حُسینی دارم

ایک پیارا پھول کسی سچے مسلمان کی نظر سے گذرا۔ مذہب کے جوش نے وہ دینی باتین یاد دلادین جو ہر وقت اُسکے خیال مین بسی رہتی ہین۔ اُسکے خیال کے کان سُننے لگے کہ وہ خوشنما پھول زبان حال سے کلمۂ توحید پڑھ رہا ہے۔ اور اس بات پر فخر کر رہا ہے کہ حضرت رسول علیہ السلام کو مین بالطبع مرغوب تھا۔

پھر اپنے رنگ - خلق - خو - بو ہر چیز کو دکھا کر گویا کسی دینی مقتدا کو یاد دلاتا ہے - حالانکہ ایک مسلمان کو اپنے اسلامی خیالات زندہ کرنے کے لیے کسی پھول کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہین - پھول تو گویا نازک خیال شاعر کی ایک قسم کی مزیدار آورد ہے - دراصل صحراے عرب کی تپتی ہوئی زمین - اُس کی بالو کے چمکتے ہوئے ذرّے - اُسکے ریگستانون کی جھاڑیون اور ببولون کے کانٹے سب اپنی جگہہ پر اُس قافلے کے یاد دلانے کے لیے کافی ہین جو دینی کشش سے وہان جمع ہوا تھا - اور مصر و شام - روم و عجم - افریقہ و ایشیا - اسپین و ہند کے تازہ اور سراپا نزہت سبزہ زار اُسی کی طرف روانہ ہوا تھا - ہماری قوم کو اُس مبارک ریگستان مین معمولاً آنے جانے والے قافلون کے اونٹون کے نقش قدم دیکھہ کر وہم کا ہو سکتا ہے کہ یہ نشان اُن اونٹون کے نہون جو اُس قدیم قافلے کو لیکے روانہ ہوئے تھے -

سب سے بڑا لطف یہ ہے کہ یہ پھول جو کوہ قاف کی پریون یعنے سرکیشیا کی سادگی پسند دوشیزہ لڑکیون کے حسن کی رونق بڑھاتا ہے - یوروپین لیڈیون کے نازک سرون اور ابھرتے ہوئے سینون پر خوشنمائی کے ساتھہ آراستہ کیا جاتا ہے - ہندوستان کی سبزہ اندام اور سراپا ناز و اندام مہ جبینون کے گورے گالون مین پڑتا ہے اور نازک اندام معشوقون کے بستر ناز پر بچھایا جاتا ہے - کبھی حور وشون کا زیور ہوتا ہے اور کبھی حسن پرستون کی طرف سے ابطہ نذر کے گلدستہ بنا کر نذر بارگاہ حسن ہوتا ہے اگر غور سے دیکھیے تو وہ پھول ایک ایسی چیز ہے جو دنیا کے سارے اختلاف دفع کر کے اور باہمی جنگ و جدل کو مٹا کے سب قومون اور سب مذہبون کو ایک عمدہ خدا رسی کا مسئلہ یاد دلا کے ہم خیال بنا دیتا ہے - سعدی شیرازی کا یہ شعر ہمتون کی نظر سے گذرا ہوگا - ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

پھر جب پتیون کا یہ حال ہے تو پھول کسی قدر زیادہ فصاحت کے ساتھہ زبان حال سے وہ مضمون ادا کر رہا ہوگا جسکو درختون کے ہرے ہرے پتے ادا کرتے ہین - فرض کیجیے کہ ایک گلاب کا پھول آپ کے ہاتھہ مین ہے اور آپ اُسے غور سے دیکھہ رہے ہین - نکہت کسی کی اُٹھتی ہوئی جوانی کو یاد دلا رہی ہے - رنگ کسی کے چمکنے اور

گدگدے رخسارون کی تصویر ہے - بو اپنی دلکش کیفیت سے صاف بتا رہی ہے کہ کسی شوخ طبع کے ناز کا لطف اُڑا لائی ہے - نازک نازک پنکھڑیان کسی کے پتلے پتلے نازک اور مسکراتے ہوئے ہونٹھ ہین - پھر ان سب باتون کا تفصیلی حال دریافت کرنیکے بعد اُس قدرت کو خیال کرو جس نے ان سب باتون کو اس ایک چھوٹی سی چیز مین جمع کر دیا تو فوراً خیال اُس صناع مطلق کی طرف رجوع ہوگا جسکو سوا چند معدود لوگون کے ساری دنیا سب مذاہب اور کل قومین مانتی ہین -

وہ باسی پھول جو کسی کی پیاری گرونون مین کچل کچل کے مُرجھا گیا ہے - وہ پژمردہ کلیان جو کسی کی تربت پر پڑے پڑے خشک ہو گئی ہین - وہ پیراہن گل جسے ایک ہی جلد گذر جانے والی شب وصال نے کسی حور وش کا ملبوس خاص بنا کر ملکجا اور بے لطف کر دیا ہے - وہ صحن چمن مین بکھری ہوئی پنکھڑیان جو اپنی شگفتگی کی بہار دکھا کر حسرت نصیبی کے ساتھ زمین پر بکھر گئی ہین - وہ دماغ تر و تازہ کرنیوالی بوے گل جو ہماری آہ جگر خراش کیطرح چارون طرف ہوا مین منتشر ہو گئی ہو - یہ چیزین ایسی ہین کہ انہین دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہی "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری" سارے عالم کی خاک چھاننے کے بعد آؤ باغ اسلام کی کیفیت دیکھین یہ عجیب باغ ہی - اور اس کے حالات فی الحال بالکل ایک قسم کی مسترسی (دراز) معلوم ہوتے ہین - گذشتہ صدیون مین زمانے کو اسکی طرف خاص توجہ تھی - بڑی بڑی تصانیف اور ضخیم تواریخ مین اسکا تفصیلی حال لکھا ہوا ہے - اس پچھلے زمانے مین اہل اسلام کچھ ایسے سست ہو گئے ہین کہ رہتے تو اُسی باغ کی عمارتون مین ہین مگر اپنے سورونق باغ کو کبھی نظر اُٹھا کے نہین دیکھتے جب کبھی اُسکے حالات دریافت کرنے کو جی چاہتا ہی تو اگلون کی وہ تصانیف اُٹھا کے دیکھنے لگتے ہین جنمین اُنہون نے اس بار رونق باغ کا حال لکھا ہی - دل مین سمجھے ہوئے ہین کہ وہ باغ ابتک اُسی رونق پر ہی - حالانکہ اُن کی بے توجہی سے اُسکا وہ حال ہی کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے - یہ تو اپنے مطمئن ہین مگر ان کتابون مین اُس باغ کا نقشہ دیکھکے دو چار شخصون کے دلمین آئی کہ آؤ دیکھین جس باغ کی نزہت و تر و تازگی کا حال لکھا ہی خود وہ باغ کس بہار کا ہی - اس شوق نے اُنکی سستی دفع کر دی اور وہ اُٹھ کھڑے ہوئے - باہر نکل کر دیکھا

توجس عمارت مین تھے گو اندر نظر کو مانوس معلوم ہوتی تھی مگر باہر سے بالکل شکستہ اور قریب الانہدام ہے۔ دل پر ایک چوٹ تو ہمین لگی تھی آگے بڑھکے دیکھا تو دل کا کچھ اور ہی عالم ہوگیا۔ کایان شگفتہ ہوکے پھول ہوئین۔ خود وہ قوم جس کا باغ ہے وہ تو اُن پھولون سے ذرا بھی مستفید نہ ہوئی۔ ہان بادصبا کے جھونکے چلے۔ اُنکی بو کو اُڑا لے گئے۔ وہ بو اور قومون کے دماغ مین پہونچی جو فوراً جاگ اُٹھین۔ بو تو یون گئی باقی رہی اُن پھولون کی ظاہری صورت۔ اُس کا یہ عالم ہوا کہ اپنے قدردانون کی سرد مہری سے افسردہ و پژمردہ ہوگئین۔ شاخون پر صرف گلبن رہگئے اور پنکھڑیان مرجھا مرجھا کے گرین اور ادھر اُدھر بکھر گئین۔ وہ لوگ جو سیر کرنے گئے تھے مرجھائی اور ہر طرف بکھری ہوئی پنکھڑیون کو چارون طرف منتشر دیکھ رہے ہین اور ایک حسرت و اندوہ کے ساتھ کف افسوس مل رہے ہین۔ یہ حالت دیکھ کر دیر تک لوگ پچھتاتے رہے اور رو دیا کیے کہ ہائے اس باغ کی بہار اور رونق کے متعلق جو کچھ باتین قدما لکھ گئے ہین اُنمین سے ایک بھی نہ باقی رہی۔ آخر کار ان کے اندر تھے اور انہون نے یک بیک آہ کھینچ کر اُن افسردہ و منتشر پنکھڑیون کو محبت کی نظر سے دیکھا اور بے اختیار یہ مصرع اُن کی زبان سے نکلا "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری"

اے موجودہ زمانے کے وہ مسلمانو جن کو دنیا اسلام اور ترقی عرب کا وارث کہتی ہے کچھ سمجھتے بھی وہ پنکھڑیان کون ہین اور اُس بو سے کیا مراد ہے۔ وہ پھول اسلامی جماعتین تھین اور پنکھڑیان تم خود ہو۔ شیرازۂ اسلام ٹوٹ گیا۔ تم ادھر اُدھر بکھرے اور منتشر پڑے ہو۔ افسردگی تمہاری ہی صورت سے ظاہر ہے۔ خدا کرے آئینے مین خود تمہین بھی نظر آئے۔ یار صبا زمانہ ہے۔ اور بو تمہاری عمدہ خصلتین ہین جو تم سے نکل کے مغربی قومون مین پیدا ہوگئین۔ ہان جسطرح باسی پھولون مین ایک قسم کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے اوسی طرح تم مین بھی ایک حسرت کی بو ہے۔ جو چند بیدار ہونے والے شکستہ دل ہمدران قوم کے دماغ مین پہونچی ہے اور وہ تمہاری موجودہ حالت کو خیال کرکے صرف اپنا غم غلط کرنے کے لیے کہہ اُٹھے ہین "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری" افسوس تمہین کو دیکھ کر یہ مصرع زمانے کو یاد آیا ہے۔ اے ہمارے قومی باغ کے باسی پھولو! تم مین چاہے کسیقدر افسردگی ہو

اگر تم ہماری نظر کو ویسے ہی بھلے معلوم ہوتے ہو جس قدر کسی خوش قسمت کو ایک تر و تازہ پھول بھلا معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے لیے شمع سحر کے گل نہ ہوتا۔ گل ہی ہونا ہی تو رات رہے ہی سے گل ہونا کہ دوسری شمع روشن کرنے کا وقت باقی ہو۔

یہ پھول تو غفلت اور حسرت کی دوہری تاریکیوں مین شگفتہ ہوئے۔ ان کی بہار سے لطف اٹھانے کا کسی کو موقع نہ ملا۔ ہان اور کلیان شگفتہ ہون تو ان کی بہار دیکھ کے خوش ہون اے ہمدردان قوم قوس باغ کے باغبان تمہین ہو۔ اس اُجاڑ باغ کی اچھی طرح آبیاری کرو کہ یہ بے روپ پودے تر و تازہ ہو کر نئی کلیان لائین اور نئے پھول شگفتہ ہون۔

انجمن دار السلام

محمڈن نیشنل و النٹر فنڈ

الحمد للہ کہ یہ انجمن روز افزون ترقی کر رہی ہے۔ سب سے زیادہ جو بات ہماری امیدون کو زندہ کرتی ہے وہ قوم کی توجہ ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ دار السلام نے صرف لکھنؤ پر نہین ہندوستان کے ہر ہر حصے پر بہت بڑا اثر ڈالدیا۔ یہ انجمن اُس سچے دین کی خدمت پر آمادہ ہوئی ہو جزیرہ نماے عرب مین ظاہر ہوا تھا۔ اور جسکی برکتون سے آج دنیا کی ہر قوم کچھ نہ کچھ نفع ضرور اُٹھا رہی ہے۔ اُس دین کی موجودہ تنزل حالت دیکھ کر دار السلام کے ہر ہر ممبر کے دل پر ایک چوٹ لگی۔ وہ آنکھین جنہین تواریخ کے اسٹیج پر صدہا سال تک اسلام کی وقعت و شوکت اور جاہ و جلال کے حیرت انگیز نمونے نظر آتے رہے تھے یہ قومی بربادی اور دینی بے عزتی دیکھکر آنسو ڈبڈبا لائین۔

اے ہماری تباہی کے شریکو! اے ہمارے سرگردان اور نا امید بھائیو! تم نے اپنی مصیبتین اور اپنے سر پر نازل ہونے والی بلائین ابھی غور سے نہین دیکھی ہین اگر تم نے گہری بھر بھی غور کیا ہوتا تو ضرور تا کہ یا تم نے اب تک کچھ کر دکھایا ہوتا اور یا کسی غم نصیب کے گریبان کی طرح اب تک۔ تم گریبان زندگی چاک کر چکے ہوتے۔ مین وہ خیالات تمہین یاد دلاتا ہون جو میرے پُر درد دل مین ہین اور وہ آفتین تمہاری نظر کے سامنے پیش کیے دیتا ہون جو میری نظر کے سامنے پھر رہی ہین۔

وہ معمولی باتین تو تم روز سنا کرتے ہو جو اخبارات کی زبان پر ہین یعنی قوم عمدہ اخلاق

اور اپنے واجبی انسانی فرائض کو جنہین دین نے بھی فرض بتایا ہی چھوڑتی جاتی ہی۔ جھوٹ۔ فریب۔ بے ایمانی۔ بے حمیتی۔ اسراف۔ بے فکری۔ جہالت۔ نااتفاقی بے دینی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ الزام ہین جو روز تمہین دیے جاتے ہین اور تم سنتے رہتے ہو۔ مگر وہ تباہی و بربادی کے اصول جنہون نے یہ سب عیوب پیدا کر دیے ہین اُنکے تصریح کسی نے کم کی ہوگی۔ کوئی قوم جبتک کوئی سرگروہ نہو کسی خاص اصول کی پابند نہین رہ سکتی۔ ہمارے سرگروہ اور ہمارے مقتدا قدرتی طور پر علما ہین۔ اسلام نے اپنے حق پرست خادمون مین وہ آزادی پیدا کر دی ہی کہ تاوقتیکہ کوئی خاص قوت اُنہین ایک راہ پر نہ لگائے رہے وہ اپنی طبیعت سے کبھی اُس راہ کے ساتھ وابستہ نہ رہین گے۔ اسبات کو شاید ساری دنیا کے مذاہب تسلیم کرین گے کہ ہم دنیا مین آئے ہین اور صرف خدا پرستی کے لیے لہذا ہم کو اپنی زندگی مین ہر قدم پر دین و دنیا دونون باتون کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ صد شکر کہ دین کا کام پورے طور پر ہمارے علما کیے جاتے ہین مگر دنیا کا چاج بغیر اس کے کہ کسی کو اُسکے لیے نامزد کرتے اُنہون نے اپنے سر سے اُتار کے رکھدیا۔ دنیا مین صرف تین موقعون پر ہمین مجبوراً ان سے ملنا پڑتا ہے۔ جب ہم پیدا ہوتے ہین کوئی دینی بزرگ ہمارے کان مین آکے بانگ دیتا ہی۔ جب ہم جوان ہوتے ہین وہ ہمارا نکاح پڑھتا ہے اور جب مرتے ہین ہماری نماز پڑھاتا ہے۔ اگر علما ہماری دینی و دنیاوی دونون زندگیون سے تعلق رکھتے تو ہم خواہ مخواہ اپنی زندگی کی ہر مشکل مین اُن سے مدد لیتے۔ باقی رہے ہمارے دنیاوی قومی ہمدرد جنہین قوم پر تو نہین مگر قوم کے لفظ پر جان فدا کر دینے اور تمام مال و اسباب لٹا دینے کا دعوے ہے وہ دینی امور سے اس درجہ علیحدہ ہو گئے کہ ان سے ملتے ہمین ڈر لگتا ہی کہ کہین بدنام نہ ہو جائین اُن کا یہ عالم ہے کہ دینداری کو بالکل لغو سمجھ لیا ہے۔ بس اتنا چاہتے ہین کہ ایک مسلمان باپ کا نطفہ اور مسلمان ماں کی گود کی پلی ہوئی صورت۔ اور اسلامی خون کا پتلا چاہے نماز نہ پڑھی۔ روزے نہ رکھے۔ دین کی بحث و قعت نہ سمجھے۔ اصول مین معجزات انبیا کی علی رؤس الاشتہاد تحقیر کرے۔ قرآن پاک کو ایک انسانی ذہن کا نتیجہ تصور کرے غرض جس قسم کی چاہے جرات کر بیٹھے۔ مگر پیر سٹر ضرور ہو

بی اے کی ڈگری جسطرح ممکن ہو حاصل کرے۔ اُنکے نزدیک موجودہ تعلیم بشرکت دین نہین ہوسکتی۔ دعوے ہے کہ یونیورسٹی کی ڈگریان اُس صورت مین طالب علمونکو مل ہی نہین سکتین جب انگریزی کے ساتھ دین کی تعلیم بھی دلائی جائے۔ اس خیال کا گروہ ہمارے برگزیدہ دین کے لیے ایک بلائے بے درمان ہے۔ مگر حضرات کسدرجہ منوس کا مقام ہے کہ مشتری جماعت کے اسکول انگریزی ڈگریون کے ساتھ ہمارے بچون کو اپنا دین تو سکھا سکتے ہین (جیسا کہ تجربہ بتاتا ہے) اور ہم اپنے دین کو جسکی آدہی تعلیم مان کی گود مین ہوجاتی ہے نہین سکھا سکتے۔

ایک طرف ہندوستان نے خصوص مسلمانون مین ایک مسخرون کی جماعت تیار کردی ہے جو ہماری بدنصیبی سے ذاتی حملے کرتی رہتی ہے۔ نہ اُسکو دین سے غرض نہ دنیا سے غرض وہ اپنی مسخرگی کے انعام مین قوم کا وہ روپیہ کھینچے لیتی ہے جسے مفید اور نتیجہ خیز کامون مین صرف ہونا چاہیے تھا۔

ایسے نازک وقت مین انجمن دار السلام نے قومی اغراض پوری کرنیکی کوشش شروع کی ہے۔ دار السلام کو کسی سے کوئی غرض نہین۔ وہ اپنا کام خالصۃً توجہ اللہ کررہی ہے۔ اور بھی سبب ہے کہ خدا اُسے کامیاب کرتا جاتا ہے۔ دار السلام نے ایک لیبریری کھولی جسمین اسوقت کچھ اوپر بارہ سو جلدین صرف قیمتی اور نایاب کتابون کی فراہم ہوچکی ہین۔ دار السلام نے شیعہ وسنی کے اختلافات دفع کرکے دونون کو ہم زبان بنانا چاہا الحمد للہ کہ اس بارے مین بھی وہ کامیاب ہوئی۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ یہان کے شیعہ وسنی شیر وشکر ہوگئے ہین۔ دار السلام کو کسی اخبار کی ضرورت ہوئی کہ جلد جلد اپنی کارروائیان پبلک پر ظاہر کرتی رہے اس امر مین اسے اسدرجہ کامیابی ہوئی کہ جسکل کسی کو نصیب ہوسکتی ہے۔ روزانہ اخبار انجمن کو ملگیا اور غالباً ماہ جولائی مین وہ انجمن کا ہوجائیگا اور انجمن دار السلام اپنی زیر نگرانی اور نیز اپنی طرف سے اُسے شایع کرے گی۔ ہم اپنے ناظرین کو متوجہ کرتے ہین کہ اگر اُنہین دار السلام کی کارروائیان دیکھنے کا شوق ہے تو روزانہ اخبار ملاحظہ کیا کرین۔ یہ اخبار روز نکلتا ہے اور علاوہ محصولڈاک صرف چھ روپے سالانہ قیمت ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہین کہ مضامین اور چھپائی دونون حیثیتون سے اب روزانہ اخبار دیکھنے کے قابل ہوگا

انجمن دار السلام تعلیم مسلمانان کے لیے والنٹیر فنڈ کی بنا ڈالی - اور ایک رئیس وشریف ممبر انجمن گدایانہ صورت بنا کے کھڑا ہوگیا جسکا یہ اثر ہوا کہ ہر مقام اور ہر شہر مین اسکی بنا پڑگئی اور ہمارے والنٹیر کے ہم وضع لوگ ہر مقام پر پیدا ہوگئے - پانسو سے کچھہ زیادہ روپیہ فراہم ہوچکا ہی - ہندوستان سے امید ہی کہ اس کار خیر مین روز افزون ترقی دکھائیگا - رسیدین اب روزانہ اخبار شائع کریگا - کیونکہ وہ انجمن ہی کا اخبار ہی - اے اہل اسلام آپ پوری توجہ کرین کہ اس کام مین آپ کے متوجہ ہونیکی سخت ضرورت ہی - یہ آپ کا کام ہے اور آپ ہی کے کیے ہوگا - بس اب آپ کو چاہیے کہ اپنی جوش کو حرکت مین لائین اور وہ سرگرمی دکھائین جسکی ضرورت ہے -

---

صاحبو!

ہم بہت گھبرائے تھے کہ پبلک کا قرض ہمپر اُس مقدار سے زیادہ بڑھگیا جسقدر ہمارا قرض معزز ناظرین دلگداز پر ہی - الحمد للہ کہ خدا نے ہمارا قرض ادا کروادیا - اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ دلگداز کبھی آپ کا قرضدار نہ رہیگا - دلگداز اُس لئی اور بے سرمائگی کی حالت پر نہین ہے کہ کسی وقت اُس کی اشاعت خدانخواستہ ایڈیٹر کے امکان سے باہر ہوجائے - اگر آپ کا خادم مہتمم دلگداز اندنون اشاعت دلگداز سے غافل ہوگیا تو وہ دوسری طرح پر آپ کی خدمت کررہا تھا - وہ آپ کی مبارک انجمن دار السلام کی ترقی مین کوشان تھا - دار السلام چونکہ ایک ایسی انجمن ہے جو قوم کو یقیناً بہت کچھہ ترقی دلاسکے گی اسلیے اگر آپ کا ادنے خادم مہتمم دلگداز چند روز کے لیے دلگداز کو چھوڑ کر اُسکی جانب متوجہ ہوگیا تو یقیناً آپ اُسے معذور رکھین گے - مگر اس زمانے کی ندامت نے اُسی اسدرجہ عبرتناک کردیا ہے کہ کوئی تعجب نہین اگر وہ آیندہ ہر نمبر ٹھیک تاریخ اشاعت پر شایع کردے - یہ تو معذرت تھی اب عرض یہ ہی کہ جسطرح دلگداز اپنی ذمہ اریون سے سبکدوش ہوا اُسی طرح آپ بھی جو کچھہ روپیہ آپ کے ذمہ باقی ہو اُسکو بواپسی ڈاک ارسال فرمائین - دلگداز آپ سے کبھی تقاضا نہین کرتا - امید ہے کہ اب جو اُس نے کیا ہی اُسکو آپ معمولی نظر سے نہ دیکھین گے -

دمشق

یہ بہت قدیم شہر ہے۔ مورخین کے نزدیک سب سے پہلے اور پرانے شہرون مین شمار کیا گیا ہے۔ آٹھ میل کے دور مین آباد ہے۔ اور سطح بحر سے دو ہزار تین سو چوالیس قدم بلندی پر واقع ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ عوص بن آرام نے جو حضرت نوح علیہ السلام کے چند ہی روز بعد ہوا اُسنے اِس شہر کو پہلے پہل آباد کیا۔ اِس شہر کو آباد ہوے چار ہزار اکیس برس گذرے۔ اگر قدامت کی طرف نظر دوڑائیے تو یہ شہر قدیم نامورون اور گذشتہ بہادرون کا بہت بڑا معرکہ گاہ نظر آئیگا۔ وہ تختہ زمین جس پر یہ شہر آباد ہے خدا جانے کیسے کیسے صدمات عظیم اٹھا چکا ہے۔ واقعی شہر دمشق نے زمانے کی بہت مار کھائی۔ اور متلون مزاج زمانے کی سرد مہریون سے خدا جانے کن کن قومون کے سانچے مین ڈھلتا رہا۔ شاہان بابل و فارس مستولی ہوئے اور چار سو برس تک اُن کی تلوار کے نیچے سر اطاعت جھکائے رہا۔ یونانیون نے فتح کیا اور ڈیڑھ سو برس تک اسنے اُن کے ساتھ بھی نباہ دی۔ زمانے نے جب یونانیون کی حکومت کا ورق اُلٹا دمشق پر رومیون کا قبضہ ہوگیا۔ ساڑھے سات سو برس تک رومیون نے حکومت کی۔ آخر تقدیر نے اسے اُن کے قبضے سے نکالا۔ اور فاتحان عرب کے سپرد کر دیا۔ ساڑھے چار سو برس تک اُنھون نے بھی اسپر حکمرانی کر کے اپنی آرزو پوری کر لی۔

تین سو تینتیس برس پیشتر سنہ عیسوی کے اسکندر اعظم نے دمشق پر حملہ کر کے فتح کر لیا تھا۔ سنہ ۵۴۰ عیسوی مین ایرانیون نے قبضہ کیا اور بالکل تباہ کر ڈالا۔ سنہ ۶۳۴ء مین اسلام نے قبضہ کیا۔ اور سنہ ۶۶۰ء مین خلافت بنی اُمیہ کا دار الخلافت قرار پایا۔ نوے برس سے کچھ زیادہ اُنکا زمانہ رہا اور اِن کے بعد یہ شہر دولت عباسیہ کا مطیع ہوگیا۔ جب مصر مین

بنو فاطمہ کی خلافت قائم ہوئی تب اُنکے قبضے مین آیا۔ وہ بھی آخر اپنے تئین نہ سنبھال سکے اور سلجوقی ترکون کا تصرف ہوگیا۔ اس زمانے مین کروسیڈ کی لڑائیان شروع ہوئین ایک بار ساتوین لوئیس اور شاہ جرمن نے ۱۱۴۷ء مین صلیبی جنڈا ہاتھ مین لیکر محاصرہ کیا اور پسپا ہوئے۔ پھر دوبارہ عیسائیون نے ۱۱۵۳ء مین صلیب اُٹھائی اور دوسرا محاصرہ کیا اب بھی شکست کھائی۔ پندرہوین صدی عیسوی کی ابتدا مین تیمور نے قبضہ کرکے تباہ و برباد کرڈالا۔ اور مملوکون کے سپرد کردیا جو سوریہ کے مالک تھے تین سو برس تک اُن کا مرکز سلطنت رہا۔ آخر ۱۵۱۶ء مین سلطان سلیم اول نے قبضہ کیا۔ اور وہ مبارک نسل حکمران ہوئی جو آجتک حکومت کر رہی ہے۔

مگر دمشق کی عظمت کا وہی زمانہ تھا جو تقریباً ایک صدی تک خلفاے بنی امیہ کا دار الخلافت رہنے کی حالت مین گذرا۔ گو بغداد کو سات سو برس تک دولت عباسیہ نے ترقی کا زیور پہنایا مگر جو نسبت بغداد کو ان کے ساتھ تھی وہی نسبت دمشق کو دولت اُمیہ کے ساتھ تھی۔ یہ سو برس جو بڑی شان و شوکت اور رعب و داب کے ساتھ گذرے ایسے نہ تھے کہ دمشق کی رونق مین کوئی کمی رہگئی ہو۔ فرق اتنا ہی کہ دولت عباسیہ نے بغداد کو خود ہی آباد کیا اور دمشق بہادران اسلام کی تلوارون سے فتح کیا گیا تھا۔ اسلام دمشق کو کبھی نہین بھول سکتا۔ یہی وہ شہر ہے جسکی فتح کے ساتھ اسلام کی پہلی پُر زور اور راشدہ خلافت نے بہت بڑا پلٹا کھایا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پہلا فتح کیا ہوا شہر یہی دمشق ہی۔ اور فاروقی سطوت و رعب و داب کا پہلا نمونہ دمشق ہی کی دیوارون مین ظاہر ہوا تھا۔ ابو عبیدہ بن الجراح سے سیف اللہ خالد بن ولید نے امیر العسکری کا چارج اسی شہر مین لیا تھا۔

افسوس! دمشق وہ شہر ہی جس پر اسلام نے بہت سی قیمتی جانین چڑھا دی تھین اور جسکی شہر پناہ کے نیچے بڑے بڑے بہادران اسلام نے اپنا خون بہا دیا۔ گھڑی بھر کو آپ اپنے تئین اُس قدیم زمانے مین پہونچا دیجیے۔ دیکھیے ٹامس + کی سرکردگی مین فوج اسلام مین ایک تغولیش پیدا کردی ہے۔ ام ابان کے شوہر شہید ہوگئے ہین

+ جسے عربی مورخین توما لکھتے ہین۔ مسلمان اہل تاریخ کا دعوے ہے کہ توما ہرقلوس قیصر روم کا داماد تھا۔ مگر یورپ کے مورخ انکار کرتے ہین۔

اور وہ اُن کی لاش سے لپٹی ہوئی کہہ رہی ہین "پیارے شوہر۔ تم مبارک ہو بہت مبارک۔ تم اپنے خدا کے پاس پہونچ گئے جس نے پہلے ہم دونون کو ملایا تہا اور اب جدا کر دیا۔ مین تمہاری موت کا بدلہ لونگی۔ اور جہان تم ہو وہان تک پہونچنے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دون گی۔ کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے۔ اب اِس وقت سے کبہی کوئی مجھے ہاتھ نہ لگائے گا۔ کیونکہ مین نے اپنے تئین خدا کی نذر کر دیا ہے" یہ کہکے ام ابان نے اپنے شوہر کو دفن کیا ہے۔ تیر کمان ہاتھ مین لیکے نکلی ہین۔ پہلا تیر طلیب بردار دمشق کے سینے پر پڑا ہے اور دوسرا تامس کی داہنی آنکہہ مین۔ اور تامس درد سے روتا ہوا بھاگا ہے۔

یہ تو معلوم ہوا کہ مسلمانون نے کس جانفشانی سے دمشق کو لیا تہا۔ رہا یہ امر کہ اسلام نے اِس شہر پر کیا رنگ چڑہایا اور اسکو کس درجہ ترقی دلائی اسکا حال ہمارے معزز کرم فرما اور لائق دوست جناب مولوی محمد خلیل احمد صاحب مدرس فارسی مدرسۃ العلوم علیگڈھ کالج سے سُنیئے اُنہون نے سلسلہ وار لکہنے کا وعدہ کیا ہے:۔

اے دمشق تیرے قدرتی منظرون اور دلفریب فضاؤن نے سیاحون کی نظرون کو خیرہ کر دیا ہے۔ ابتک تیرے آثار قدیمی فیاضیون کے زندہ یادگار باقی ہین۔ تمام دنیا کے معمور شہر جن کو اپنے بانیون پر بڑا ناز تہا تجھکو ہمیشہ نگاہ رشک سے دیکھا کیے۔ اُنہین انسانی آراستگیون کا ناکامی پر خاتمہ ہو چکا۔ لیکن تیرے مزاج تعمیر مین قدرت کے بے بہا عطیے ابتک محفوظ ہین۔ بنی امیہ تیرے جگر گوشے جب تجھسے وداع ہوئے تو تو نے اُنکی سرشت مین اپنی لطافت ہوا سے ایک ایسی تیز قدمی کرنے والی اولوالعزمی پیدا کر دی تہی کہ اُنہون نے برافریقہ مین گھوم کر اندلس کے دلفزا میدانون کو اپنا بالین استراحت بنا لیا۔ تیرے قریب بغداد کیطرح کسی دریائی سیلاب کا خطرہ نہین ہے۔ بلکہ تیرے لبریز پاکیزہ چشمے مودبانہ خرام سے تیرا ادب کرتے ہین۔ نہ تجھکو برفارس سے مجاورت تہی کہ زمانہ کے قزاق نسل انسانی کے برباد کرنے والے لوہے سے تیری عزیز الوجود مہمانون اور حامیون کی ہڈیون کو ریزہ ریزہ کرتی سمرقند۔ شیراز۔ غرناطہ کو اپنی تیر گاہون

† دیکھو گبن کی ہسٹری آف گلائن اینڈ فال آف رومن امپائر۔

اور روح افزا سبزہ زارون سے تمام دنیا پر ناز ہے۔ لیکن تیر الگا یا ہو غوطہ اُنکے سامنے ایسی مفتخر مثال پیش کرتا ہے جس سے سبکو سر جھکانا پڑتا ہے۔ تو بتا تو سہی کہ تجھ مین وہ کیا کیا بدیع المثال نیرنگیان تھین جنکو تیرے مورخ نے مکمل جلدون مین ترتیب دیا۔ اِس شہر کی عمر جسکا عنوان آپ نے ملاحظہ کیا بہت دراز ہے۔ اسکے حالات مین عجیب دلچسپی ہے۔ ہر زمانہ کے سیاحون کے لیے وہ نہایت دلکش ہین اور جب مختلف زمانہ کے حالات ہمارے خیالات کے سامنے پیش ہوتے ہین تو اُنکی دلکشی ہزار چند ہوجاتی ہے۔ لیکن افسوس زمانہ کی رگڑ سے ہمارے جذبات اسلامی اور قومی مضمحل ہوگئے ہین۔ لیکن تاہم ہماری انجمنون مین اگر اس قسم کے تذکرون کی تکرار رہے تو طبیعتین اُنسے مالوف ہوکر کچھ نہ کچھ بدل یا تحلل حاصل کرہی لیا کرین لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر اندلسی کے سفرنامے سے اس شہر کے بعض حالات التقاط کرکے نقل طبع کیے جائین۔ یہ شخص اندلس کا رہنے والا بڑا ذی رتبہ تاریخی نامور ہے۔ جمعرات کے روز ۸۔ شوال ۵۷۸ھ مین حج کے ارادہ سے شہر غرناطہ سے چلا اور مصر ہوتا ہوا عراق اور شام کے راستہ سے گذر کر ۱۲۔ محرم ۵۸۰ھ کو اپنے وطن مین پہونچا۔ وہ لکھتا ہے دمشق ممالک شرقیہ مین گویا فردوس ہے۔ مشرقی حسن و جمال کا آفتاب وہانسے طلوع ہوتا ہے یہ اُن تمام شہرون مین بمنزلہ عروس کے ہے جن پر اثنا سیاحت مین میرا گذر ہوا۔ اگر شگفتہ پہلون پر نظر ڈالیے تو گویا دمشق کے دوش پر ہفت رنگ حلے پڑے ہوئے ہین۔ اور اگر اُسکے باغون کی نضارت اور تازگی کو دیکھیے تو جابجا سندسی حلون کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اِسکی سنگین چٹانین گذرنے والون سے پکار کے کہتی ہین کہ "آئیے دیکھیے کیسا خوشگوار شیرین پانی ہے"۔ دمشق کے لیے بڑا مایۂ ناز یہ بھی ہے کہ ایزد ذوالجلال نے اسکی ایک بلندی کو حضرت مسیح اور مریم بتول کے لیے قرارگاہ بنایا۔ باغ اُسکو ایسا حلقہ کیے ہوئے ہین جیسے ماہ کو ہالہ۔ اُسکے شرقی جانب ایک نہایت وسیع میدان مدبصر تک سبز رنگ ہے۔ جس طرف نگاہ گردش کرتی ہے اُس میدان کی سبزی نگاہ کے لیے زنجیر پا ہوجاتی ہے۔ بیشک لوگون کا یہ قول سراپا صداقت ہے کہ "اگر فردوس روے زمین پر ہے تو وہ خطۂ دمشق ہے" اور اگر آسمان پر ہے تو اِس خطہ کے محاذی ضرور ہی ہے۔

منجملہ اور یادگارون کے وہان ایک مسجد جامع ہے - خوبی تعمیر - استحکام بنا - دلکشی نقش و نگار کے لحاظ سے وہ تمام اسلامی دنیا کی جامع مسجدون مین یکتا ہے علاوہ اور صناعیون کے ایک یہ امر بھی اُسمین عجیب ہے کہ مکڑیان اسمین جالا نہین لگا سکتین - خلیفہ ولید بن عبد الملک نے اسکو تعمیر کیا ہے - جب خلیفہ نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو شہنشاہ قسطنطنیہ کو ایک فرمان واجب الاذعان بھیجا کہ فوراً بارہ ہزار صناع اپنے ملک کے منتخب کرکے روانہ کرے اور درصورت توقف اُسکے پاداش کا منتظر رہے چار و ناچار بعد کچھ خط و کتابت کے پادشاہ کو اسکی تعمیل کرنا پڑی اور اس ساز و سامان سے اسکا آغاز ہوا کہ شوکت اموی نے کوئی گوشہ تلاش کا اُسکی تکمیل مین نہین چھوڑا اُسکی تمام دیوارون پر ایک قسم کے سونے سے (جسکا نام فسیفسا ہے) زرین پتھر جڑ گئے اور اعوان رنگارنگ سے جو سونا ملاکر طیار کیے گئے تھے اُن پر بیل بوٹے بنائے گئے ان پتھرون کے ساتھ ملکر اُس مین ایسی زیبا رنگی پیدا ہوگئی کہ زبان اُسکے بیان سے قاصر ہے اُنکی تابش اور درخشانی سے نگاہ جم نہین سکتی - ابن المغلے اسدی نے ایک مستقل رسالہ اس مسجد کے حالات مین لکھا ہے کہ اس مسجد مین ۲۴ کرور ۲۴ لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہین - باقی آیندہ -

لالۂ خودرو

ایک خستہ جگر اپنے سفر عشق کے ولولے مین ڈھاک کے جنگل سے نکل کے کسی نہایت نظر فریب سبزہ زار مین پہونچا ہے - شام کا وقت ہے - آفتاب غروب ہو رہا ہے اور قدرت کے جذبات اُبھرتے آتے ہین - یہ عالم ہے کہ جدہر نظر جاتی ہے ع کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست ، مگر یہ حرمان نصیب کسی طرف نہین متوجہ ہوتا - اپنے معمولی جنون کی دھن مین قدم بڑھائے چلا جاتا ہے - ناگہان لہلہاتے ہوئے سبزہ زار کی خوشگوار سبزی مین ایک نفریب سرخی نظر آئی اور مسافر کا قدم رُک گیا - یہ ایک سرخ لالے کا پھول تھا - اسکی دلکش خوشنمائی شام کی دھندلی روشنی مین اسدرجہ بھلی معلوم ہوئی کہ ہمارا منچلا صحرا نورد آگے نہ بڑھ سکا - غور سے اُس پھول کو دیکھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے بیٹھ گیا - کہ اُس خس کے چھوٹے سے رسالے کا خوب مطالعہ کرلین تو آگے بڑھین - یہ پھول نہ تھا اس کی

ہر سنگھڑی حسن دلربا کی ایک سچی تصویر تھی یا کتاب حسن کے ایک ورق کا حکم رکھتی تھی
اب مسافر کے خیالات کا اندازہ کون کرے۔ اسے تو خدا جانے کیا کیا یاد آگیا ہوگا۔
خیال کبھی کسی کے رخسارون۔ کبھی لب لعلین۔ کبھی دست حنائی اور کبھی کسی کے گلنار
دوپٹے کیطرف جاتا ہوگا جس بات پر ہمین غور کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس صحرا نورد کا ایسا جہاندیدہ
شخص جسکو کسی کا پیار اخیال نہین معلوم کدھر کینچے لیے جاتا تھا اس ایک پھول مین کیا
بات تھی کہ چلتے چلتے رک گیا۔ دنیا کے خدا جانے کیسے کیسے سرسبز اور شاداب باغ۔ کس
کس غضب کے سراپا بہار اور نوشگفتہ پھول اُنکی نظر سے گذرے ہونگے۔ مگر کوئی
اس کے دل پر وہ اثر نہ ڈال سکا جو اس ایک خودرو اور صحرائی پھول سے پڑ گیا!
اگر بار کے گلابی دوپٹے کو اس پھول نے یاد دلایا تو کون سی نئی بات ہوئی؟ سارا دامن
صحرا کسی کے دھانی دوپٹے کے آنچل پیش نظر کیے دیتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جس چیز کی آبیاری قدرت کرتی ہے۔ اور جس چہرے مین نیچر کی مشاطہ کا
سحر آفرین ہاتھ لگ جاتا ہو اُس کے جذبات اسدرجہ بڑھ جاتے ہین کہ دیکھتے ہی دل یک
بیک ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ دنیا ہر پہلو سے اس امر کا تجربہ کرا رہی ہو کہ انسانی تکلفات
اپنی صناعیون سے چاہے جسقدر رکشمے دکھائین مگر قدرت کی ایک ادنے سی کاریگری اپنی
سادگی کا تماشا دکھا کر سارے کرشمون کو خاک مین ملا دیتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جہان سے
خالقیت اور مخلوقیت کا نازک اور واجب التسلیم مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے۔

اُن صحراؤن اور غیر آباد مرغزارون کو دیکھو جن کے قدرتی رنگ مین رنگے ہوئے دامن
پر کسی کے نقش قدم کا دھبا بھی نہین پڑا ہے اگرچہ کوئی لطف اُٹھانے والا نہین مگر کس
قیامت کی بہار دکھا رہے ہین۔ عام خیالات کی بنا پر پریان۔ مذہبی معتقدات مین فرشتے
اور ایک جا نکلنے والے کی نظر مین صرف آزاد طیور چہچہا چہچہا کے اُڑتے پھرتے ہین۔ اچھوتے
اور پاک چشمے خوشنمائی کے ساتھ جاری ہین۔ اور چارون طرف باغبان قدرت کے ہاتھ کے
لگائے ہوئے خودرو پیڑون نے ہری ہری زمین پر رنگ برنگ کی گلکاریان کی ہین۔
یہ سمان آج تک زمین کے اُن ٹکڑون پر جنہین ہمارے تکلفات نے بھدا بنا ڈالا ہے
کسی کو نہ نظر آیا ہوگا۔ ہائے وہ بے تکلفی کہان کہ جو چیز ہو اپنے مقام پر آزاد ہو۔ چڑیان
ہین تو جہان چاہتی ہین بیٹھ کے دو تانین اُڑا لیتی ہین۔ نہرین ہین تو جدھر دلمیں آتا ہے

مرجاتی ہین - درخت ہین تو جہان مناسب سمجھتے ہین اُگ آتے ہین - پہولون سے جب تک بنتا ہے اپنی ہنسی کو روکتے ہین - جب جی چاہتا ہی کھلکھلا پڑتے ہین - پھر آپ ہی جب وقت آجاتا ہے اور پہولون کو اپنا جانشین کرکے افسردگی کے ساتھ گر پڑتے ہین - لیکن اُنکی افسردگی سبزہ زار کے جان فزا سین پر کوئی اثر نہین ڈالتی صحرا کے آزاد و دلربا وَن (یعنی نازک نازک پہولون) کی یہ صحبت اسدرجہ نکھری اور بیغم ہے کہ نہ کسی کی افسردگی کا کسی کو ملال ہوتا ہے اور نہ کسی کی خوشی اور ناز فروشی پر کوئی اترا اُٹھتا ہی اگر کسی کو خوشی ہی تو اپنی اور غم ہے تو اپنا - یہ لطف بھلا وہان کہان نصیب جہان ہمارا انسانی باغبان نیچر کے اصول توڑ کر ادھر کے درخت اُدھر اور اُدھر کے درخت اِدھر لگاتا ہی جہان آزادی پر پہرے بٹہائے گئے ہین - اور جہان ایک ادنے بے تکلفی پر کاٹ چھانٹ کے فوجداری قانون پر عمل درآمد کیا جاتا ہے - ہائے وہان وہ لالۂ خودرو ہی نہین جو دل چہین لیا کرتا تہا -

ہمارے باغ جنہین کا ہر ہر پھول بڑی تناؤن سے دو چار روز کے لیے شگفتہ ہوا ہے لاکہہ بہار کا موسم آئے اور ہزار علم بنانات کے اصول برتے جائین اصل تو یون ہی کہ جب مقابلہ کیجیے تو یہی دل مین آتا ہی کہ سارے باغ کو لالۂ خودرو کے اُس ایک لفریب پہول پر قربان کر دیجیے جو بے کسی کی کوشش کے خود بخود کسی صحرا مین اُگ آیا ہی - باغ پر کیا منحصر ہے اپنی اور قدرت کی کاریگریون کا جب مقابلہ کیجیے گا اپنی صنعت کے دلکش نمونے پیکے نظر آنے لگین گے - شہرون کی عمارتین نظر سے ہر وقت گذرتی رہتی ہین - عالیشان محل اور مرتفع کوٹہیان اپنے مقام پر بڑی آن بان دکھا رہی ہین اور نہایت باشان و شوکت معلوم ہوتی ہین - مگر جب اُس ریگستانی سین کو دیکھیے جہان بالو کے خوشنما سفید سفید ٹیلے کوسون تک چلے گئے ہین - جنہین ہوا ہر وقت برابر کرتی رہتی ہی اور جسکی بے سیل سفیدی آسمان کے نیلگون رنگ کے نیچے دلفریب بہار دکھایا کرتی ہی تو اُن عمارتون سے دل ہٹ جاتا ہے اور جی بیاختیار یہی آتا ہی کہ بس یہین کے ہو رہیے - ان ٹیلون کے آس پاس رہنے مین سو طرح کی تکلیف ہی مگر قدرت نے اُنکی سادگی مین خدا جانے کیا دلکشی پیدا کر دی ہی کہ بادی النظر مین دل اِن سب سختیون اور تکلیفون کے گوارا کر لینے کا وعدہ کرتا ہی - کیون ؟ اسلیے کہ وہ اپنے اسٹیشن کے لالۂ خودرو ہین

دنیا مین سیکڑون دفعہ روشنی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہی۔ اور صرف معمولی طرز کی روشنی نہین۔ وہ روشنی جسے یورپ کی نئی جدتون نے بہت صاف اور پاکیزہ کردیا ہی مگر کبھی کسی کے خیال مین بھی گذرا ہی کہ آسمان کے جگمگاتے ہوئے تارون کی بہار کسی دنیاوی روشنی کے آگے ماند پڑسکتی ہے؟ ان تارون کی روشنی مین یہ بھی ہی کہ کوئی کم چمکتا ہی اور کوئی زیادہ۔ عشاق کے دلہاے سوزان یا کسی گلوے مصفا کے شکستہ ہار کے موتیونکی طرح بے ترتیب اور بکھرے بھی پڑے ہین مگر باوجود ان سب باتونکے انکا جھلملانا بھی ایسا بھلا معلوم ہوتا ہی کہ انکے ہوتے کسی قسم کی روشنی نظر مین نہین جچتی۔ اصل مین یہ تارے اگر غور سے دیکھیے تو ایک قسم کے لالۂ خودرو ہین۔ کیونکہ خاص قدرت کی کاریگری کا نمونہ ہین لالۂ خودرو کچھ وہ سرخ داغدار پھول ہی نہین ہی جس سے ہمارے شعرا عشاق کے دلون کی تشبیہ کا کام لیا کرتے ہین۔ مردہ چیز جسکو قدرت صرف اپنی فیاضی کا نمونہ بنائے۔ اور جو بنجر کے سانچے مین ڈھلکر احسان اور بے تکلفانہ سادگی کے ساتھ دنیا والون کی نظر کے سامنے پیش ہوجائے لالۂ خودرو ہے۔

یہ جہانتاب آفتاب یہ چودھوین کا چاند۔ یہ اندھیری راتون کے تارے۔ یہ نیلگون آسمان سچ پوچھیے تو اپنے اپنے محل پر سب لالۂ خودرو ہین۔ ان مین سے کون ہی جسکے مقابل مین دنیا باوجود یکہ اتنی دور تک بڑھ آئی اپنی کاریگری کا ایک نمونہ بھی پیش کرسکی ہو کھلی اور اونچی کوٹھیون مین جس کی ٹٹیون سے چھن چھن کر ہوا آتی ہی اور دل و دماغ تازہ کردیتی ہی۔ مگر یہ ہوا چونکہ انسانی حکمتون سے بنائی گئی ہے اسلیے اس مین وہ لطف نہین جو کسی سبزہ زار اور کھلے میدان مین نسیم سحر سے حاصل ہوا کرتا ہی۔ اس ہوا پر ہماری تدبیرون کا کچھ اثر نہین پڑا ہی۔ ہماری کثافتون سے بالکل پاک و صاف ہے سیدھی خدا کے پاس سے آتی ہے اور آزادی کے ساتھ کھلے اور وسیع صحراؤن مین خوش خرامیان کرنے لگتی ہے۔

ان سب باتون کو چھوڑکر حسن و عشق کی دنیا مین آیئے۔ اور حسن کے ان جلوہ گاہون کو دیکھیے جو زمانے کی آرزوؤن کو گہربائی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیا کرتے ہین۔ یہ تو ایک معمولی اور اکثر سنی ہوئی بات ہے کہ جو حسن دنیاوی تکلفون سے معرا ہوتا ہے اور جس چہرے کو ہماری صنعتون کے زیور آراستہ نہین کرنے پاتے ہین انکی فطری جذبات

اور قدرتی کششین بدرجہا بڑہی ہوئی ہین - ایک سونے کی ہیکل نے کبھی وہ لطف نہ دکھایا ہوگا جو چند خوشنما پھولون نے کسی کے پیارے اُبھرے ہوئے سینے پر شگفتہ ہوکر دکھادیا ہوگا - اور اگر اسطرف بھی توجہ نہ کی گئی اور پھولون کا زیور بھی حسن کے لیے باعث رونق نہ سمجھا گیا تو قدرتی سادے حسن کے جذبات کچھ اور بھی بڑہے ہوئے نظر آنے لگے - وہ ظالم صورت جو صرف سادگی کے زیور سے آراستہ کی گئی ہو اور جسکی آب و تاب مین کاریگری کی مشاطہ نے نہین دخل دیا ہے اُسکی نظر نازکی تیر عجب صفائی سے دلونپر بیٹھ جاتے ہین - ہاے یہی نشانہ ہو جو کبھی خطا نہین کرتا - ایک سادی صورت سادی اداؤن سادی لباس اور سادی وضع مین جسکو نیچر کے معلم نے چند فطری شوخیان سکھا کر بانکپن کی اداؤن مین مشاق بنا دیا ہو اور جوانی کا جوش ان سب چیزون کو اور لیے اُڑتا ہی جو دلفریبی اور دلربائی اُس مین ہو اور کسی تکلف پسند نازفروش مین نام کو نہین - حسن عموماً لالۂ خودرو ہے - اور یہی وجہ ہی کہ ہر حال مین کچھ نہ کچھ جذبات اُسمین ضرور موجود ہوتے ہین - مگر ہان یہ لطف اور زیادہ ہوگیا کہ اُسکی قدردانی بھی کی گئی تو قدرت کے مذاق کی پابندی مین - قدردانون نے قدرتو کی مگر اپنی تکلف پسند کاریگریون کا روغن نہین پھیرا -

مگر اُس حسن کی تاثیر دنیا بھر مین بیمثل و بے نظیر ہوتی ہی جسکی قدردانی کرنے والا بھی کوئی نہین - مبتلا اور اصلی لالۂ خودرو وہی حسن ہی جسے نیچر اور قدرت دونون نے نازنین بنا کے دنیا مین بھیجا ہے - مگر زمانے نے نازبردارون کو اُسکی طرف متوجہ نہونے دیا - اور یونہین بے توجہی اور بے پروائی کی گود مین پلکر اُس شگفتگی کے عالم کو پہونچگیا کہ لوگ کلیجا تھام تھام کے رہجاتے ہین - اُسکی نزاکت اور عالم فریب چلبلی صورت کو اچھوتا اور کورا رکھنے کے لیے قدرت نے بے پروائی کے ایسے کڑے پہرے بٹھادیے ہین کہ شکستہ دل اور خستہ جگر عشاق دور ہی سے دیکھتے ہین - نظر شوق کو اُسکی طرف لیجا کے حسرت سے واپس لاتے ہین - تڑپ تڑپ کے رہجاتے ہین مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ ہاتھ نہین لگا سکتے -

اگلے قصہ خوانون اور داستان گویون بلکہ مورخین کا بھی قاعدہ ہے کہ جب کسی حسن کو منتخب کرنا ہوتا ہی تو شاہی محلون اور وزارت و امارت کے ایوانون مین تلاش کرتے ہین

حسن کے اُس پھول کو کوئی نہین پوچھتا جو کسی غریب کے جھونپڑے اور کسی بدبخت کے ذلیل مکان مین شگفتہ ہوا ہی - حالانکہ یہ اکثر آزمائی ہوئی بات ہی کہ قدرت اپنی اعلیٰ درجہ کی بہار اور نیچر اپنی خاص فرمایشی صنعت اُنہین کم حیثیت مکانون مین ظاہر کرتا ہی جدہر کسی کو نظر لیجاتے بھی شرم آتی ہے -

دیکھو وہ سرکیشیا کی دوشیزہ لڑکی کس آزادی سے کوہ قاف کے دامنون مین پھر رہی ہے اور اسکے عالم فریب حسن پر قدرت نے کیسے غفلت کے پردے ڈالدیے ہین کہ کوئی پوچھتا ہی نہین - اُدھر ذرا تکلیف کرکے آنکھ اُٹھاؤ دیکھو وہ ایک ذلیل دہقان کی باعصمت لڑکی کن مشقت اور محنت کے کامون مین مصروف ہو رہی ہے - ان سخت کامون سے اُسکے ہاتھون کی نرمی اور نزاکت تشریف لیے جاتی ہی مگر نیچر کی مشاطہ اُسکے پیارے چہرے کو روز بروز زیادہ چمکاتی جاتی ہے اور جوبن ساعت بساعت زیادہ شگفتگی کے ساتھ اُبھرتے آتے ہین - ہاے قدرت اتنی بڑی دولت اور ایسی بے بہا چیز دیکے اُس پر ظلم کر رہی ہے -

ان سب کو جانے دو کبھی اُس پری چہرہ حور وش ذلیل پیشے والی نازنین کو دیکھا ہی جو اپنے اُسی ذلیل کام مین سرگرمی دکھاتی ہوئی نظر کے سامنے سے نکل جایا کرتی ہی؟ تم بیٹھے ہوے ہو اور وہ اپنی گردن جھکائے خاص تبسم نازکی ادا مین ظاہر کرتی محلہ بھر کی خاک چھانتی پھرتی ہی - اُسکا چہرہ یا قد - اُسکا روشن اور شباب کے نورانی رنگ مین رنگا ہوا انگین اور گورا چہرہ - اُسکی دلفریب مسکراہٹ - اُسکا کچھ کچھ اُبھرا ہوا سینہ - اُسکی روشن اور چمکتی ہوئی جبین ناز - اُسکی چلبلی اور شوخ آنکھون کے تیر - اُسکی پیاری پیاری دلربا ادائین - اُسکا جھوم جھوم کے چلنا - کون چیز ہے کہ انسان دیکھکے دل ہاتھون سے نہ کھو بیٹھے - مگر زمانے نے اُسے ایک ایسے مقام پر رکھا ہی کہ قدردانی کرنا درکنار کسی سے اتنا بھی نہین ہوتا کہ اُس غریب نازنین کا ہاتھ ہی بٹالے - لوگ مشتاق ہوتے ہین - دلون مین تمنائین پیدا ہوتی ہین - آرزوئین ہر ایک کو اُسکی طرف متوجہ کرتی ہین مگر قدرت نے اُسے کچھ ایسی حفاظت مین رکھا ہی کہ کسی کا ہاتھ اُس تک نہین پہونچ سکتا - وہ باغ حسن کی ایک لالۂ خودرو ہے - بظاہر اسباب قدرت اُس کے ساتھ دشمنی کر رہی ہے - دھوپ کی تپش مین اُسکا گورا اور نازک چہرہ سانولا ہو جاتا ہی

پھول کے ایسے پیارے پاؤن جو خدا جانے کس کے کسکے دلون کو سلتے ہوئے چلتے ہین بے روپ ہوتے جاتے ہین - نرم نرم ہاتھون کا گدگدا پن اُس ذلیل کام کی نذر ہوا جاتا ہے جس پر اُسکی کمائی منحصر ہے - الغرض اسکا سارا حسن خاک مین ملا جاتا ہے - سب تو لغو اور دل بہکانے والی باتین ہین اصل یون ہے کہ جو خوشنما چیز خود بخود قدرت کی کارگذاری سے پیدا ہو جاتی ہے اُسکے جذبات ساحرانہ اثر رکھتے ہین - کوئی چیز ہو پھول ہو - پھل ہو - درخت ہو - حسین ہو - جو ہو - اپنے مقام پر اور اپنی حیثیت سے قیامت کی تاثیر رکھتا ہے - اور ہم اُسکو لالۂ خودرو ہی کے لفظ سے تعبیر کرینگے -

اسلام بھی سچ پوچھیے تو ایک قسم کا لالۂ خودرو تھا جو اتنے جوش و خروش کے ساتھ ترقی کر گیا - ظہور اسلام کے زمانے مین عیسائی اپنے باہمی اختلافات مین پڑے ہوئے تھے - اور انکی نظرین اپنے اندرونی فسادات کی طرف متوجہ تھین - آتش پرستون کو قابل سلطنت کوئی بادشاہ نہ ملتا تھا - ایک بادشاہ تخت سے اُترتا تھا اور دوسرا بیٹھتا تھا - دو عورتین بیٹھین اور قتل کروائی گئین - ایسے وقت مین اسلام نے اس سرزمین سے ظہور کیا جہان کسی کا خیال بھی نہین جا سکتا تھا - اور نہ ان سلطنتون کو اُس طرف متوجہ ہونے کی فرصت تھی اسلام عرب ہی مین تدریجاً ترقی کرتا گیا اور ان طاقت ور سلطنتون کو خبر بھی نہ ہوئی -

بے شک اسلام نے ایک نہایت خوشنما اور معطر پھول کی طرح اس زمین مین ظہور کیا جہان نہ کسی قسم کے تکلفات تھے - نہ کسی کو اُدھر کا خوف ہو سکتا تھا - رومیون اور ایرانیون کی غفلت کے دامن اور ایک ریگستانی صحرا کی گود مین پیدا ہوا - اور تعجب یہ کہ جس زمین مین اُس پھول کا پودا اُگا اُسمین کانٹے دار درختون کی بھی بمشکل امید ہو سکتی تھی - ان باتون نے زمانے کو اُسکی طرف متوجہ ہونے دیا - اور صرف یمانی جوش اور دلی جذبات سے بخوبی شگفتہ ہو کر یک بیک اُس تر و تازگی کو پہونچا کہ جسکی نظیر پیش عاشق دلدادہ ہو گیا اسلام وہ قدرتی اور معجزنما جذبات ہی تھے جنھون نے ساری دنیا کو مشرق سے مغرب تک اپنی خوبیون کی طرف کھینچ لیا -

ہائے افسوس اب یہ پھول تھرجھایا جاتا ہے اور کسی کے بنائے کچھ نہین بنتی -

مسلمانو - اُٹھو - اس کمہلا جانے کے قریب پہونچے ہوئے پھول کی خبر لو - ورنہ یہ پھول جتنا خوشنما ہے اُسی قدر جلد افسردہ ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے -

تیر نظر

ایک نظر اور! قربان نگاہِ توشوم باز نگاہے! پہلی جادو بھری نظر نے بیتاب کر دیا۔ تڑپا دیا کلیجے مین ناسور ڈالدیا۔ کوئی بات اُٹھا نہین رکھی مگر خدا اس ظالم شوق سمجھے کہ پھر بھی زبان سے یہی نکلتا ہے "ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ۔ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا"۔ اور قیامت یہ کہ کسی نے وفا پسندی نہ سہی اپنے چلبلے پن ہی سے ایکبار چھوڑ سو دفعہ شوخ آنکھون سے دیکھا اور شرما کے نظر نیچی کر لی۔ لیکن ساعت بساعت یہی التجا ہے کہ خدا کے لیے ایکبار اور۔

آزادنش سکیش ساقیہ دریا دل کے دست نگر۔ عجب ذوق و شوق سے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہین۔ کبھی ساقیہ ماہوش کو شوق کی نظر سے گھورتے ہین اور کبھی سُرنگ کی بوتلون کو للچاتی ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اور شوخ طبع ہی جمال ساقیہ کا یہ عالم ہی کہ ترسا ترسا کے اور جھکا جھکا کے ایک ایک جرعہ عنایت کرتی ہی۔ غرضکہ آگ کسی طرح نہین بجھتی اور ہر طرف سے یہی آواز آ رہی ہی کہ "ایک جام اور" ایک ہی ایک جھکے پوری پوری بوتلین چڑھا گئے اور حرص اُسی حالت پر رہی۔ ایک پیاس ہے کہ کسی طرح بجھنے ہی کو نہین آتی۔

بس یہی عالم نگاہ ناز کے امیدوارون کا ہی۔ وہ پیاری صورت جو ہر وقت دلمین بسی رہتی ہی اور کبھی کبھی سامنا ہو جاتا ہی۔ چاہتے ہین کہ ایک نظر غلط انداز اور ڈالدے مگر اس ظالم نے گویا قسم کھالی ہی۔ شوخی اور شرم دونون ملکر ان رخسارون پر ایک پیاری مسکراہٹ پیدا کر دیتی ہین جن پر شباب کا نورانی روغن پھرا ہوا ہے چلبلاہٹ اسکے پہلو مین گدگدا دیتی ہی۔ اور بے اختیار گھبرا کے وہ گوشہ چشم سے ایک تیر مارتی ہی اور شرما کے نظر نیچی کر لیتی ہی۔ اسوقت گویا لمبی لمبی پلکین اور سینے مین پیوست ہو جانے والی شعاع نظر دل و جگر کی بیتابی کی کھجلی دفع کرنیکے لیے تڑپکے سہلا دیتی ہین اور آتش شوق تیز تر گرد کا مضمون ہو جاتا ہی۔ بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے "ہائے ایک بار پھر یونہین دیکھ لو"۔

نگاہ یار ہمیشہ تیر یا برق یا اسی قسم کی کوئی اور جگر دوز اور خانمان سوز چیز تصور کی گئی ہی

اور حقیقت مین ایسا ہی ہے - یہ کیا ہے کہ کسی جادوگاہ نے جاتے جاتے مڑکے دیکھا اور یہان کلیجا تھام کے بیٹھ گئے - کسی نے نظر ناز سے ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور گویا جان نکال لی - پھر سمجھ مین نہین آتا کہ دلہ پھر ایسی ایسی چوٹین کھانے پر بھی لوگ کیون اس ظالم اور جانستان نگاہ کے آرزومند رہتے ہین -

وہ آہنی تیر جو عرصۂ کارزار مین اُڑتے پھرتے ہین اور جو بہادرون کے پاس سے بہادرون ہی کی طرف پیام مرگ لے لے کے جایا کرتے ہین اُن کی آن بان اُنکا خوشنمائی کے ساتھ ٹوٹتے ہوئے تارون کی طرح آسمان کے نیچے اُڑنا اور ایک نورانی خط ڈال دینا ہی آنکھون کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے - مگر دلون کو اُنکی خوشنمائی کے ساتھ کوئی ایسا لگاؤ نہین ہو جاتا کہ بے اُنکی زیارت کیے رہا ہی نہ جائے - یہ نہین کہ عشق نے اُس درجہ بے خود کر دیا کہ چوٹ پر چوٹ کھاتے ہین - دل و جگر چاک چاک ہوئے جاتے ہین مگر زبان سے سوا اور کے بس کا لفظ نہین نکلتا -

اے پیارے تیر نظر! بتا تو سہی تجھ مین کیا بات ہے کہ تو چاہے کیسی ہی جانستان چٹکیان لے لیکن مشتاق آرزو اور تمنا کے ساتھ تجھے اپنی گود ہی مین بٹھا لیا کرتے ہین - تو جن جگر دوز تیورون سے جان لینے کے لیے بڑھتا ہی اُن سے عقلا کو ہمیشہ بچتے ہی دیکھا اور شعرا اُن کی شکایت ہی کرتے رہے مگر ہمیشہ جان فروش عشاق ان تیورون سے چاہی جان جاتی رہے بچنا کیسا منہ نہین موڑتے - ان ظالم تیرون نے بہت بڑا ظلم کیا دینا ہمیشہ انکی مار کھایا کی اور کھاتی ہے - موجودہ انصاف اور آزادی بخش گورنمنٹ نے ہر قسم کے اسلحہ چھین لیے مگر حسینون سے یہ ظالم اور دل کو صدمہ پہونچانے والے تیر کوئی نہین چھین سکا - ہر طرف سے اطمینان ہو گیا مگر یہ حور وش اور پری رخ نظر ناز سے جو یہ محفلون کی محفلین درہم و برہم کر دیا کرتے ہین اسکا کوئی علاج نہین -

اے حکمی نشانہ اُڑانے والی آنکھو! کوئی دل نہین جو تمہارا زخمی نہو - ہر جگہ مین تمہاری پلکون کی پیانش جمی ہوئی ہے - اور جب کسی حسین کا خیال آتا ہے کھٹک اٹھتی ہے تمہارے لال لال ڈورون مین کیا سمیت بھری ہے اور تمہاری نظرون سے تیز کس قاتل زہر مین بجھے ہوئے ہین کہ جو گھائل ہوا اُسے بے بسی سے تڑپ تڑپ کے جان ہی دیتے دیکھا ہے - کیا ہمون ہی کو سزا دینی ہو -

مسلمانون اور یونانیون کی لڑائی پر ایک ترکی نظم جو مدتون قسطنطنیہ مین گائی گئی اُس نے تیر نظر کا عجب عبرتناک نمونہ دکھایا ہی۔ اُس مین نہایت خوبصورتی سے جنگ گاہ کا نقشہ کھینچا گیا ہی کہ یونان کا ایک قلعہ محصور ہے۔ ترکون کی فوج گھیرے ہوی ہے۔ رات کا وقت ہے۔ چاندنی پھیلی ہوئی ہی۔ اور لڑائی نہایت شدت سے ہو رہی ہی۔ والی قلعہ کی پری جمال دوشیزہ لڑکی ایوان شاہی یعنی اپنے باپ کے محل کے اونچے کنگرون پر چڑھی ہی کہ دیکھے مسیحی جھنڈے کے نیچے والے کس جانبازی سے لڑ رہے ہین۔ اس کا عصمت کے سادے دلفریب رنگ مین رنگا ہوا بھولا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی شعاعون مین چمکا ہی۔ اُسکی نظر قلعہ کی گھاٹیون پر پڑی ہی جن مین پانی پر ماہتاب کا عکس جگمگا رہا ہی پھر یہ نظر آگے بڑھ کے ترکی جھنڈے کی ہلال پر پہونچی ہے جسکی تابداری سے آنکھین جھکی جاتی ہین۔ اور جھنڈے کے ساتھ اس پر یوش لڑکی نے اُس ترکی نوجوان کو دیکھا ہی جو ہلالی جھنڈا ہاتھ مین لیے ہی۔ اس یونانی شاہزادی اور ترکی افسر دونون کو ایک حیثیت سے اپنے اپنے حُسن پر دعوے تھا۔ اور اس دعوے کو اسوقت کے ماہتاب کی شعاعون نے دونون چہرون پر چمک کے اور ابھار دیا ہے۔ افسر نے شاہزادی کو اور شاہزادی نے افسر کو دیکھا۔ دونون طرف سے تیر نظر چلے۔ اور دونون دل گھائل ہوگئے۔ یونانی شاہزادی نے بیتابی کے ساتھ اپنے محل کے کوٹھے سے رومال ہلایا۔ اور جواب مین ادھر ترکی نوجوان نے ہلالی نشان کو حرکت دی۔ لڑائی بڑی سرگرمی سے ہو رہی ہے۔ چند منٹ تک دونون ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ہین۔ اسکے بعد یک بیک ترکی افسر لڑائی کے ہجوم مین غائب ہوگیا ہے۔ ادھر اس ہجوم سے نکلتا تھا کہ پھر دونون شہید تیر نظر کی چار آنکھین ہوئین۔ یونانی شاہزادی نے رومال کے اشارے سے ترکی افسر کو قریب بلایا۔ یہ بڑھا ہوا گیا اور عین قلعہ کی دیوار کی نیچے کھڑا ہوگیا۔ شاہزادی نے تیر کمان ہاتھ مین لیا۔ ایک خط نکالا۔ خط کو تیر مین باندھا اور تیر کو کمان مین رکھکے نوجوان کی طرف پھینکا۔ ہائے یہ تیر ترکی نوجوان کے سینے پر پڑا۔ اور نوجوان گھوڑے کی پیٹھ سے کھائی مین گرا۔ اور پانی مین ڈوب گیا۔ یہ نہین خبر کہ اُس وفادار عاشق کش نازنین کے دل پر کیا گذری۔ ہان اسقدر معلوم ہے کہ اُس نے کوئی لفظ زبان سے نہین نکالا۔ کچھ دیر کے لیے ایک سناٹے مین آگئی اور اپنی حیرت انگیز نشانہ بازی پر تعجب کیا کی۔ اور اس سکوت مین جوش اسقدر ترقی

کر گیا کہ اپنے باپ کے کوٹھے سے کودی اور عین اُسی مقام پر جان نوجوان ترک گرا تھا کھائی مین گر کے ڈوب گئی - اسوقت کسی کو اس سانحے کی خبر نہین ہوئی - مگر جب صبح ہوئی - دونون فوجین دوبارہ میدان مین آئین - اور آفتاب نے مشرق سے اپنا چہرہ دکھایا - زرد رو نہر کی کرنین پہلے قلعہ کے کنگرون پر پھر شہر پناہ کی دیوار پر اور وہانسے اُترکے قلعہ کی کھائی پر پڑین تو دو لاشین پانی پر تیرتی نظر آئین - دونون چت پڑی ہوئی تھین اور باہم لپٹی تھین جنمین سے ایک کے سینے پر ایک تیر لگا تھا اور اُسکے پرون کے قریب ایک خط بندھا ہوا تھا - ہائے یہ وہی نوجوان ترک تھا اور اُسکی لاش سے لپٹی ہوئی یونانی شاہزادی تھی - اس سبب سے لڑائی موقوف کرادی اور ترکی و یونانی دونو فوجین ملکر اُن بے نصیب شہیدونکی ماتم سانحہ موت پر آنسو بہائی گئین اسلیے نہین کہ اُنکی شاہزادی اور اُنکا افسر نامدار قتل ہوا - اس سبب سے کہ دونون تیر نظر کے گھائل ہوکے انتہائے شوق مین مرے -

---

انجمن دار السلام

(والنٹیر فنڈ)

اے مبارک اور مقدس اسلام - کسی زمانے مین تو اُس علی ترقی کو پہونچگیا تھا کہ تاج بخشی تیرے ہی فیاض ہاتھون سے ہوتی تھی - ترقی تیری ہی اطاعت اور موافقت کا نام تھا - علوم دست بستہ تیری دربار کے سامنے کھڑے تھے کہ تو اجازت دے تو آگے قدم بڑھائین - ہائے یا اب ہی تو اس حالت مین ہے کہ ترقیان ایک آندھی کیطرح تجھے ایک تھپیڑا دیکے زور و شور سے آگے نکل جاتی ہین - اکابر یا یان سمندر کے لہرون کی طرح خدا جانے کن کن اطراف عالم مین پہنچ گئین اور تیرا جہاز جس مقام پر تھا اب تک اُسی جگہ ڈگمگا رہا ہے -

زمانہ نہایت تیزی سے جا رہا ہے - جو لوگ ساتھ دے سکتے ہین جاتے ہین ورنہ تک کے بیٹھ رہتے ہین - تیز رو زمانے کا ساتھ دینے کی جس قدر تجھ سے امید تھی اور کسی سے نہ تھی کیونکہ تیرا قدم کبھی زمانے سے بھی زیادہ جلد اُٹھتا تھا - کچھ یاد ہے کہ صحرائے عرب سے نکل کے تو کتنی کم مدت مین دنیا کی انتہائی حدون تک پہونچ گیا تھا ؟ کیا بھول گیا کہ کس پھرتی سے تو تمام مراحل علم و یقین طے کر گیا تھا ؟ تیری اس تیز روی کا تجربہ ہو چکنے کے بعد بھی کوئی خیال کر سکتا تھا کہ تو زمانے کا ساتھ نہ دیسکے گا ؟ مگر اس پچھلے دور مین تو تو نے سب کے پہلے جواب دیدیا ! ہائے یہ تجھے کیا ہو گیا ! ق آنانہی کہ جو جلدی

چلتا ہے گر پڑتا ہے" ؟ تیرے دوستون تیرے ہمدردون - تیرے عاشقون نے لاکھہ چاہا کہ اگر تو نہین بڑھتا تو زمانے کو بھی روک لین - مگر افسوس وہ اُنکے روکے نہ رُکا - اب وہ خود ذلیل وحقیر ہوتے جاتے ہین - اُنہون نے زمانے کے خلاف کوشش کی تھی اب زمانہ اُن سے بدلہ لے رہا ہے -

ہر طرح کی ذلتین نصیب ہوئین مگر اب تک وہ اُسی طرح تیرے عاشق ہین - تیرے لیے اُنہون نے بھیک مانگنا تک گوارا کرلیا - تیری فیاض نسل کچھہ کچھہ سنوجہ بھی ہوئی - لیکن ابھی تک اُسکا موقع نہ ملا کہ تیری ہمدردی مین وہ کچھہ کرسکین - چار پانچ سو روپیے مین وہ کیا کرسکتے ہین - ہاے اگر تجھسے کچھہ اور نہین ہوسکتا تو اتنا ہی کر کہ اپنی موجودہ غفلت شعار نسل کے دل مین ڈالدے کہ تیرے ہمدردون کی آہ و فریاد آواز سُنین اور کچھہ کرنے پر آمادہ ہون -

---

"مسلمانون کی گذشتہ تعلیم"

مسلمانون کو اپنا گذشتہ اقبال اور اپنی اگلی لیاقت یاد کرنے کے لیے اگر کوئی کتاب ذریعہ ہوسکتی ہے تو مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی کی تازہ تصنیف ہے عربی انگریزی اور فارسی تاریخون کے ورق اُلٹے گئے ہین - عالم خیال مین بیٹھہ بیٹھہ کے گھنٹون اسلام کے قدیم منہدم عمارات کے کھنڈرون کی سیر کی گئی ہے تو یہ ایک مختصر رسالہ لکھا گیا ہے جسکو ایک پُرانی داستان یا صبح مایوسی مین شب اقبال کا تذکرہ کہنا چاہیے - ہم اس رسالے پر آیندہ تفصیلی بحث کرینگے - اور ہمارے ناظرین کسی قدر واقف بھی ہونگے کیونکہ اسکا ایک خاص حصہ جسمین مدرسہ نظامیہ و مستنصریہ کا حال ہے اُنکی نظر سے گذر چکا ہے - اہل اسلام ضرور منگوائین ورنہ پچھتائین گے قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ۷ ر ہے -

درخواستین یا جناب آنریبل مولوی سید احمد خانصاحب بہادر کے سی - ایس آئی - کے نام علیگڈھہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کے پتے سے یا ہمارے دوست منشی محمد نثار حسین صاحب نثار متمم پیام یار کے نام لکھنؤ چوک کے پتے سے جائین - دونون جگہہ سے یہ کتاب مل سکتی ہے -

بغداد

اس شہر کے حالات اس سے پیشتر ہم مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر علیگڈھ کالج کی کتاب المامون سے نقل کرکے شائع کر چکے ہین۔ مگر اسکے بعد ہمین بیروت کا چھپا ہوا ایک عربی رسالہ ملگیا جسکے ذریعے سے ہمین بغداد کے اور بہت سے حالات معلوم ہوے۔ اس رسالے کا نام ہے "نزہۃ العباد فی مدینۃ بغداد" شام کے ایک لائق عیسائی معلم نابولیون ماربنی نے اسے تصنیف کیا ہے۔ گذشتہ اور قدیم حالات بغداد کا پتا تو ہر تاریخ سے لگ سکتا ہے۔ مگر وہ خاص بات جسکی وجہ سے خواہ مخواہ اس رسالے کی قدر کرنے کو جی چاہتا ہے یہ ہے کہ معلم نابولیون نے کچھ تھوڑے سے اگلے تاریخی حالات بتا کے موجودہ بغداد کا نقشہ کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ اپنے اقبال اور ادبار کی صورتین دیکھنے کے لیے ہمین بغداد کی اگلی اور پچھلی دونون حالتونکا مقابلہ کرنا چاہیے۔ یونہین معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم کہان تھے اور کس ادنے حالت کو پہونچ گئے۔

اس رسالے کے دیکھنے سے پیشتر ہمارا خیال تھا کہ تاریخی چالاکیان جو اکثر یوروپین مؤرخون کے خمیر مین موجود ہین اُن کا اثر صرف انگریزی اور اردو تاریخون ہی پر پڑا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ نہین ہمارے سیحی دوستون کی طرف سے عربی تاریخون کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جانے لگا۔ لیکن باوجود ان سب باتون کے ہم اس رسالے کو غنیمت سمجھتے ہین کیونکہ ہماری قسمت نے مسلمانان شام و عراق کے منہ بند کر دیے ہین۔ اگر وہ اپنا حال نہین بتاتے تو نہ بتائین ہم غیرون ہی کی زبان سے سُن لین گے۔

اس مضمون کو ہم سلسلہ وار کئی نمبرون مین تمام کرین گے پہلے تو کچھ قدیم واقعات بیان کرین جو گذشتہ مضمون مین رہگئے تھے۔ اُسکے بعد بغداد کی موجودہ حالت اس رسالے کے مدد سے لکھنا شروع کرین گے۔

وہ مشہور و معروف شہر مدائن جو ہزار سال تک ایرانیون کا پایۂ تخت رہ چکا تہا۔ اور دنیا کے بڑے بڑے تاجدارون نے جس کے آگے تاج اُتار اُتار کے رکھدئے تھے ۶۳۷ء مین مسلمانون نے اُسپر قبضہ کرکے تباہ کردیا۔ ایک ہی صدی مین وہ ایسا تباہ و برباد ہوا کہ جب ۷۶۲ء مین بغداد کی بنیاد کا پتھر رکھا گیا اسکے صرف چند ٹوٹے پھوٹے آثار باقی تھے۔ مدائن کے کھنڈرون سے پندرہ میل کے فاصلے پر بغداد کی نیو ڈالی گئی یہ تو معلوم ہوچکا کہ دولت عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابوجعفر منصور نے اس شہر کو تعمیر کیا مگر یہ بتانا رہگیا تہا کہ اسکی بنا ڈالتے وقت اُس نے اور اُسکے عقلمند مشیرون نے کتنی بڑی ذہانت اور لیاقت صرف کی تہی۔ بغداد کی بنا طالع قوس مین ڈالی گئی تہی۔ اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ خلفاے عباسیہ مین سے ایک بھی خاص شہر بغداد مین نہین مراجعت اور ترقی کرجاتی ہی جب ہم دیکھتے ہین کہ بغداد پر جتنے بادشاہون نے حکمرانی کی اُنمین سے کوئی شہر بغداد مین تندراجل نہین ہوا۔ جب مرنے کا زمانہ قریب یا قسمت اُنہین وہوکا دیکے بغداد کی شہر پناہ سے باہر نکال لے گئی اور قضا کے فرشتے نے اُنکا سامنا کرادیا۔ بغداد کا نام جو مدینۃ السلام اور دارالسلام رکھا گیا یہ بے اصل نہ تہا۔ مگر مورخین اس نام کی کچھ اور ہی وجہ بیان کرتے ہین۔ دریاے دجلہ کو لوگ نہر السلام اور وادی السلام کہا کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے بغداد کا نام دارالسلام رکھدیا گیا۔ خیر یہ نہین ہوگا مگر اتنا ضرور کہین گے کہ یہ نام بھی خوب گیا۔ بغداد کو لوگ زوراء کے نام سے بھی یاد کیا کرتے تھے۔ زوراء زیارت سے ہے اور چونکہ اندرونی شہر پناہ اور اُسکے بہاٹک اتنی بلند بنے تھے کہ بیرونی شہر پناہ کے باہر سے نظر آتے تھے۔ اسی سبب سے لوگ زوراء کہنے لگے۔ شہر پناہ مین چار بہاٹک تھے اپنی سمت کی مناسبت سے ہر ایک جداگانہ نام کے ساتھ یاد کیا جاتا تہا۔ ایک باب کوفہ کہلاتا تہا۔ دوسرا باب بصرہ کے لقب سے پکارا جاتا تہا۔ تیسرا باب خراسان اور چوتہا باب الشام تہا۔ منصور نے اس شہر کو چوبیس ہزار محلون پر تقسیم کیا تہا۔ اور ہر محلہ مین ایک مسجد اور اسکے سامنے ایک حمام تہا۔ دجلہ سے کاٹ کے بہت سی نہرین نکالی تہین جو تمام گلیونکو چیرتی خصوص مسجدون اور حماموں مین چکر لگاتی پھرتی تہین۔ ان نہرون پر سب ملا کے خاص شہر مین ایک سو پچپن پل بندہے تھے۔ انہین نہرون مین ایک نہر عیسی تہی جو ٹوٹی پھوٹی ابتک باقی ہے اور نہر معودیہ کہلاتی ہے۔ ان نہرون کے کنارے خاص

شہر مین چار ہزار سبیلین رکھی جاتی تہین اور چار ہزار شربت وغیرہ کی دکانین تہین شہر کے باہر بہی نہرون کے کنارے ایک ہزار سبیلین تہین ۔

ابوجعفر منصور کو اس شہر سے ایسی محبت تھی کہ جب مرنیکا زمانہ آیا اپنے ولی عہد مہدی کو بلاکے سرہانے کہڑا کیا اور وصیت کی کہ اور جو جی مین آئے کرنا مگر دارالخلافت نہ بدلنا ۔ مرکز خلافت یہی شہر بغداد رہے بیٹے نے وصیت قبول کی اور باپ نے اطمینان سے جان دی منصور نے دجلہ کے مغربی ساحل پر بغداد کو تعمیر کیا تہا ۔ مہدی نے تخت پر جلوہ فرما ہوکر حکم دیا کہ دجلہ کے مشرقی ساحل پر بہی عمارتین بنائی جائین ۔ اور بغداد دجلہ کے دونون جانب پہیل جائے ۔ ۱۷۱ھ مین مہدی نے مشرق کی طرف ایک شہر پناہ بنوائی اور شہر پناہ کے نیچے نیچے ہر چہار طرف خندق دلوائے ۔ اور وسط مین ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی ۔

یہان تک کہ ہرون الرشید کا زمانہ آیا اور مشرقی حصۂ بغداد کی آبادی کو یک بہ یک بہت بڑی ترقی ہوگئی ۔ دجلہ شمال سے جنوب کی جانب بہتا تہا اور بغداد اُسکے دونون مشرقی و مغربی کنارون پر آباد تھا ۔ ہرون الرشید نے دونون حصون کے نام بہی جدا جدا رکھدیے ۔ مغربی حصہ جس مین ابوجعفر منصور کا ایوان خلافت تہا اُس کا نام کرخ پڑ گیا ۔ اور شرقی حصے کا نام رصافہ رکہا ۔ رصافہ کو آخر مین بڑی ترقی ہوئی ۔ اور آخر زمانہ دولت عباسیہ تک ترقی کرتا گیا ۔

خلیفہ ہارون رشید نے بغداد کو بہت ترقی دی ۔ رشید نے اور جو عمارتین تعمیر کرائین وہ تو تہین ہی اپنی پیاری بی بی زبیدہ خاتون کے لیے اُس نے جو محل قصر زبیدہ کے نام سے بنایا تہا اوسکے آثار آجتک باقی ہین اور دیکہنے کے قابل ہین ۔ صرف حسن وجمال کیوجہ سے اُسکی فیاض اور حسین بی بی کا لقب زبیدہ رکہدیا گیا تہا ورنہ اصل مین امۃ العزیز نام تہا ۔ زبیدہ دنیاے اسلام مین نہایت مشہور خاتون ہوگئی ہے حتی کہ ہمارے قدیم زندہ دل اور شوخ طبع مورخ مولانا نظامی بہی فرماتی ہین ع نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ ٭ جعفر بن عبداللہ منصور عباسی کی یعنی رشید کے چچا کی بیٹی تہی ۔ شہر تبریز زبیدہ ہی کا آباد کیا ہوا ہے ۔ جسکی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ بغداد کی فیاضیون کا ایک نمونہ ہے ۔

الف لیلہ کے ناعاقبت اندیش مصنف نے زبیدہ کو اپنی اکثر داستانون کی ہیروئن بنا کے عام لوگون کے دلون مین اُسکی طرف سے خدا جانے کیسے کیسے خیالات پیدا کر دیے ہین۔ مگر بالکل غلط ہین۔ زبیدہ ایک عباسیہ خاندان کی پاکدامن اور عفت مآب خاتون تھی۔ اُسکی شان اُن باتون سے ارفع ہے جو الف لیلہ مین بیان کی گئی ہین۔ خود زبیدہ خاتون نے جو عمارتین بنوائین وہ بھی ایسی تھین کہ مشکل اُنکی نظیر ملیگی۔ زبیدہ کے ہاتھون بغداد نے نہر زبیدہ تعمیر کرا کے ایک ایسی فیاضی دکھا دی کہ جبتک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ موجود ہین حجاج ہر سال اطراف عالم سے سمٹ کے جائینگے اور سیراب ہونگے۔

مضمون بانی بغداد کو بغداد سے محبت تو تھی ہی ہارون رشید کو بیشمار عمارتین بنانے کے سبب سے کچھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ جب کبھی باہر جاتا تھا دل مین نہایت افسوس کرتا تھا کہ ہائے بغداد چھوٹتا ہے۔ ۱۸۹ھ ہجری آخر ذی الحج مین رے سے پلٹ کے آیا تو شہر مین اُترنے تک کی مہلت نہ ملی بغداد ہوتا ہوا سیدھا رقہ کو روانہ ہوا۔ اُسوقت ارکان دولت نے عرض کیا کہ حضور بغداد مین تو رونق افروز ہی نہین ہوتے جواب مین رشید نے قسم کھا کے کہا "تمام مشرق و مغرب مین بلحاظ خوبیون اور امن کے بغداد سے عمدہ کوئی شہر نہین مگر کیا کرون اِن ظالم بنی امیہ کی وجہ سے دم لینے کی فرصت نہین ملتی اور اطمینان سے بیٹھنا نہین نصیب ہوتا"

ہارون رشید کے بعد چند روز کے لیے امین تخت خلافت پر بیٹھا۔ امین کے مزاج مین عشرت پسندی بہت تھی۔ نہ خود لائق تھا اور نہ لیاقت کی قدر کر سکتا تھا۔ اپنے وقت کا جاہل عالم واجد علیشاہ تھا۔ لہو ولعب کے بہت سامان فراہم کیے۔ شاید وہ تخت سلطنت تک بھی نہ پہونچ سکتا مگر وجہ یہ تھی کہ رشید کا سب سے بڑا اور اسکی خاص بی بی زبیدہ کا لاڈلا بیٹا تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بغداد کو اُسکی صرف چار برس آٹھ مہینے کی خلافت مین بہت کچھ ترقی ہوئی۔ بہت سی عمارتین تعمیر کرائین۔ اور پانچ نئی طرح کے بجرے بنوا کے دریائے دجلہ مین ڈلوائے جن پر سوار ہو کے اپنے مصاحبون اور مہ جبین معشوقہ عورتون کے ساتھ سیر دریا کیا کرتا تھا۔ ان بجرون مین سے ایک تو شیر کی صورت کا تھا۔ ایک ہاتھی کی صورت کا۔ ایک عقاب کی صورت کا

ایک گھوڑے کی صورت کا اور ایک سانپ کی صورت کا۔ ان بجزن کی تیاری مین بے انتہا روپیہ اُٹھا دیا۔ جس کا صلہ صرف اسقدر ملا کہ ابو نواس شاعر نے تعریف مین چار پانچ شعر کہہ دیے۔

اسکے بعد مامون رشید کا زمانہ آیا۔ یہ علم و فضل جود و سخا دنیا کے تمام اوصاف مین بیمثل و بے نظیر تھا۔ اور اصل یون ہے کہ بغداد کو خلعت علم سے جس نے سرفراز کیا اور جس نے اُسے زیور کمال سے آراستہ کیا وہ مامون ہے۔ مامون کے زمانے مین دولت عباسیہ نے علوم و فنون اور صحرا نشینان عرب کو تمام مراحل فضل و کمال طے کرا دینے کے اعتبار سے جو کچھ ترقی کی اُسکا حال ہمارے اکثر احباب اپنی طولانی تصانیف مین تفصیلاً بیان کر چکے ہین پھر بھی ہم اسقدر بیان کر دینا چاہتے ہین کہ مامون ہی کے زمانے مین بغداد کا وہ دور تھا کہ کرۂ زمین کا پورا دور ناپ ڈالا گیا۔ کوفہ کا مسطح میدان اور وہان کی رصدگاہ کے کھنڈر آج تک علم دوست مسافرون کو ڈھونڈھا کرتے ہین مامون کی فیاضیون کا اندازہ اس سے خوب ہو سکتا ہے کہ ایک بار قبل اسکے کہ رکاب سے اپنا قدم اُتارے ایک صوبہ کا چار خمس یعنے ۴/۵ حصہ خراج خیرات کر دیا۔ اس فیاضی کی وقعت اُسوقت معلوم ہو سکتی ہے جب بتایا جائے کہ کتنا روپیہ ہوا۔ یہ چوبیس لاکھ دینار اور آجکل کے حساب سے ایک کرور بیس لاکھ روپے ہوئے۔ جب مامون کی دُلھن میکے سے بیاہ کے آئی اور سسرال کے دروازے پر پہونچی اُسوقت بہت ہی بڑے بڑے ایک ہزار موتی اُسکے سر پر سے لٹا دیے گئے۔ یہ سب فیاضیان خاک بغداد ہی کی دکھائی ہوئی ہین۔

مہدی نے دس برس کی خلافت مین ایک سڑک کے کنارے کنارے جو سات سو میل تک پھیلی ہوئی تھی کاروان سرائین۔ حوض اور کنوین تعمیر کرائے۔ اور شاید یہی سڑک تھی جس کے ذریعہ سے معمولاً اونٹون کی قطارین آیا کرتی تھین اور اُن پر برف لدلد کے آتی تھی تاکہ خلافت کے دسترخوان اور آبدار خانے کی زینت ہو۔ اور اس حد سے گذرے ہوئے اہتمام نے اہل عرب کو حیرت مین ڈالدیا تھا۔ ۳۰۵ھ مین قیصر روم کا سفیر بغداد مین آیا تو اُسے وہ عالم نظر پڑا کہ عقل حیرت مین آگئی۔ جس وقت وہ ایوان خلافت مین پہونچا ہے ہر طرف آراستگی اور زینت کے

سامان نظر آئے - ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج صف باندھے کھڑی تھی جس مین سوار بھی تھے اور پیادے بھی تھے - اعیان دولت اور افسران فوج پُر تکلف کپڑے پہنے اور سونے کی پیٹیان کسے کھڑے تھے جن پر جواہرات جگمگا رہے تھے - چار ہزار گورے اور تین ہزار سیاہ حبشی خواجہ سرا اُن کے پیچھے صف باندھے تھے - اور محل کے دروازے پر سات سو دربان تھے - دجلے مین بجرے اور کشتیان پڑی ہوئی تھین جو ادھر اُدھر تیرتی پھرتی تھین - خاص ایوان کی آرایش اس درجہ تھی کہ جابجا صرف اڑتیس ہزار پردے لٹک رہے تھے - ان مین ساڑھے بارہ ہزار پردے ریشمی تھے اور اُنپر سونیکا عمدہ کام بنا ہوا تھا - مختلف کمرون مین بائیس ہزار فرش تھے - ایک سو شکاری شیر تھے اور ہر ہر شیر پر ایک آدمی محافظ تھا - ایک ایسی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے سین مین وزیر اعظم نے رومی سفیر کو لیجا کر خلیفہ مقتدر باللہ کے تخت کے نیچے پایون کے پاس گرا دیا -

اب ہم بغداد کے انقلابات اور اسباب زوال کو مختصراً سلسلہ وار شروع کرتے ہین - ہارون رشید کے بعد جب امین تخت پر بیٹھا مامون کے دوستون نے ۱۹۷ھ مین بغداد کا محاصرہ کیا - اسکے بعد زمانۂ خلافت المستعین باللہ مین المعتز باللہ نے ۲۵۱ھ مین ترکی فوج سے دوسرا محاصرہ کیا - یہ محاصرہ بہت سخت تھا - اور محمد سپہ سالار معتز باللہ کے حکم سے اکثر عمارات منہدم کر دی گئین اور بہت سے باغ خراب کر دیے گئے - اس محاصرہ نے بغداد کو بہت نقصان پہونچایا - اور مدتون کی پیدا کی ہوئی رونق بے رحمیون کے سپرد کر دی گئی -

۲۶۹ھ مین اس شدت سے اُولے پڑے کہ عمارات کو بہت ضرر پہونچا اور یک بیک کچھ ایسی شدید سردی پیدا ہو گئی کہ تمام بننے والی چیزین جم گئین اور اُسوقت سے آجتک پھر کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا -

۳۶۸ھ مین دجلہ مین ایسی خوفناک طغیانی ہوئی کہ سارا مشرقی بغداد یعنی رصافہ بہ گیا مگر اُن دنون خدا نے رؤسا بھی ایسے عالی ہمت اور بلند حوصلہ پیدا کیے تھے کہ آل بویہ مین کا ایک شخص دوسرے ہی سال اُٹھ کھڑا ہوا اور کل مسمار شدہ عمارات از سر نو تعمیر کرین ۳۴۷ھ مین اہل کرخ اور عساکر ترک مین ایک ایسی مخالفت ہوئی کہ بلوہ ہو گیا

اور بغداد کی عمارتون اور باغون پر تباہی آگئی۔

۴۴۳ھ مین عزاداری امام حسین علیہ السلام کے بارے مین شیعہ اور سنی لڑ پڑے۔

اور ۴۴۷ھ مین طغرل بیگ سلجوقی نے بغداد پر حملہ کیا۔ اندرونی و بیرونی تمام عمارتین مسمار کر ڈالین۔ اور تکریت سے کوت العمارۃ تک قرب و جوار کے سب گاؤن بھی لوٹ لیے۔

۴۴۹ھ مین اس قیامت کا قحط پڑا کہ لوگ مردار کتے اور گدھونکا گوشت کھانے پر مجبور ہوگئے۔

۴۵۱ھ مین آگ لگی اور ایک کونہ بغداد کا خاک سیاہ ہوگیا۔ یہانتک کہ آگ اُس کتب خانے تک پہونچ گئی جسے وزیر اردشیر نے قائم کیا تھا۔ اس کتب خانے مین دس ہزار چار سو سے کچھ زیادہ کتابین تھین سب جل گئین۔

۴۵۸ھ مین نظام الملک نے عالیشان مدرسۂ نظامیہ قائم کیا۔ جسکے آثار ابتک موجود ہین۔

۴۶۰ھ مین نہر دجلہ کی طغیانی سے پھر سیلاب آگیا۔ اور علاوہ بہت بڑے حصہ بغداد کے منہدم ہوجانے کے بہت سی جانون کا نقصان بھی ہوا۔

۴۶۷ھ مین پھر آگ لگی۔ اور بہت زیادہ نقصان ہوا۔

۵۵۱ھ مین خلیفہ بغداد اور سلطان محمد بن مسعود سلجوقی سے بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ اور بغداد کو بہت بڑا صدمہ اُٹھانا پڑا۔

۵۵۲ھ مین پھر آگ لگی اور کئی محلہ جل گئے۔

۵۵۵ھ مین پھر دریاے دجلہ کی طغیانی سے سیلاب آیا۔ اور کرخ یعنی غربی بغداد کی مضبوط دیوار شہر ٹوٹ گئی اور پانی اندر داخل ہوگیا۔ پندرہ محلہ گر کے بہ گئے اور انکا پتا تک نہ لگا۔ اسدفعہ اتنا بڑا سیلاب آیا تھا کہ اسکے بعد لوگ اپنی املاک پہچاننا چاہتے تھے اور نہین پہچان سکتے تھے۔

۵۵۸ھ اور ۵۶۹ھ مین پھر آگ لگی۔

۵۷۲ھ مین ایسا شدید زلزلہ آیا کہ بہت سے مکان گر گئے اور بہت سے آدمیونکی جانین گئین۔

۶۰۱ھ مین پھر آتش زدگی ہوئی۔ خلافت کی جانب سے جو سلاح خانہ تھا وہ بھی خاک مین مل گیا۔

۶۱۴ھ مین دجلہ پھر طغیانی پر آگیا۔ اور پانی اسقدر بلندی تک چڑھ گیا کہ رصافہ کا محل

بہت سے محلے اور مکانات بہ گئے۔ اس سیلاب عظیم مین محلہ خیزرانہ بہی بہ گیا۔ یہی محلہ اب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا محلہ کہلاتا ہے۔

۷۲۱ھ مین بہی شہر ڈوب گیا۔

۶۵۶ھ مین ہلاکو خان شہر بغداد مین داخل ہوا۔ بہت سی عمارات منہدم کر ڈالین بہت سے روسائے شہر کو قتل کیا اور چالیس روز تک اس ظالم کے حکم سے شہر بغداد مین قتل عام ہوتا رہا اور ہر قسم کی بلائین نازل رہین۔

اسکے بعد ایک عرصے تک بغداد پر صدہا بلائین نازل ہوتی رہین۔ آخر مورخون کی نظر سے یہ شہر پوشیدہ ہوگیا یہان تک کہ ۱۵۳۴ء مین سلطنت عثمانیہ نے قبضہ کرلیا۔

سلطنت ایران نے کچھ دنون موقع پاکر اپنے ممالک محروسہ مین شامل کہا آخر ۱۶۳۳ء مین سلطان مراد چہارم نے پہر فتح کرلیا۔ اور اُسوقت سے ابتک دولت عثمانیہ کی قلمرو مین ہے۔ باقی آیندہ۔

"مسلمانون کی گذشتہ تعلیم"

اصل مین یہ ایک مضمون کا سبجکٹ تھا مگر مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈہ نے اپنی وسعت نظر کا نمونہ دکہا کر اسمین ایسی حیثیت پیدا کردی کہ ایک کتاب کا نام ہوگیا۔ گو اپنے انکسار سے مولوی صاحب ممدوح ابتک اس کتاب کو مضمون ہی کہتے ہین۔ اس مضمون کو ہمارے نعمانی فاضل نے مسلمانون کی گذشتہ ایجوکیشنل کانگرس کے دوسرے اجلاس مین پیش کیا تھا۔

اہل اسلام کی ترقیون کی گذشتہ باتون کو کرید کرید کے نکالنا اور موجودہ نسل اسلامی کے سامنے پیش کرنا اسکی جانب ہندوستان مین چند روز سے کوشش ہو رہی ہے۔ یہ مبارک خیال پہلے پہل بوڑہے سید کے دل مین پیدا ہوا۔ آنریبل سید احمد خان بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نے ایک موثر اور دردبھری آواز مین یہی راگ گانا شروع کیا تھا جس سے قوم کے بعض بعض لوگ جاگنے لگے۔ اُن جاگنے والون مین دو چار ایسے بہی تھے۔ جو اُٹھتے ہی سید کے ہم نوا اور ہم آواز ہوکر وہی راگ گانے لگے جسکو بوڑہے دردمند نے شروع کیا تہا۔ مولوی مہدی علی خان صاحب اس بارہ خاص مین بعض موقعون پر خود سید احمد خان سے گوئی سبقت لیگئے ہین۔ خواجہ الطاف حسین صاحب

حالی کو جو مقبولیت عام حاصل ہوگئی اُس پر سید احمد خان بھی حسد کرین تو زیبا ہے
سید احمد خان کو زمانے نے ناتوان کر دیا۔ باقی حضرات اور کامون مین پھنس گئے۔
جس اسٹیج پر کھڑے ہوکر ان حضرات نے اپنے دلی جذبات کو دلفریب لہجے مین ادا
کیا تھا مولوی محمد شبلی صاحب نے اُسے خالی پایا۔ زبان حال سے مصرع۔ مرور
مجنون گذشت و نوبت ماست + پڑھا اور بے تکلف پبلک کے سامنے آکے کھڑے ہوگئے
مولوی محمد شبلی صاحب نے جو نغمۂ جانفزا اس اسٹیج پر آتے ہی سنایا وہ "صبح امید" تھا۔
اُس مین مولوی صاحب نے بمقابلہ اس کے کہ وسعت نظر کا امتحان دین اپنی
قادر الکلامی دکھانے پر بہت زور دیا تھا۔ لوگ ہنوز اُس نظم سے اچھی طرح لطف
بھی نہ اُٹھانے پائے تھے کہ یہ تاریخی رسالہ یا مضمون پیش کیا ہے جسمین وہ کل گذشتہ
اور موجودہ لکھنے والون پر سبقت لیگئے ہین۔ ایک امر خاص یعنی تعلیم اہل اسلام پر
اس دقت نظر سے کوئی نہ بحث کرسکا جسقدر مولوی شبلی صاحب نے بحث کی ہے
اپنے ناظرین کو ہم نے پہلے ہی سے اس رسالے کی جانب متوجہ کر رکھا تھا۔ جنوری
کے دلگداز مین مدرسۂ نظامیہ و مستنصریہ بغداد کا حال ہم نے اسی رسالے سے
نقل کیا تھا۔ وہ تو اس مضمون کا ایک خاص حصہ تھا مگر ناظرین کو حیرت ہوجائیگی جب
دیکھین گے کہ یہ پانچ جز کا رسالہ اول سے آخر تک اسی قسم کی تاریخی باتون سے مملو ہے
اور ہر لفظ اسلامی حیرتناک وقعت کا نشان دے رہا ہے۔
یہ مضمون (۲۰×۲۲ پیمانے کے ۸۰ صفحون پر ختم ہوگیا ہے۔ اور ابتدا سے انتہا تک
مولوی محمد شبلی صاحب کا قلم جس قدر اُن کی وسعت نظر اور تواریخ دانی ظاہر
کر رہا ہے اُسکے لیے یہ ۸۰ صفحہ بھی کافی نہین معلوم ہوتے ہین۔
مولوی صاحب نے اس تمہید سے اپنے مضمون کو شروع کیا ہے "مسلمانون کی گذشتہ
تعلیم" میرے مضمون کا عنوان ہے۔ یہ ایک ایسا وسیع مضمون ہے کہ اگر اُسکی ذیل
مین مسلمانون کے تمام علمی کارنامے بیان کیے جائین تو شاید ناموزون نہوگا لیکن
مینے اپنے مضمون کے لیے اُن مین سے صرف دو بحثین انتخاب کی ہین۔ (۱) مسلمانون
نے علوم و فنون کس طرح حاصل کیے؟ (۲) دنیا کی تمام قومون کو اُن علوم کی کیونکر
تعلیم دی؟"

۳۳ صفحہ تک پہلی بحث چلی گئی ہے اور ۳۴ صفحہ سے دوسری بحث شروع ہوئی ہی۔ پہلی بحث کے شروع کرنے سے پہلے مولوی شبلی صاحب نے بیان کردیا ہی کہ "مسلمانون نے جن علوم کی اشاعت کی اُنمین سے کچھ اُنکے ذاتی علوم تھے جو خود اُنہون نے ایجاد کیے۔ یا خاص طرح پر اُن کو ترتیب دی۔ اور کچھ ایسے ہین جو دوسری قومون سے حاصل کیے اور پھر ایسی ترقی دی کہ گویا اُنہین کی ایجادات سے ہوگئے"

اس قدر بیان کرکے مولوی شبلی صاحب نے اہل عرب کی صلاحیت اور استعداد ظاہر کرنے کے لیے زمانۂ جاہلیت کی تصویر دکھانا شروع کی ہے۔ اور ثابت کردیا ہی کہ جن صحرا نشینون پر اسلام کی پہلی تعلیمون کا اثر پڑنے والا تھا اُن کو قدرت نے تمام علمون کے تحصیل کرنے پر پوری طرح مستعد بنا رکھا تھا۔

دوسرے ہی صفحے سے یہ بیان شروع ہوگیا ہے کہ اسلام نے آکر اُن لوگون پر یک بیک کیا اثر ڈالا۔ قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اسی ضمن مین قرآن کے معجزنما فصیح ہونے کی ضرورت نہایت خوبی سے بیان کردی ہی۔ اور یہین سے مذہبی علوم کے پیدا ہونے کا سلسلہ شروع کردیا ہی۔ فقہ۔ فرائض۔ قصص۔ کلام حدیث۔ اسماء الرجال۔ علم الدرایۃ۔ نحو۔ صرف۔ بیان۔ الٰہیات غرض اُن تمام علوم کو اس تفصیل کے ساتھ کہ کب اور کیونکر پیدا ہوئے بیان کیا ہی۔ اس ضمن مین بہت سے عمدہ عمدہ تاریخی واقعات بتائے ہین۔ مثلاً صفحہ ۴۰ مین ظاہر کیا ہی کہ عہد صحابہ کے علما کون کون تھے۔ اور اُن مین کتنے مفسر تھے۔ اور کتنے محدث تھے۔ صفحہ ۵۰ مین بتایا ہے کہ تالیف و تدوین کس سنہ سے اور کس ضرورت سے شروع ہوئی۔ اور تالیف و تدوین کا خیال آتے ہی کون کون علما اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ۸۰ صفحے تک صرف اُنہین علوم کا تذکرہ چلا گیا ہی جو اسلام کی برکتون سے پیدا ہوگئے۔ اسکے بعد اُن علوم کا ذکر شروع ہوا ہے جنکو مسلمانون نے اور قومون سے سیکھا۔ اس موقع پر ہنری کوئیس صاحب کے اس اعتراض کے مقابلے مین اپنے تئین لاجواب مان لیا ہے کہ "تمام وہ لوگ جنہون نے اور زبانون سے علوم کی کتابون کا عربی مین ترجمہ کیا ہی اُن مین اکثر عیسائی تھے" مگر ۲۰۰ صفحے مین،

مولوی شبلی صاحب نے عبد الکریم شہرستانی کی ملل ونحل سے جو نہرست مسلمان مترجمون کی نقل کی ہے اسکو ہم کافی جواب سمجھتے ہین۔ ہمین افسوس ہی کہ مولوی شبلی صاحب نے ناحق اپنے تئین لاجواب تسلیم کرلیا۔

صفحہ ۸۔ مین ترجمون کا ذکر مولوی شبلی صاحب نے اس تمہید سے شروع کیا ہی کہ "عام مورخین کا بیان ہے کہ اول جس نے ترجمون کی بنیاد ڈالی وہ دولت عباسیہ کا دوسرا خلیفہ ابوجعفر منصور (بانی بغداد) تھا" مگر اس محل پر انہون نے جو عام مورخین پر نکتہ چینی کی ہی وہ نہایت قدر کے قابل ہے۔ ثابت کر دیا ہے کہ امیر معاویہ اس فضیلت کے مستحق ہین اور خصوص اُن کا پوتا خالد بن یزید المتوفی ۸۵ھ

صفحہ ۹۔ مین منصور عباسی کا عہد اور اُس کے زمانے کی علمی ترقیان اور خاص اُسکی توجہ اور فیاضیون کا تذکرہ شروع کیا ہے۔ اُسکے دربار مین جو مترجمین حاضر تھے انکی نام بھی بتائے ہین۔

۱۰۔ صفحے مین ہرون رشید کی قدردانی علم اور اُن خاص کارروائیون کا ذکر کیا ہے جنکی وجہ سے مخفی کتب خانون سے نکل نکل کے فلسفہ اسلامی پر شوق پبلک مین پھیلنے لگا۔ رشید کے قائم کیے ہوئے محکمۂ بیت الحکمۃ کا تذکرہ کیا ہے جس سے سلسلہ وار ژند یونانی۔ شامی۔ سنسکرت زبانون کی کتب کے ترجمے مرتب ہو کر شایع ہوتے رہتے تھے۔ اور اُس کے دربار کے بعض فلاسفون کا بھی نام بتایا ہے۔

۱۱۔ صفحے سے مامون رشید کا دور شروع ہوا ہے۔ فلسفہ اور علوم کی تاریخ مین مامون کا نام نہایت ادب سے لیے جانے کے قابل ہی۔ اور جس ذوق شوق سے اُسنے علوم حکمیہ کی جانب توجہ کی اُسکا نمونہ شاید شاہان یونان وروم کی تاریخ مین بھی بمشکل نظر آئیگا۔ اسی سبب سے مولوی شبلی صاحب نے مامون کے عہد پر زیادہ زور دیا ہی۔ اور ۲ صفحہ اُسی کے نذر کر دیے ہین۔

۱۴۔ صفحہ مین مولوی شبلی صاحب نے یہ نہایت ضروری اور عمدہ بات بتائی ہی کہ مترجمون کی تنخواہین عباسیہ کے عہد دولت مین کیا تھین۔ اور واقعی صرف اسی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمان بادشاہ علوم کے کتنے بڑے قدردان تھے مولوی صاحب لکھتے ہین "کہ حنین ابن اسحق وغیرہ کل نامور مترجمین سے ہر ایک

تنخواہ پانسو اشرفی ماہوار تھی۔

۱۵ صفحہ مین اس امر کی چند بہت اچھی نظیرین دی ہین کہ اہل اسلام ہندون کے علوم اور اُنکے مذاق سے کیونکر واقف ہوئے۔ واقعی اس ذرا سے رسالے کے لیے ہمارے نوجوان مورخ کو سیکڑون کتابون کے ورق اُلٹنا پڑے اور خدا جانے کس تلاش اور جستجو سے یہ واقعات ڈھونڈھ لایا ہے جو آج ہمین عجیب و غریب معلوم ہوتے ہین

۱۶ صفحہ مین یہ بحث شروع کی ہے کہ فلسفہ و طب کے سوا اور علوم کے ترجمے کیون نہوے۔ یہ بہت کافی وجہ بیان کی ہے کہ اہل عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت پر اس درجہ ناز اور فخر تھا کہ اور زبانون کا سیکھنا تک کبھی اپنے لیے سرمایہ ناز نہ سمجھے اور معانی و بیان کے متعلق یونانیون سے ذرا بھی مدد نہ لی۔ اور یہی سبب تھا کہ تواریخ مین بھی دوسری قومون کے قدیم حالات اُن کی نظر سے چھپے رہے۔ اور بقول مولوی شبلی صاحب کے صرف اسی حیثیت سے ہمکو اہل عرب کا یہ غرور مضر معلوم ہوتا ہے اور نہ علم لسان مین ہم بھی اُن کے ناز کو بجا تسلیم کرتے ہین۔

۱۸ صفحہ مین یہ ایک نازک بحث کی ہے کہ ان ترجمون کی صحت پر کہانتک اعتماد ہو سکتا ہے۔ بعض اہل یورپ کی نکتہ چینیان بھی بیان کی ہین مگر جواب بھی خوب دیا ہے کہ مسلمان فلاسفر یونانی فلسفیون کی اصلی غلطیون کے درست کرنیوالے تھے ان جزئی غلطیون سے اُن پر کچھ اثر نہین ہو سکتا تھا۔ اور واقعی چند ہی روز مین فلسفہ ترجمون سے آزاد ہو گیا اور ایسی مبسوط اور معرکہ آرا کتابین خود اسلامی علمانے تصنیف کر دین کہ ترجمے دفاتر پارینہ ہو کر چند ہی روز مین دنیاے اسلام سے غائب ہو گئے۔

اسکے بعد مولوی صاحب نے ایک طولانی فہرست اُن علمی کتابون کی دی ہے جنکا ترجمہ عربی مین ہوا۔ یہ فہرست صفحہ ۲۱ سے شروع ہوئی ہے اور ۳۲ صفحہ پر تمام ہو گئی ہے۔ اس فہرست مین چار خانے ہین۔ پہلے مین نام کتاب دوسرے مین نام مصنف تیسرے مین نام مترجم اور چوتھے مین تفصیلی کیفیت ہے۔ اور فہرست شروع کرنے سے پہلے لکھدیا ہے کہ جس کتاب کے متعلق ان چارون امور مین سے ایک بھی نہ معلوم ہوا اُسکو مین نے چھوڑ دیا ہے۔ اور بغیر اس قید کے اگر کوئی فہرست تیار کیجاتی تو بہت سے اجزا اُس کی نذر کرنا پڑتے کیونکہ کثیر التعداد

ترجمون کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔

۴۳ صفحہ سے مولوی صاحب نے اس امر کو بیان کرنا شروع کیا ہے کہ دنیا کی تمام قومون کو مسلمانون نے ان علوم کی کیونکر تعلیم دی۔ اور شروع ہی سے یہ سرخی قائم کردی ہے کہ "مدرسے اور دار العلوم" گویا وہ تعلیم جو مدرسون کے قائم ہونے سے پیشتر مسلمانون مین مروج تھی اُسکو خاص طور پر بحث کے قابل ہی نہین قرار دیا۔ میرے نزدیک مولوی شبلی صاحب سے یہ بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے۔ ضرورت تھی کہ مدرسون کے بیان سے پیشتر پبلک تعلیم کا ایک علیحدہ ہیڈنگ قائم کیا جاتا۔ اس امر کی ضرورت کو خود مولوی صاحب ثابت کر رہے ہین۔ ہمارے دوست مدرسون کے بیان کو جس تمہید سے شروع کرتے ہین وہ یہ ہے "اگرچہ ۴۳ھ کے متصل ہی تمام ممالک اسلامی مین درس و تدریس کا ایک عظیم الشان سلسلہ قائم ہوگیا۔ اور انہین دو تین صدیون مین جس درجے کے سیکڑون ہزارون مجتہد۔ فقیہ۔ ادیب۔ شاعر۔ فلاسفر۔ مورخ۔ پیدا ہوگئے زمانے کو نو سو برس کی وسیع مدت مین بھی اس پایے کے لوگ نصیب نہین ہوئے۔ لیکن تعجب ہے کہ تاریخ کے صفحون مین چوتھی صدی کے آخر تک بھی کسی کالج یا اسکول کا نشان نہین ملتا۔ مسجدون کے صحن خانقاہون کے حجرے۔ علما کے معمولی مکانات یہی اُسوقت کے مدرسے یا دار العلوم تھے" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کی پبلک تعلیم مدرسون اور دار العلوم کی تعلیم سے بدرجہا زیادہ عمدہ اور بانتیجہ تھی۔ اصل یون ہے کہ جس تعلیم پر اسلام کو ناز ہے وہ وہی تعلیم تھی جس کے بیان کو مولوی شبلی صاحب نے مہتم بالشان نہین خیال کیا۔ کچھ یہ بھی نہین ہے کہ اس تعلیم کے متعلق زیادہ تفصیلی حالات نہ مل سکتے ہون۔ میرے خیال مین اُسکے حالات زیادہ وضاحت کے ساتھ معلوم ہوسکتے ہین۔ ہان ہمارے نمانی دوست کو طبقات محدثین اور تراجم متقدمین کے ورق الٹنے کی کسی قدر زیادہ تکلیف کرنا پڑتی۔ مین یہ نہین کہتا کہ اس امر پر انہون نے بحث ہی نہین کی۔ صفحہ ۹۱ مین اُنہون نے بظاہر انہین امور کے بیان کرنے کی ضرورت سے ایک باب باندھا ہے۔ اور کچھ حالات بیان کردیے ہین۔ مگر نہایت اجمال سے کام لیا ہے اور جتنی ضرورت تھی اُس سے کم ہی نہین بہت کم بیان کیا ہے۔ ہمارے نزدیک اس باب کے اسقدر حصہ کو جو اس قسم کی تعلیم سے متعلق ہے مدارس کے بیان سے

اور زیادہ تفصیل کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔ مگر کس منہ سے کہین کہ ہم اسکا نصف بھی نہین بیان کر سکتے جس قدر ہمارے لائق دوست بیان کر گئے ہین۔

۳۴ صفحہ مین ابتداءً تو عہد مامون کے بعض مدارس کو اشارۃً بیان کیا ہی اور پھر کئی صفحون تک ان مدارس کا حوالہ دیتے چلے گئے ہین جو نظامیہ بغداد سے پیشتر قائم ہوے تھے۔ گو اُن کا تفصیلی حال نہین معلوم ہو سکا مگر اُنکے ہونے پر کسی کو شک نہین ہو سکتا۔ آخر ۳۷ صفحہ سے نظامیہ کا حال شروع کر دیا ہے جو ۴۵۹ھ مین کھولا گیا تھا۔ ۴۰ صفحہ تک نظامیہ کا حال ہے۔ اور اس پر پہونچ کے بغداد کے اور مدارس کا حال بتانا چاہا ہے۔ اور ایک نقشہ بغداد کے بعض مدرسون کا دیا ہی جسمین تین خانے ہین۔ پہلے مین نام مدرسہ دوسرے مین بانی مدرسہ تیسرے مین کیفیت بیان کی ہے۔ اس نقشہ مین تو مدرسون کا حال ہی۔ جن مین سے اکثرون کی عظمت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ اُن کے مدرسون اور طلبہ مین بڑے بڑے مشہور علما کا نام نظر آتا ہے۔ اور نقشہ کے خاتمے پر سات اور مشہور مدرسونکے نام گنا دیے ہین جو خاص بغداد ہی مین قائم تھے۔ ۴۲ صفحہ سے مدرسۂ مستنصریہ بغداد کا تذکرہ شروع کیا ہے اور ۴۳ صفحہ کے ساتھ اُسکو بھی تمام کر دیا ہے۔

اب چھٹی صدی ہجری آگئی ہے اور سلطان نور الدین محمود زنگی اور سلطان صلاح الدین کے عہد کی علمی ترقیون اور مدرسون کا حال شروع ہوا ہے۔ ان حالات کو مولوی شبلی صاحب نے خوب تفصیل کے ساتھ لکھا ہی۔ یہان تک کہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ صلاح الدین کے عہد مین علما کی تنخواہین آج کل کے حساب سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ تھین۔ ان دونون دولتون کا حال ۴۶ صفحہ تک چلا گیا ہے اور ۴۷ صفحہ سے ایک نقشہ شروع ہوا ہے جو ۵۳ صفحے کے نصف حصے تک چلا گیا ہے اس نقشہ مین اُن مدارس کی فہرست ہے جو خاندان صلاحیہ اور خاندان نوریہ کی بیگمون سے قائم ہوے۔ اس نقشہ مین چار خانے ہین پہلے مین نام مدرسہ دوسرے مین بانی تیسرے مین مقام اور چوتھے مین کیفیت اجمالی ہے۔ یہ طولانی نقشہ بیالیس مدرسون کا نام ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ جنمین سے ۳۱ تو خاندان سلطان صلاح الدین کی یادگار ہین اور ۱۴ کی بنا خاندان سلطان نور الدین نے ڈالی۔

صفحہ ۵۴ - مین اُن مدرسون کا مجمل حال ہے جو مکہ معظمہ مین قائم ہوئے - اور ۵۵ صفحے مین ابتداءً تو اُس عظیم الشان دار العلوم کا ذکر کیا ہے جسکو ابن الناصر نے بڑی ہمت کرکے تعمیر کرایا تھا اور جسکی تعمیر مین چھ لاکھ روپے صرف ہوگئے - اور آخر مین ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے جس سے ہمکو اپنے ملک کی طرف سے بھی اسبارے مین کچھ مستعدی نظر آتی ہے - یعنی سلطان غیاث الدین شہنشاہ ہندوستان نے روپیہ بھیجکر مکہ معظمہ مین ابتداءً ایک اور پھر چار مدرسے قائم کرائے -

صفحہ ۵۶ - مین ایک اور فہرست اُن مدارس کی دی ہے جو دولت چراکسہ اور اتراک مین قائم ہوئے - اس فہرست مین دس مدرسون کے نام ہین علاوہ برین اس نقشہ مین دو خانے زائد ہین - ایک سنہ بنا کا اور ایک اسماے بعض مدرسین کا - اور آخر مین لکھہ دیا ہی کہ یہ مدرسے نہ تھے بلکہ یونیورسٹیان تھین -

صفحہ ۵۹ سے سلطنت عثمانیہ کے ترکی مدرسون کا ذکر شروع کیا ہے - اور اُن کی نہایت تعریف کی ہے کہ ان مدرسون نے پولیٹکل اصول سے سلطنت کے لیے عمدہ اور لائق عہدہ دار پیدا کرنا شروع کیے - اور قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طرز تعلیم جس سے اب یورپ نفع اُٹھا رہا ہے یہ خاص سلطنت عثمانیہ کا ایجاد ہی - کیونکہ مدرسین کو پنشن بھی ملتی تھی - اس باب مین کہ سلطنت اہل علم اور فضلا کی قدر کرے اور بادشاہ پر علما کا اثر ہو مولوی شبلی صاحب سلطنت ترک کو دنیا کی کل سلطنتون سے اول درجہ پر مانتے ہین - یہ بیان ۶۴ صفحہ تک چلا گیا ہے جنمین سے دو صفحون پر سلطنت عثمانیہ کے چالیس نامور اور مشہور کالجون کا نقشہ دیا ہے - اس نقشہ مین نام مقام بانی تنخواہ مدرسین اور کیفیت کے پانچ خانے ہین - تنخواہ کل مدرسون کی یومیہ کے حساب سے ہی - اور کم سے کم ۱۵ یومیہ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ یومیہ ہے - شاید مدرسون کو اتنی تنخواہ کسی سلطنت نے نہ دی ہوگی

۶۵ صفحے مین مولوی شبلی صاحب نے اسپین اور ہندوستان کی طرف توجہ کی ہی - اسپین کی نسبت باوجود اسکے کہ اُسکی علمی شہرت کو بغداد سے کم درجے پر نہین مانتے ہین مگر افسوس کے ساتھ لکھتے ہین کہ وہان صرف مسجدون کے صحن مین تعلیم ہوتی تھی علمی معمار تعلیم سے پوری سرزمین خالی تھی - اور اس مضمون کو جس خوبصورتی سے

اُنہون نے ادا کیا ہے اُنہین کا حصہ تہا۔ مگر ہم مولوی شبلی صاحب کے اس دعوے کو ہرگز نہین تسلیم کر سکتے۔ اسپین کی اسلامی سلطنت نے بہت سے اسکول کہولے تھے خود اسپین کا نامی مورخ ڈاکٹر کانڈی عقبہ بن الحجاج کے بیان مین جو خلافت بنی امیہ کی طرف سے والی اسپین مقرر کر کے بہیجا گیا تہا لکہتا ہے کہ "اسنے اسپین کے مختلف شہرون مین تعلیم کے لیے مدرسہ قائم کرائے۔ اور بیت المال سے انکو مصارف مقرر کرا کے انکو مضبوط کر دیا" اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہان مدارس سے مسجدون کے صحن نہین مراد ہین بلکہ وہ عمارتین مراد ہین جو تعلیم کے لیے بنائی گئی ہون ہندوستان کی نسبت بہی یہی خیال ظاہر کرتے ہین مگر علمی حیثیت سے اسکو بہی بالکل گرا ہوا نہین تصور کرتے۔ بلکہ بڑے بڑے مشہور علما کے نام پیش کرتے ہین جو واقعی ہندوستان ہی نہین اسلام کے لیے باعث فخر ہو گئے ہین۔

۶۷۔ صفحے مین ایک اسلامی مدرسہ جزیرہ کا ذکر ہے جسمین تین ہزار لڑکے تعلیم پاتے تھے

۶۸۔ صفحے مین مدرسون کا باب ختم ہو گیا ہے جسکے آخر مین سلرنو کے کالج کا ذکر ہے جو اہل اسلام کی برکت سے اٹلی مین قائم ہوا تہا۔

۶۹۔ صفحے مین مولوی صاحب نے تعلیم کا وہ دور شروع کیا ہے جسکی نسبت ہم نے اعتراضاً لکہا کہ مدرسون کے ذکر سے پہلے اور تفصیل کے ساتھ ہونا چاہیے تہا۔ اس بیان کو ایک جوش پیدا کرانے والے سین سے شروع کیا ہے جسمین اسلامی گذشتہ وقعت آنکہون سے نظر آتی ہے۔ اسمین وسعت تعلیم۔ طرز تعلیم۔ شرائط اعلی تعلیم۔ مجالس مناظرہ۔ اور آخر مین تنزل تعلیم کے اسباب۔ اور چند اور امور بیان کر کے اس شعر پر اپنے بیش بہا مضمون کو تمام کر دیا ہے۔

"گر فتم کز حریفان بیش یا کم میتوان گفتن ٭ "ز وسعت تا چہ آمد" آخر انیم مے توان گفتن"

یہ مضمون اس قدر بڑہ گیا کہ اب ہمین زیادہ کہنے کی اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے کی جرأت نہین پڑتی۔ صرف اسیقدر عرض کر دینا کافی ہے کہ مولوی شبلی صاحب نے اس کتاب کے ذریعے اپنا دیکہا ہوا ایک نقریب خواب ہمین دکھلا دیا ہے۔ اور ہم اسدرجہ محو ہو رہے ہین کہ گہڑی گہڑی دہد مین آ آ کر چاہتے ہین کہ یہ خواب اپنی قوم بہر کو دکھا دین۔ جسے دیکہنا ہو ۷ روفتر پیام یار لکہنؤ چوک مین بہیجدے۔ اور اگر جلد کتاب منگوانا ہو تو ۱۲ ار یا ویلیو پے ایبل طلب ہو۔

دار الخلافت بغداد

اِس تاریخی شہر کی رونق اور شان و شوکت تو ہم دکھا چکے اب یہ بتانا چاہتے ہین کہ کیا ہوا جو اسپر اتنی بڑی تباہی آگئی کہ یا تو وہ ترقی تھی اور یا یہ حال ہے کہ آج کوئی بغداد مین جاکے دیکھے تو کچھ نہین۔

افسوس اس کا حال بیان کرنیکے لیے دل بھی نہایت سخت چاہیے۔ اپنے ادبار کی صورت کسی سے نہین دیکھی جاتی۔ مگر زمانہ اب چارون طرف سے ہمین زوال ادبار کی صورتین دکھا رہا ہے تو ہم کیون خاموش رہین۔ جہان وہ دل خوش کن کہانی سنی وہان یہ جگر خراش داستان غم بھی سننا چاہیے۔ لیکن ہم سچ کہتے ہین کہ کلیجے پر بہت بڑا پتھر رکھ لیا ہے تب یہ اپنی بدمستی کی تصویر دکھانے کی جرأت پڑی ہے۔

واقعی اسلام نے بغداد کی رونق بازار مین جسقدر سرگرمی دکھائی اوسیقدر محبت بغداد کو اسلام کے ساتھ ہوگئی تھی۔ دولت عباسیہ کے بانیون نے اپنی سلطنت کے لیے اگرچہ بہت گہری بنیاد ڈالی تھی اور یہی سبب تھا کہ تقریباً چھ سو برس تک یہ سلطنت قائم رہی مگر زمانے نے اپنے معمول کے موافق رفتہ رفتہ اسمین زوال کے اسباب پیدا کرنا شروع کر دیے۔ جو جو زمانہ گذرتا گیا وہ دولت عباسیہ کے ارکان ضعیف ہوتے گئے۔ نسل عباس مین عشرت پسندی بڑھتی گئی اور وہ اصول جانشینان خلافت کے دماغ سے نکلتے گئے جو عموماً اپنی حفاظت کے لیے ضروری ہوا کرتے ہین۔ قطع نظر اسکے زمانے نے انھین یہ بڑا دھوکا دیا کہ تمام دنیا سے اسلام مین انکی تعظیم ایک مذہبی جزو سمجھ لیگئی جس کسی کو بادشاہی یا امیر الامرائی کا خطاب لینا ہوتا تھا گو بیاد ری اور فتحمندی مین وہ کتنا ہی سربرآوردہ و نامور ہو مجبوراً و اعتقاداً دولت عباسیہ کے آگے سر جھکا دیا کرتا تھا۔ آخر ہر ملک نے اپنے لیے ایک نیا حاکم پسند کر لیا۔ اور دار الخلافت کے ماتحت صرف

صوبۂ عراق رہگیا۔ مگر کسی کا بادشاہ بنانا صرف خلفاے عباسیہ کے اختیار مین تھا۔ تاجدار عباس بالکل پچھلا شاہنشاہ دہلی تھا۔ جو برائے نام ہندوستان کا شہنشاہ مانا جاتا تھا اور اصل مین تھوڑی سی گرد و نواح کی زمین کا مالک تھا۔ باوجود اس ضعف سلطنت کے یہ خاندان عرب کی گذشتہ تمدنیون اور علم نبوت کی ترقیون کا یادگار تھا۔ بغداد نے عرب کا پورا ساتھ دیا۔ اور اسکے تباہ ہوتے ہی گویا عرب کے ہاتھ سے سلطنت نکل گئی اسلام کو جو تعلق عرب سے ہے اوسکا حال ہر شخص پر روشن ہے چونکہ زوال بغداد سے عرب پر اور در پردہ خود اسلام پر تباہی آنیوالی تھی اسلیے خدا نے بھی تباہی بغداد سے ایک سال پیشتر عجیب و غریب آثار و بازظاہر کر دیے۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ دوست شاید اُن اُمور کو سنکے ہنسین گے مگر اونہین یہ دریافت کرکے تعجب معلوم ہوگا کہ یہ تمام معاملات خاص ایک مشہور و معروف اور مستند انگریزی مورخ کی تحریر سے نقل کیے جاتے ہین۔ وہ لکھتا ہے کہ "بہت سے اس قسم کے انار ایک عرصے تک اون مقدس شہرون مین نمایان ہوا کیے جنکو حضرت رسول کے قیام کی عزت حاصل تھی۔ کامل ایک مہینے تک کوہ اُحد کی جانب ایک عجیب قسم کا شعلۂ آسمان پر چمکا کیا۔ جسکی عجیب روشنی سے تمام میدان چمک اوٹھے۔ مدینۂ منورہ مین ایک ایسا زلزلہ آیا کہ سارا شہر ہل گیا۔ اور ایک ہفتہ سے دو شنبے تک ہر وقت شب و روز زمین سے ایک ایسی ہشت ناک آواز نکلا کی کہ عموماً لوگ خوف زدہ ہوگئے۔ وادی سعدی بیچ سے تڑق گئی اور اوسمین سے شعلے نکلنا شروع ہوئے۔ اون شعلون سے انگارے اور پتھر چٹخ چٹخ کے چارون طرف گرتے تھے۔ اور اونمین ایسی تیز روشنی تھی کہ مدینے کے مکان اسدرجہ روشن ہوگئے کہ گویا بہت سے چراغ روشن ہین۔ اور یہ روشنی مکہ سے بھی نظر آتی تھی۔ اس روشنی سے لوگ اسقدر خوف زدہ ہوے کہ غلام آزاد کرنا شروع کیے خدا کی راہ مین خیرات دینے لگے اور روضۂ مقدس کے گرد جمع ہوکر دعاے مغفرت کرنے لگے۔ اس سال قحط نے ملک شام کو تباہ کر دیا۔ ملک عراق مین ایسا سیلاب آیا کہ پچاس روز تک پانی نے اترنے کا نام نہ لیا۔ خود بغداد اس سیلاب مین اسقدر ڈوب گیا تھا کہ اکثر دو منزلے مکان بھی پانی مین ڈوبے ہوے تھے۔ اور آدھا ملک عراق قابل زراعت نہ رہا۔ غرض قدرت نے انسان کے خوفناک ہونیکے پورے اسباب مہیا کر دیے تھے۔ اور واقعی یہ اور بہت بڑی مصیبت کے مقدمہ تھے۔"

مگر کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ اہل بغداد باوجود ان سب آثار کے دیکھنے کے اپنی حفاظت کا سامان کرنا درکنار باہمی مخالفتوں اور عداوتوں مین پڑے ہوئے تھے۔ غور سے دیکھیے تو خود خلیفہ مستعصم باللہ پچھلا جانشین نسل عباس خود اپنی تباہی و بربادی بغداد کا بانی ہوا۔ اونہونے اسماعیلیہ خاندان کی سلطنت ملک ایران مین قائم ہونے اون لوگون کی جرأت و سپھگری کو زمانہ مانتے ہوئے تھا۔ اور چونکہ اس جدید سلطنت نے خلافت بغداد مین فرق ڈالدیا تھا اسوجہ سے خلفائے بغداد و شاہان اسماعیلیہ مین عداوت تھی۔ علاوہ برین یہ لوگ عظمت بغداد کے چندان معتقد بھی نہ تھے بس اسی عداوت کی بنا پر خلیفہ مستعصم باللہ نے مغلون کے بادشاہ کو ایک خط لکھا کہ ملک ایران پر حملہ کرکے شاہان اسماعیلیہ کو تباہ کردے۔

مغلون کے دل نئے اور تازہ جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ اور گویا فتحمندی کا مزہ بھی اونہین جدید حاصل ہوا تھا۔ یہ اونے اشارہ اُنکے لیے کافی ہوگیا۔ مغلونکی فتوحات کا بانی چنگیز خان تھا۔ جسنے اپنی وسیع قوم کو صحرا نشینی اور وحشت کے مقام سے نکال کے ایک عالمگیر سلطنت کے تخت پر بٹھادیا۔ شمالی حصہ چین بخارا و خوارزم وغیرہ کو اپنے ہی زمانے مین برسی سرکرا لرائیان لڑکے فتح کرچکا تھا۔ اور اس مرتبہ دولت کو اپنی زندگی ہی مین پہونچگیا تھا کہ اوسکے محل مین پانسو پری جمال لونڈیان تھین چنگیز خان کے بعد اوسکا اقتائی خان تخت پر بیٹھا اقتائی خان کے بعد خایوک خان بادشاہ ہوا اور خایوک خان کی جگہ منغو خان اوسکا چچازاد بھائی اور چنگیز خان کا پوتا حکمران ہوا۔ مستعصم باللہ نے یہ خط و کتابت منغو خان سے کی تھی۔ یہان کس بات کی دیر تھی۔ منغو خان نے فوراً ایک فوج مرتب کی اور اپنے حقیقی بھائی ہلاکو خان کو سپہ سالار مقرر کیا۔ جب ہلاکو خان چلنے لگا تو منغو خان نے کہا "ایک بیشمار اور طاقت ور فوج کے ساتھ مین تجھے توران سے ایران پہنچتا ہون جہان بڑے بڑے بادشاہ ہوچکے ہین۔ تیرا فرض ہے کہ ہر اولی و اعلیٰ معاملہ مین چنگیز خان کے آئین و رسوم کی پابندی کرے۔ اور دریاے عمان سے دریاے نیل تک تمام ملکون پر قبضہ کرلے۔ جو لوگ تیری موافقت کرین اونکو ساتھ رکھ اور جو نافرمانی کرین اونکو مع زن و بچہ کے خاک مین ملادے۔ اسماعیلیہ سلطنت فتح کرکے ملک عراق کے فتح کرنیکا ارادہ کر خلیفہ بغداد اگر تیری اطاعت کرے تو خیر ورنہ اوسکے ساتھ بھی اوسی سلوک سے پیش آ جو

اور ون کے ساتھ کرے گا"

جمادی الثانی ۶۵۶ھ مین کیتوغا نائیان ایک نامور ترکی افسر نے ہلاکو خان کے مقدمۃ الجیش کے طور پر دربار منغو خان کو چھوڑا - اسی سال مین وہ دریاے عمان سے اُتر گیا اور چند ہی روز مین سلطنت اسماعیلیہ کا خاتمہ ہو گیا - قریب قریب اسماعیلیہ خاندان کے کُل لوگ قتل کر ڈالے گئے - حتے کہ کوئی شیر خوار بچا بھی نہ بچا جو اپنی مان کے سینے سے لپٹا رہگیا ہو غرض تلوار نے میدان ایسا صاف کر دیا کہ اصلاح کوہستان یعنی مغلون کی قیام گاہ اور بغداد کے درمیان مین کوئی روکنے والی چیز باقی نہ رہی -

بغداد کے لوگ اوس زمانہ مین دو فرقون پر منقسم تھے - شیعہ اور سُنّی مستعصم باللہ کا وزیر مؤید ابن علقمی شیعہ تھا - اور مؤید کی وزارت نے شہر بغداد مین اہل شیعہ کا زور سابق کے بہ نسبت زیادہ بڑہا دیا تہا - دوسری طرف سنیون مین مجاہد الدین ایک تھا - مجاہد الدین خلیفہ کا سکرٹری بغداد مین ایک بڑا موثر شخص تھا - سب سے زیادہ یہ کہ مجاہد الدین کی نوجوانی نے اوسکے جوش مذہبی کو اور اُبھار دیا تھا - ان دونون کی مخالفتین روز بروز دونون گروہونکو اشتعال دلاتی گئین - اور آخر یہ ہوا کہ بغداد کی سڑکون پر روز شیعہ اور سنیون مین تلوار چلتی رہتی تھی - ان مذہبی معصیات خانہ جنگیون نے یہانتک ترقی کی کہ فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا - اور عام طور پر شہر مین بدعملی رہنے لگی - آخر مجاہد الدین ایک نے خلیفہ پر واجب ثابت کیا کہ جسطرح ہو سکے اہل شیعہ کو دبائے ان لوگون کا سر اوٹھانا خلافت کے حق مین نہایت مضر ہوا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وزیر مؤید الدین نے خلافت کی مخالفت پر کمر باندہی اور مجاہد الدین کی عداوت کا بدلہ خود خلیفہ کی جان سے لینا چاہا - یہ شیعہ اور سُنّی ہی کی مخالفت تھی جس نے خلافت بغداد کا تباہ کرنا کیسا دین اسلام کو عموماً دنیا مین ضعیف کر دیا - ہم یہ نہین کہتے کہ خلیفہ مستعصم باللہ کوئی اچھا شخص تھا عیش و عشرت نے اُسے بالکل بیکار کر دیا تہا - وہ ہرگز تخت کے قابل نہ تھا - ہر وقت سات سو نازنین و مہ جبین حورتون اور ایک ہزار خواجہ سراؤن کے جھرمٹ مین رہتا تہا - سال بھر مین صرف ایکبار اپنے محل سے باہر نکل کے دنیا کی صورت دیکھتا تہا - شہر بغداد کی سڑکون پر جو ہنگامہ بپا رہا کرتا تھا اوسکی آواز اوسکے کانون تک بہی نہین

پہنچتی تھی۔ اور اگر پہونچتی تھی تو ایک خواب پریشان سمجھ کے وہ بہلا دیا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی ایک باجاہ وجلال اسلامی قدیم سلطنت کی یادگار تھا۔ گو ملک رانی کی صلاحیت اوس مین نہ تھی مگر سچ پوچھیے تو زوال ملک کا اصل سبب وہ نہین ہوا۔

بلکہ مسلمانون کا باہمی نفاق باعث زوال دولت عرب ہوا۔ یہ صرف ہماری شامت اعمال تھی۔ اور افسوس تو یہ کہ باوجود اتنے نقصانون کے ہم اپنی قدیمی عادات پر باقی ہین۔ ہم تباہ ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین اور دیکھیے یہ تباہی کہان پہونچاتی ہے۔ یہ عبرتناک تماشے اوبار ہمین چھ سو برس سے دکھا رہا ہے اور ہم نہین دیکھتے۔ ہمارے شیعہ اور سنی آج بھی اوسی سرگرمی سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنیکو موجود ہین۔ ایخدا تو انہین ہدایت دے کہ اب بھی سنبھلین الغرض مستعین باللہ نے اپنے مذہبی جوش سے کام لیکے مجاہد الدین ایبک کو خلعت اور ایک فرمان جاری کیا کہ مجاہد الدین سلطنت کا خیرخواہ اور فرمان بردار خادم ہے۔ اور جو کوئی اوسکے خلاف ہو جو تا ہے آیندہ سے ہمارے نام کے بعد خطبون مین اوسکا بھی نام شامل کیا جائے" اس کارروائی سے وزیر مؤید کی آتش غضب اور بھڑک اوٹھی۔ اوس نے وہ تدبیر کرنا چاہی کہ تمام بغداد تباہ ہوجائے اور مغلون کی تلوار کل زن ومرد کا فیصلہ کردے۔ وزیر مؤید خفیہ طور پر جاکر ہلاکو خان سے ملا۔ اوسکو راے دی کہ بلا تامل بغداد پر حملہ کردے۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت سے عہد وپیمان کیے۔ وعدہ کرلیا کہ بغداد پر بے کھٹکے آپ کا قبضہ ہوجائیگا۔ مؤید ہلاکو کو سمجھا بجھا کے واپس آیا اور خلیفہ کے دربار مین حاضر ہوکر نہایت خیرخواہی کے لہجے مین اوسے مشورہ دیا کہ یہ فوج ضرورت سے زیادہ ہے۔ اسمین بہت سی چاہیے کہ چھڑا دیجائے۔ بیکار بہت سا روپیہ تلف ہوتا ہے اور کچھ حاصل نہین۔ خزانے مین اس تدبیر سے بچت ہوگی اور سلطنت فائدے مین رہے گی۔ اور حضور آپ تو جانشین رسول صلعم ہین۔ خدا آپ کا مددگار ہے آپ کو ان لوگون کی کیا ضرورت ہے تمام فاتحان ایشیا ہمیشہ علم خلافت اسلام کے آگے سر جھکا دیا کیے ہین۔ محمود غزنوی اور طغرل بیگ سلجوقی کی طرح ہلاکو خان بھی حضور کے آگے سر اطاعت جھکا دیگا۔ اس مشورے پر خلیفہ عمل کرچکا تھا کہ ہلاکو خان کا ایک خط دارالخلافت مین آیا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا:۔

"مغلونکی فوج نے اس ملک کے لوگون کو جو سزائین دی ہین اونکا حال آپکو عام طور پر معلوم ہو چکا ہوگا۔ مشرقی خوانین اور بادشاہ جس عمدگی سے تباہ اور مغلوب کیے گئے اوسکی نسبت ہمین خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ان مقامات مین آجتک جبر بادشاہ نے اپنی سلطنت قائم کی اوسپر بغداد کے پھاٹک بند نہین رہے چونکہ ہمنے بھی بہت سی فتوحات حاصل کی ہین لہذا کوئی وجہ نہین کہ اس شہر کے پھاٹک ہم پر بند رہین۔ تمھارے پاس جو کچھ مال و دولت ہے ہمارے حوالے کردو ورنہ غضبناک ہوکے مین اپنی فوج بغداد پر روانہ کرونگا اور تمھارے ملک بھر مین ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔ تمھارے شہر۔ تمھاری اراضی۔ تمھارے صوبے۔ سب مین آگ کے شعلے بھڑک رہے ہونگے"

خلیفہ بغداد نے اس خط کا نہایت سخت جواب دیا۔ ابتدا اُسنے ہلاکو خان کو اس امر پر بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ وہ اپنے تئین بہت بڑا فاتح تصور کرتا ہی حالانکہ اوسنے ابھی بہت مختصر زمانہ کامیابی کا نصیب ہوا ہی۔ اسکے بعد لکھا شاید ہلاکو خان کو نہین معلوم ہی کہ مشرق سے مغرب تک تمام مومنین خاندان خلافت کی غلامی اپنا فخر سمجھتے ہین۔ اور سب کے سب بات کہنے مین بڑی طاقت ور فوجون کے ساتھ شہر بغداد کے گرد جمع ہو جائینگے۔ وہ لوگ فاتح ایران کو تباہ کرکے توران مین گھسینگے اور اون نوخیز لوگون کو کاٹ کے ڈال دینگے جنھون نے وہانکی سلطنتون پر قبضہ کرلیا ہی۔ مگر باوجود ان باتونکے ہمکو خونریزی سے نفرت ہی۔ اگر ہلاکو خان خراسان کی سرحد سے واپس جائیگا تو ہم معاف کرینگے۔ یہ جواب پاکے ہلاکو خان نہایت غضبناک ہوا اور خلیفہ مستعصم کو لکھ بھیجا کہ "مین بیشمار فوج لیکر نہایت عجلت کے ساتھ بغداد پر آتا ہون اور تمکو سوا سخت لڑائی کے کسی بات مین مفر نہین ہے" یہ خبر پہونچتے ہی بغداد مین تہلکہ پڑ گیا مگر خلیفہ کو اپنی روحانی قوت اور خدا کی مدد پر پورا بھروسا تھا۔ اوسنے ہلاکو خان کے ایلچی کو بہت کچھ دھمکایا کہ نسل عباس کی عداوت مین جو کوشش کریگا اوسپر خدا کا غضب نازل ہوگا اور ہلاکو خان نے دو سردارون کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ بغداد کے داہنے اور بائین جانب روانہ کیا اور خود باقی فوج کو ہمراہ لیکے کرمان شاہ اور حلوان کے راستے سے روانہ ہوا۔ دنیا اور بیونچ کے خلیفہ کا اور ایک ایلچی ہلاجیکے پاس یہ سے درخواست کی گئی تھی کہ اگر وہ اپنے ارادے سے باز آئے تو

خلافت کیطرف سے کچھ سالانہ مزاج دیا جایا کریگا۔ مگر اوسنے نامنظور کیا۔

۹۔ محرم ۶۵۶ھ کو ہلاکو خان کی روانہ کی ہوئی دونو فوجین دونو جانب سے بغداد پر پہونچین اور بغداد کی فوج سے ایک لڑائی ہوئی مگر چند ہی ساعت مین بغداد والے بھاگ کے شہر مین چھپ رہے۔ دوسرے روز عاشورے کے دن ہلاکو خان مع اپنے ہمراہیون کے پہونچا اور دوسری لڑائی ہوئی۔ مسلمان فوج نے ہر طرف سے شکست کھائی اور آخر اس روز بھی بغداد مین جا کے پناہ لی۔

۱۱۔ محرم کو مغلون کی تینون فوجون نے تین طرف سے شہر بغداد پر حملہ کیا۔ یہان سے کچھ فاصلے پر آثار بابل کے قریب حلہ مین سادات رہا کرتے تھے۔ اونمین کے تین نامور شخص اندنون اونکے سرگروہ اور مقتدا تھے۔ اون تینون نے عین اسوقت ہلاکو خان کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ بخوشی آپکی اطاعت قبول کرتے ہین۔ اور نہایت دردمندی کے لہجے مین اون مصائب کو ظاہر کیا جو صدہا سال سے برابر خاندان عباس کے ہاتھون اونہین نصیب ہوتے رہین۔ اسکے بعد لکھا کہ ہمین آپکی فتح کی امید ہے کیونکہ اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے فرمانے کے بموجب ہمین معلوم ہے کہ بغداد کی تباہی کا زمانہ گیا۔ ہلاکو خان پیشین گوئی سنکے نہایت خوش ہوا اور ایک مختصر فوج روانہ کی کہ حلہ پر جاکے قبضہ کرے اور اون لوگونکو عذر و قتل کی آفتون سے محفوظ رکھے۔ مغلون نے اب شہر بغداد کا ایسا شدید محاصرہ کیا کہ بغداد والے نہ اوسکو دفع کر سکتے تھے اور نہ اوسکو متحمل ہو سکتے تھے۔ آگ اور پتھر برسانے والی کلین چار و نطرف نصب کر دی گئین۔ ہلاکو خان بہت سے چینی کاریگر اپنے ہمراہ لایا تھا جنکو آتش باری کے سامان درست کرنے مین کمال حاصل تھا۔ اونہون نے ان کلون کو مناسب موقعون پر لگا دیا۔ اور شہر پر آتش باری ہونے لگی۔ چھ دن تک علی التواتر شہر پناہ توڑی گئی اور شہر کے مختلف مقامون مین آگ لگا دی گئی۔ مغلون کی جانب سے اس امر مین بڑی کوششین ہوئین کہ بغداد کے لوگونمین مخالفت اور نفاق پیدا ہو۔ تمام شہر مین مشہور کر دیا گیا کہ جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہین اون سکے لیے کوئی خوف کا مقام نہین ہے۔ وہ پورے طور پر امن و امان مین رہین گے۔

جمعہ کے روز ۲۵ - محرم کو برج فارس جو بغداد کی مشہور عمارتون مین تھا مسمار کر دیا گیا اور اوسکے بعد والے دوشنبہ کو مغلون نے سمت فصیل شہر پر یورش کی - اور اوسی آنکھ بغداد والون نے مشرقی جانب جو مورچہ بندی کی تھی اوسپر بھی مغلون نے حملہ کر کے شکست دیدی - اسکے بعد مغلون نے کشتیان جمع کر کے دریا پر پل باندھا - اور مدائن اور بصری کی سڑکون پر دس ہزار آدمی معین کر دیے کہ بغداد والون مین سے جو کوئی ادھر جانیکا قصد کرے اوسکو گرفتار کر لین - اب اسوقت ہلاکو خان کے پاس خلیفہ بغداد کی طرف سے قاصد پر قاصد چلے آتے تھے کہ ان ظلمون سے باز آئے مگر بالکل سماعت نہوی - آخر خلیفہ نے اپنے بڑے بیٹے اور ولیعہد کو بھیجا جسپر ہلاکو خان نے اتنی آمادگی ظاہر کی کہ اپنے افسرونکو شرائط صلح قائم کرنیکے لیے روانہ کیا - کچھ عرصے تک فوجی اور حملہ آوری کی کارروائیان رکی رہین - مگر بغداد کی قسمت مین تباہی ہونا تھا - عہدنامہ ہنوز مکمل نہونے پایا تھا کہ ہلاکو خان پر ایک تیر ایسا پڑا کہ وہ زخمی ہوگیا - یہ زخم کھاتے ہی اوسنے دلمین ٹھان لی کہ اپنی تکلیف کے انتقام مین تمام شہر کو خاک مین ملا دونگا - دلمین یہ تدبیر ٹھہرا کر ایک مسلمان شخص کو بغداد کے صدر پھاٹک پر بھیجا اور اوسکی طرف سے منادی کرادی کہ جو کوئی ہلاکو خان کی پناہ مانگیگا اور اپنے تئین سپرد کردیگا اوسکو پناہ دیجائیگی - اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ چارون طرف سے ہزارہا آدمی آتے تھے اور اپنے تئین اوس مسلمان شخص کے سپرد کر دیتے تھے - یہ سب لوگ دس گروہون پر تقسیم کیے گیے اور سب کے سب مغل سپاہیون کے ہاتھ سے کاٹ ڈالے گئے - خلیفہ مستعصم باللہ کا سگا بڑا بیٹا مجاہد الدین ایبک یعنی وہی سنیون کا سرگروہ اور سلیمان شاہ سپہ سالار دولت عباسیہ اور اوسکے سات سو عزیز و اقارب کا شمار بھی انہین مقتولون مین تھا - خلیفہ نے سب طرف سے مایوس ہوکے اپنے بدخواہ وزیر ابن علقمی کی طرف رجوع کیا اور پوچھا "اب تمہاری کیا رائے ہے - اسوقت مین کیا کرون ؟" ابن علقمی نے نہایت بیمروتی اور بیرحمی کی آواز مین جواب دیا "اب کچھ نہین ہوسکتا - تلوار تیزی سے چلنے لگی - اور قتل و خون کی ہوا چل رہی ہے" آخر کار جب خلیفہ سے اپنی جان بچانے کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی اور بالکل مایوس ہوگیا تو قصد کیا کہ اپنے تئین مغل فاتحون کے ہاتھ مین دیدیے - ۴ صفر ۶۵۶ھ ہجری کو خلیفہ مستعصم نے اپنے بھائی اور دو بیٹون اور تین سو خواص شہر کے

سات جنمین سادات قاضی خطیب اور بہت سے مقربین خلافت شامل تھے محصور شہر بغداد سے نکلکر اپنے تئین ہلاکو خان کی پناہ مین دیدیا۔ ہلاکو خان بظاہر اسباب خلق ورحم سے پیش آیا اور درخواست کی کہ آپ شہر کے تمام مسلح آدمیون کو حکم دیدیجیے کہ ہتھیار ڈالدین اور شہر پناہ کے پھاٹکون کے سامنے جمع ہوجائین تاکہ عام طور پر اونکا شمار کرلیا جائے۔ خلیفہ نے فوراً یہ حکم دیدیا۔ اور شہر والون نے تعمیل کی۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان سپاہی جوق جوق مغلی کیمپ مین آتے تھے اور قتل ہوتے تھے۔ اب شہر بالکل غیر محفوظ رہگیا اور اوسوقت کوئی بھی بغداد کا حامی نہین نظر آتا تھا۔ اور مغل لوگ بے روک ٹوک خونریزی کرکے اپنے حوصلے پورے کرنے لگے۔ چونکہ شہر چارون طرف سے محصور کرلیا گیا تھا لہذا کسی مین یہ بھی مجال نہ تھی کہ بھاگ سکے۔ ہلاکو خان کے حکم سے شہر پناہ کے نیچے والی کھائیان پاٹ دی گئین اور دیوار شہر منہدم کردی گئی۔

۷ صفر روز شنبہ سے قتل عام کا بازار گرم ہوا۔ شہر تدریجاً مغلون سے بھر جل کے خاک مین مل گیا۔ سڑکون پر خون کی ندیان بہنے لگین علما و فضلا کے اور شاہی کتب خانون کے یا تو آگ بھڑک رہی تھی اور یا اوسکی کتابین دریا کے دجلہ مین بہ رہی تھین۔ فارسی اور چینی سونے کے سامان۔ عربی گھوڑے۔ مصری خچر۔ یونانی اور حبشی پریوش لونڈیان اور غلام سونا اور چاندی اور جواہرات اس افراط سے مغلون کے ہاتھ لگے کہ کبھی پیشتر اونکا کوئی افسر بھی اسقدر متمول نہ تھا جسقدر اب اونکا ہر ادنے سپاہی دولتمند نظر آتا تھا۔ بغداد کی چھ سو برس کی جمع کی ہوئی دولت جسکے سامنے رومی ہمیشہ دست بستہ کھڑے رہے اور جو یونانی خزانون سے کھود کھود کے فراہم کی گئی تھی اوسکو ان ظالم اور وحشی ترکون نے جس سنگدلی سے لوٹا ہے اوسکو مورخین ہمیشہ حسرت و افسوس کے ساتھ یاد کرتے رہین گے۔

اب خلیفہ مستعصم اور اوسکے شاہزادون کی امور کے تصفیہ کرنے کے لیے ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ گو دو روز تک برابر شب و روز قتل و غارت کا بازار گرم رہا مگر دولت عباسیہ نے اتنا سامان نہین فراہم کیا تھا کہ دو روز کے لوٹنے مین لٹ سکتا۔

۹ صفر کو ہلاکو خان شہر بغداد مین داخل ہوا اپنی فوج کے ہزارہا عمایدکی ایک عظیم الشان دعوت کی اور خلیفہ بغداد ان سب لوگون کے سامنے حاضر کیا گیا۔ ہلاکو خان نے

تمسخر کے لہجے مین خلیفہ سے کہا "کیا تمہی ہو جنکو ہمارا استقبال کرنا چاہیے کیونکہ ہم تمہارے مہمان ہین - آؤ اور بتاؤ کہ کون کون عمدہ چیزین ہمین دینے کے لئے تمنے رکھ چھوڑی تہین" خلیفہ نے اپنے خزانیکے قفل توڑے اور دو ہزار جوڑے مرصع کپڑونکے - دس ہزار اشرفیان - بیشمار جواہرات - نکال کے حوالے کیا - ہلاکو خان نے ان چیزون کو ذلت کے ساتھ اپنے افسرون کے سامنے پھینک دیا اور بدنصیب خلیفہ بغداد کیطرف دیکھکر کہنے لگا "یہ تو وہ چیزین ہین جنکو کوئی ڈھونڈتا تو یون بھی پا جاتا اور بغیر تمہین خبر کیے چرا بھی سکتا تھا - وہ خزانے کہان ہین جنکو چھپا رکھا ہی" خلیفہ کے حکم سے لوگون نے محل شاہی کے نیچے کھودنا شروع کیا - کھودتے کھودتے ایک بہت بڑا خزانہ نکلا - جسمین بے انتہا سونا بھرا ہوا تھا - ہلاکو خان نے اسمین سے تھوڑا سا سونا ایک پلیٹ مین بھر کے مستعصم کے سامنے اسطرح رکھدیا جسطرح کوئی کھانیکی چیز رکھ دی جاے مستعصم حیرت سے ہلاکو خان کا منہ دیکھنے لگا کہ یہ کوئی کھانیکی چیز نہین ہی - جسپر ہلاکو خان نے جواب دیا پھر تمنے اسے کسواسطے رکھ چھوڑا تھا - یا اپنی فوج کو دیا ہوتا کہ تمہاری حفاظت کرتی یا مجھے بھیج دیا ہوتا کہ مین بغیر لڑائی کے پلٹ جاتا -

دوسری شب کو ہلاکو خان شہر سے نکلا اور اپنے لشکر گاہ مین گیا - مورخین کا بیان ہی کہ اتنی دولت ہلاکو خان کے ہاتھ لگی کہ اوسکے خیمے کے گرد تمام سامان دولت کا ڈھیر ہوتے ہوتے پہاڑ سا لگ گیا -

اب شہر تباہ کیا جانے لگا بہت بڑی بڑی گنبد - مینار - محل - برج - زمین پر مسمار کرکے گرا دیے گئے اور آگ لگا دی گئی - خاص خلیفہ کا محل اور موسی جواد کی مسجد اور تمام وہ عمارتین کہ ناموران اسلام کی یادگار تہین یا مختصر الفاظ مین یون کہا جاوے کہ شہر کی کل عمدہ عمارتین خاک مین ملا دین گئین مکانون کے منہدم ہو جانے سے سڑکین ایسی رہ گئین کہ اونمین کوئی پہچان نہین سکتا تھا کل باشندگان شہر قتل کرڈالے گئے سوا چند گھسیارون اور گاے بھینس والون کے کوئی نہ بھاگ سکا قتل و خون کا کام اس شدت سے سرانجام دیا گیا کہ مورخین بیان کرتے ہین جسطرح سے حضرت موسیٰ کے وقت مین دریاے نیل خون آلود ہو کے سرخ بہنے لگا تھا یہان

دریاے دجلہ کا پانی سُرخ ہوگیا تھا۔ بے کفن لاشون کے پھولنے اور سڑنے سے اسدرجہ تعفن پیدا ہوی اور آب و ہوا ایسی خراب ہوئی کہ خود ہلاکو خان بھی متحمل نہ ہوسکا مجبوراً اوسنے بھی شہر کے قرب وجوار کو چھوڑ دیا اور وقف اور جلابیا دو چھوٹے سے گاؤن مین جاکر فروکش ہوا۔

۱۴۔ صفر ۶۵۶ ہجری مین خلیفہ مستعصم باللہ اوسکے بیٹے اور پانچ خواجہ سرا جنھون نے کبھی زندگی مین گھڑی بھر کے لیے بھی اپنے بادشاہ کا ساتھ نہین چھوڑا تھا سب قتل کیے گئے۔ اوسکی صبح کو تمام وہ لوگ جو مستعصم کے ساتھ نکلکے آئے تھے اور اپنے تئین مغلون کے سپرد کردیا تھا جنمین بہت بڑے بڑے سید خطیب۔ قاضی اور آئمہ اسلام شامل تھے شہر قلوارہ کے پھاٹک پر اونکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو یادگار دولت عباسیہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ انکے قتل کرنیمین بالکل رحم سے کنارہ کرلیا گیا اور اونکے قتل ہوتے ہی حکم دیدیا گیا کہ خاندان عباس مین جو کوئی ہو قتل کرڈالا جاے شاید کوئی بچ سکا ہو ورنہ ہلاکو خان کی تلوار نے حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی نسل کا ۶۵۶ ہجری مین خاتمہ کردیا۔

تباہی بغداد کے متعلق ہمنے جو کچھ بیان کیا اسکو دیکھکر غالباً لوگون کے روئین کھڑے ہوگئے ہونگے۔ اور عموماً ہمارے ناظرین کے دل ہل گئے ہونگے۔ مگر ہم یقین دلاتے ہین کہ اسلام پر ایسی بہت سی مصیبتین گذر گئی ہین۔ اگر اصل پوچھیے تو اِس تباہی اور ایسی ہی بہت سی اور تباہیون کا۔ اصلی سبب صرف ہمارا باہمی نفاق اور سنیون اور شیعون کے تعصبات ہوئے ہین۔ خدا جانے کیسی کیسی دولتین اور کون کون شہر ہم دونون نے آپسمین لڑ لڑکے ہاتھ سے کھودیے۔ یہ ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے جسکو اسلام اب بھگت رہا ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ ع آدمی سیکھتا ہے کچھ کھوکے + مگر ہم دونو ہمیشہ لڑے ہمیشہ کچھ نہ کچھ اپنے ہاتھ سے کھو یا اور آخر سب کھو دیا مگر آجتک اتفاق کا ایک سبق بھی نہ سیکھ سکے۔ نہ سمجھے ہین نہ امید ہے کہ سمجھین گے۔ اب خدا ہم دونون کو چشم بینا دے کہ دیکھین اور سمجھین۔

قوم بنتی ہی اپنی ہمت سے

رہے جب تک ارکانِ اسلام برپا — چلین اہل دین کار ہا سیدھا سیدھا
رہا میل سے شہد صافی مصفا — رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میدان
علم ایک تھا شش جہت مین وہ افشان

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا — گیا چھوٹ سر رشتہ دین بدی کا
رہا سر پہ باقی نہ سایا ہما کا — تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا
کہ ہمنے بگاڑا نہین کوئی اب تک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جب تک

سچ تو یون ہی جب کسی قوم کے بُرے دن آتے ہین اوس سے ویسے ہی امور سرزد ہونے لگتے ہین - اہل اسلام جبتک اپنے فرائض مذہبی کو پورے پورے طور سے ادا کرتے رہے مورد مراحم یزدانی رہے - جو جو امورات مذہبی کی پابندی دشوار معلوم ہوئی اور صراط مستقیم سے بوجہ کم دلی اور پست ہمتی کے دور ہوتے گئے انجام کی بدنما اور خوفناک صورت خود بخود جلوہ گر ہوتی گئی - اسلام کی تہذیب اخلاق کا وہ سرسبز اور شاداب چمن جسکا گلزار جہان ایک قطعہ تھا جسکی باغبانی رضوان کو میسر نتھی جسکے خوشنما پھولون کی خوشبو نے یورپ و افریقہ کو مہکا دیا تھا - وہ اونچے اونچے درخت جنکی شاخین آسمان سے باتین کرتی ہین جو یورپ اور دیگر ممالک کے باغون مین پائے جاتے ہین غور سے دیکھو تو اوسی باغکی پود ہین - قوم کی ناآبیاری اور کم ہمتی سے نذر باد خزان ہو چلا اور ہو گیا ہی - اسلام کے اتفاق اور ہمدردی کی وہ عالیشان نہر جو غیر اقوام کی باعث الطفائے تشنگی ہوی جس سے غیر قومین سیراب ہوئین وہ اصل مالکونکی پست ہمتی اور کم توجہی سے پٹگئی - اسلام کے علم و فضل کی وہ بلند عمارت جسکے ایک طاق کی طاقِ کسریٰ ہمسری نکر سکا جسکے کنگرے قصرِ اخضر سے زیادہ بلند تھے جسکے سامان پس ماندہ سے اور قومون نے اپنی عمارات عمدہ و عالیشان تیار کرلین یارونکی کم ہمتی سے سربسجود ہو گئے - کہان ہین اسلام کے وہ عالی ہمت جنہون نے اپنی جانون کو خلق اللہ کی ہمدردی کے لیے وقف کر دیا تھا؟ کس طرف ہین اسلام کے وہ شیران جری جنہون نے جرأت دلی اور حمیت

اسلام کے باعث تمام دنیا کو ہلا دیا تھا۔ کہان ہین اسلام کے وہ پُر دل سیاح جنہون نے دنیا بھر کو کنگال ڈالا۔ کہان ہین وہ منجم جنہون نے غیر از آسمان و ماہ حقیقی دوسرا آسمان جدید بنا دیا۔ کہان ہین وہ حکیم مسیحا نفس جو دعوائے قم باذنی کرتے تھے۔

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہین — وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہین
اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین — محدث کہان ہین مفسر کدھر ہین

وہ مجلس جو کل سر بسر تھی چراغان
چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وان

مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین — مراحل وہ علم و یقین کے کہان ہین
وہ ارکان شرع متین کے کہان ہین — وہ وارث رسول امین کے کہان ہین

رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوا
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا

کاش اب بھی ویسے ہی اشخاص پیدا ہو جاوین۔ کیا اچھا ہو ہم مین بھی ویسے ہی ولولے پیدا ہو جائین۔ کیا یہ ممکن نہین؟ نہین ممکن ہی۔ لیکن ہمت اور استقلال شرط ہی اور واقعی ہمت کے برابر کوئی چیز نہین۔ ایک مورخ اُسوقت کا خاکہ کھینچتا ہی جبکہ انطاکیہ مین جو پائے تخت شام تھا ہرقل بادشاہ روم کی اور مسلمانون کی میدان یرموک مین صف آرائیان ہو رہی تھین مخالفونکا لشکر آٹھ لاکھ سے کم نتھا اور شیر دل مسلمان ہمہ وجوہ پینتالیس ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ لیکن اونکی ہمت اور اونکے استقلال ارادے صاف ظاہر کر رہے تھے کہ ہم اپنے ارادون مین ضرور کامیاب ہونگے۔ ناگاہ ایک دمی سردار اپنے گروہ سے بجمعیت ساٹھ ہزار سوار جدا ہوا۔ حضرت ابو عبیدہ جراح حکم فرماے سر لشکر اسلام اور حضرت خالد ابن ولید مشورے سے جو عساکر اسلام کے جرنیل تھے مسلمین سے ساٹھ آدمی ایسے جری اور شجاع جنہون نے اپنی پیاری جانون کو راہ خدا مین بیچ ڈالا تھا۔ جو اپنے عزیز سرون کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے پھرتے تھے۔ جنکے نیزون کی انیان آسمان کے سینے سے پار ہوتی تھین۔ جنکی تلوارین ڈھالون اور پہاڑون پر بند نہ ہوتی تھین۔ جنکے تیر موت کا پیام لاتے تھے۔ انتخاب ہوئی۔ اوس پُر فضا مقام سے جہان شدت کی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی تھی موت کی بو آنے لگی - وہ کف دست چٹیل میدان جہان جاتے ہوئے پیک نظر کے پاؤنمین چھالے پڑ جاتے تھے ایک دریا خون بنگیا تھا - مسلمانون کے نعرۂ اللہ اکبر کے شور سے دشت وجبل گونج رہے تھے اونکی وہ نورانی چہرے جنکے سامنے چشم خورشید بھی جھپکی جاتی تھی کفار کے خون سے رنگین ہوئے تھے اور ہری ہری عمامونکے پیچ جنکی سبزی پر باغ جنان بھی زہر کھاتا تھا - تلوارون سے کٹ کٹ کے پھولونسے رخسارون پر تصدق ہوتے تھے - تلوارون کی جھنکار نے بڑے بڑے شجاعون کا دل ہلا دیا تھا - ہر اک کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی - لیکن شیر دل مسلمان اس ہمت اور استقلال سے لڑ رہے تھے کہ ع بارک اللہ کی گردون سے صدا آتی تھی + آخر اپنی بہادری اور محض تائید دین سے باعث کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ الخ - کا تجربہ دکھا دیا - اور ایسا ہی ایک اور پرجوش ہمت واستقلال کا نمونہ محمود غزنوی کی لڑائی تھی جبکہ محمود خاص دارالسلطنت سے بقصد جہاد مع فوج ظفر موج مثل طوفان آب اپنے پرجوش ارادونکی مدد سے گھوڑونکی باگین اوٹھائی ہزارون کوس کی کڑی کڑی منزلون کو آسان سمجھ کے سندھ مین داخل ہوا - وہ اندھیری رات کا وقت وہ سنسان جنگل جسمین اگر تابھی کہڑک جاتا تھا تو سن سے جان ہوا ہوئی جاتی تھی - دشمنونکا ملک غیر قوم چار طرف مثل نگین انگشتری گھرا ہوا - ماسوا رات کے وہ دھوان دھار گھٹا چھائی تھی کہ آنکھون کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا - درندونکی وہ پرخوف صدائین جس سے رستم واسفندیار کا سینہ شق ہوجائے - ہوا کا وہ زور کہ الامان پتے سے پتے کھڑکا یہان خوف سے دل دھڑکا رہا تھا سیاہی سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس شب کی صبح صبح قیامت ہے - ستارون نے ماری ڈر کے زمین ابر مین منہ چھپا لیا تھا - ہر دم دشمنونکے شبخونکا خوف ہزارونکو سیکے مسافر منزلون کے تھکے ماندے راستونکی سختیان جھیلے ہوئے سخت مصیبت مین گرفتار تھے - ناگاہ سلطان خاور نے ایسے پاک دینان خوش اعتقاد کی امداد پر کمر باندھی اور خط شعاعی کا نیزہ لیکر اقلیم خاور سے اشہب فلک پر سوار ہوکر آپہونچا - تمام لشکر انکی تکلیف سے مضمحل ہوگیا تھا تاہم اونکے ارادے پست نہ ہوئے تھے - اونکے استقلال مین فرق نہ آیا تھا - علی الصباح محمود مع اپنے لشکر کے میدان کارزار مین جا پہونچا اور قلعہ کے سامنے

پرا جما دیا۔ صبح کا وہ سہانا سہانا وقت وہ نور کا تڑکا دلکو بشاش کیے دیتا تھا۔ نسیم سحری اٹھکیلیونکی چال سے مردان نبرد کو بیدار کرتی تھی۔ آفتاب ہر چہی ترچی نگاہون سے مصفوفِ کارزار کی آراستگی کو دیکھ رہا تھا۔ خدا کی آزاد مخلوق اپنی خوشنما آواز سے چہچہا رہی تھی۔ درختون کا مستانہ ادا مین اکڑنا کسی محبوب کی انگڑائیون سے کم نتھا۔ پھولونکی بھینی بھینی خوشبو نے باغ عالم کو مہکا دیا تھا۔ امداد صبا سے ہری ہری شاخین ایک دوسرے کا منہ چوم لیتی تھین۔ آسمان پر ہلکی ہلکی شفق تھی کسی بیگنہ کا خون دامنگیر ہو رہا تھا۔ غنچے باد خزان سے بے ڈر ہوکر مسکرا رہے تھے اور سلطان مشرق نہایت سبک خرامی سے مسند افلاک پر جلوہ گر تھا شیر دل مسلمان پر اجماع ہوئے اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے۔ آفتاب کی ابتدائی دہیمی روشنی نے اونکی پھولسے رخسارون کے نور کو دوبالا کر دیا تھا۔ دین اسلام کا مبارک جھنڈا چرخ چہارم تک بلند تھا۔ اور اوسکا دہانی پھریرا ہوا مین موجین مار رہا تھا۔

اوسطرف راجپوت برہمن وغیرہ اوسوقت آگاہ ہوئے جب یہ جرّی جانباز قلعے کے متصل پہونچ چکے تھے ناچار مرنیکو مستعد ہوئے۔ ناگاہ اوسی گروہ نواح کا ایک راجہ امداد کو آپہونچا محمود دلاور نے نصف فوج سے قلعے کا محاصرہ رکھا اور نصف لشکر سے خود اوسطرف متوجہ ہوا۔ چونکہ شاہی لشکر نہایت قلیل تھا۔ اور فوج غنیم بہت زیادہ تھی یہ دلیر اور جری بادشاہ قلب لشکر سے نکلا اور مسلمانونکو خدا اور اوسکے پاک نبی کی نعمتونکو یاد دلا کر جہاد پر ترغیب دی۔ شیر دل مسلمان اول ہی مستقل ارادہ و عالی ہمت تھے شاہ کی تقریر اور تازیانہ کا کام کر گئی۔ آخر تلوارین قول کے فوج غنیم پر جا پڑے۔ تکبیر کے نعرون سے سینے شق ہوئے جاتے تھے۔ تین روز تلوار چلی۔ آخر خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ شیر دل استقلال مجسم اہل اسلام فتحیاب ہوئے اے میرے پیارے بھائیو! یہ سب فتوحات اونکی ہمت اور جرأت کا نمونہ تھین۔ جو ہمیشہ کو یادگار زمانہ رہین گی۔ مگر یادگار زمانہ کچھ سپھگری ہی نہین ہے۔ ہر لمحہ یادگار ہے۔ اگر عدالت تاج برطانیہ نے لڑنے بھڑنے کی ضرورت نہین رکھی تو پڑھ لکھ کے ترقی کرو۔

بھائیو! مین ڈرتا ہون کہ شاید تم اپنی قوم کے فرائض منصبی کو اوہو رہا چھوڑ دو

اور مخالفین و دشمنون کے لعن وطعن کے مورد ہو۔ خدا اور اوسکے پیارے نبیؐ کے احکام کو مانو اور اوس سے ہر امر مین مدد چاہو۔ دیکھو باری تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۝ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جبتک کہ وہ اپنی حالت کو آپ نہ بدلے۔ اب مین دعائیہ جملے پر ختم کرتا ہون۔

الٰہی ہمارے دلون اور طبیعتون کو نیک کامونکی طرف متوجہ کر۔ اور ہمین صراط مستقیم پر قائم رکھ۔ ہمت و استقلال کو ہمارا رفیقِ طریق فرما۔ بحق محمد و آلہ الامجاد آمین یا رب العالمین۔

راقم خواجہ حسن احمد انصاری سکرٹری انجمن اسلام سہارنپور

اطلاع ضروری

جب مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی مرحوم نے میری کتاب بشارت احمدی مطبوعہ کے بعض مضامین کو ملاحظہ فرما کر علیحدہ پرچہ پر دستخط تصدیقی کر دیا تھا۔ من بعد مولانا صاحب مرحوم کو معلوم ہوا کہ کتاب مذکور مین بعض بعض عقاید جو وقت تصدیق کرنے کے نہین دیکھے تھے وہ عقیدے حسب اعتقاد مولانا صاحب مرحوم کے خلاف اصول اسلامیہ ہین پس مولانا صاحب نے بعد علم اس کیفیت کے اپنے ورق دستخطی تصدیقی مطبوعہ کے کتاب مذکور پر سے علیحدہ کر دینے کا حکم دیا چنانچہ تعمیل حکم مولانا صاحب کی کی گئی لیکن جن کتابون پر اتفاقاً وہ دستخط باقی رہ گئے ہون اون اوراق کی نسبت مین اجازت دیتا ہون کہ ضرور اہلِ اسلام اون اوراق دستخطی کو چاک کر ڈالین۔

المشتہر
عبدالعزیز عفی عنہ

دار الخلافہ بغداد

تباہی بغداد اور اوس کے زوال کے حالات ہم تفصیل کے ساتھ بتا چکے - ہلاکو خان نے بغداد پر جیسا ظلم اور جیسی زیادتی کی ہی اُسکا حال معلوم کرکے یہ بھی خیال مین نہین آسکتا کہ روے زمین پر یہ شہر باقی کیون رہگیا - آج بھی مسافرونکو لب جلہ ایک اُجڑا ہوا شہر نظر آتا ہی جسکو لوگ حیرت کی نظر سے دیکھتے ہین کہ اتنی بڑی مصیبتین اُٹھانے پر بھی دولت عباسیہ کی یادگار صفحہ دنیا پر موجود ہی - ہلاکو خان کا لشکر جدہر سے ہوکے گذرا اپنے پیچھے سوا بیکفن لاشون - اُٹھتے ہوئے دھوئین - اور بھڑکتے ہوئے شعلونکے کوئی چیز نہین چھوڑ گیا مگر اور مقامات مین ہلاکو خان کی کوشش سے یہ نتیجہ نہین پیدا ہوتا تھا اور بغداد مین خود ہلاکو خان نے قصد کرکے یہ پُر حسرت سمان دکھانا چاہا جسکی تصویر کھینچتے وقت آج تک مورخین کا قلم تھرا اُٹھتا ہی - الغرض ۶۵۶ھ مین عرب کے ہاتھ سے حکومت جاتی رہی نسل عباس کا خاتمہ کردیا گیا - اور بغداد اس قدر تباہ و برباد کیا گیا کہ تاریخی دنیا سے بھی اُسکا نام غائب ہوگیا - بغداد کے جو کچھ حالات معلوم ہوئے اور لکھے ہین وہ اس زمانے سے پیشتر کے ہین - بعد نہین معلوم کیا ہوا - اور آجتک کیا ہوتا رہا - روم و ایران کی جنگ آزمائیان بعض موقعون پر بغداد کا نام یاد دلا دیتی ہین - مگر ان امور کی طرف سے بالکل سکوت ہی جنکو شہر کی آبادی مین دخل ہو سکتا ہے -

زیادہ افسوس کی یہ بات ہی کہ نظام سلطنت ابتک قریش کے ہاتھ مین تھا اور اب قریش کیا معنے عرب کے کسی قبیلہ کو حکومت سے تعلق نہ رہا - عربون کی حکومت تو گویا خود جناب رسالتمآب صلعم کے زمانے سے شروع ہوئی تھی مگر خلافت راشدہ کے زمانے سے حساب لگایا جائے تو سنہ ہجری سے ۴۲ھ یعنے ۳۰ برس تک خلفائے راشدین کا زمانہ رہا ۴۲ھ مین دولت بنی امیہ کا عروج شروع ہوا اور ۱۳۲ھ مین یعنے ۹۰ برس کے

بعد زمانے نے اونہین تخت و تاج سے جدا کرکے عباسیہ خاندان کے ہاتھ مین خلافت دی - کچھہ زمانہ قتل و خونریزی مین گذرا اور آخر ۱۳۳ھ ہجری مین عباس سفاح بانی دولت بنو عباس خلیفہ ہوا - اور ۶۵۷ھ ہجری مین زمانے بنو عباس کے ہاتھ سے بھی حکومت اور سلطنت لے لی پانسو چوبیس ۵۲۴ برس تک عباسیہ کا دور رہا اس مدت مین نسل بنو عباس کے سینتیس ۳۷ نامور خلیفہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوے اور اپنی مدت عمر پوری کرکے خاک مین ملگئے - پچھلا خلیفہ مستعصم باللہ تھا جسکی قسمت مین لکھا تھا کہ بغداد کو یون تباہ ہوتے دیکھکر اس بے عزتی سے ظالم ہلاکو خان کی تلوار کی نذر ہوجاے - اب زمانہ نے خاندان ترک کو نیک نامی کی مسند پر بٹھا کے چاہا کہ انکی نیکنامی دنیا بھر مین مشہور ہو - الغرض عثمان خان بانی خاندان ترک جو ۶۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا بڑھتے بڑھتے اس رتبہ کو پہونچا کہ ۶۹۹ھ مین تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا - اب یہ خاندان ترقی کے ساتھ زمانہ کی دشوار گذار منزلین طے کرنے لگا اور آج تک بڑے جاہ و جلال اور شان و شوکت سے قائم ہے - سلطان عبد الحمید خان موجودہ فرمانروائے ترکستان و عرب اسی خاندان سے ہین - غرض ۶۹۹ھ ہجری سے ۱۳۰۰ھ تک پینتیس ۳۵ سلطان اس باوقعت خاندان مین گذرے جنکے ہاتھ سے اسلام کو روز افزون ترقی ہوتی رہی - بغداد سوا چند روز کے ہمیشہ انہین سلاطین کے ماتحت رہا - ہم نہین کہہ سکتے کہ ابتدائی انتظام اس سلطنت کا کس اصول پر تھا - معلوم ہوتا ہے کہ دولت عثمانیہ کے انیسوین جانشین سلطان ابراہیم خان نے نظم و نسق ممالک کیطرف خاص توجہ کی اور اُسکے حکم سے ۱۰۴۰ھ مین کوچک حسن پاشا پہلا گورنر بغداد مقرر ہوا - اور اسوقت سے یہ انتظام ہمیشہ کے لیے قائم ہوگیا اور مختلف اوقات مین بہت سے پاشا اس شہر کے والی و گورنر مقرر ہوتے رہے - کوچک حسن پاشا کے بعد سے اسوقت تک ۷۷ پاشا والی بغداد مقرر ہوے جن مین پچھلے عاصم مصطفے پاشا ہین جو اسوقت سلطان عبد الحمید خان کیطرف سے گورنری بغداد کے عہدہ پر مامور ہین -

اب ہمین دیکھنا چاہیے کہ یہ شہر آجکل کس حالت پر ہے اور بالفعل اسکی آبادی کسقدر ہے - بالفعل ایک ۱۲۰۰۰۰ آدمی آباد ہین اور بیس ۲۰ ہزار مکان ہین - یہان کی آبادی

مین اہل عرب ترک عجم کرد ہندوستانی اور یورپین غرض ہر قوم و ہر مذہب کے لوگ شامل ہین ۱۵۰۰۰ ہزار یہودی اور ۱۰۰۰۰ ہزار عیسائی ہین - نصاریٰ مین سے ۴۰۰۰ ہزار تو وہین کے رہنے والے ہین ایک ہزار پانسو ارمنی اور ایکہزار سریانی کلدانی اور چھ سو رومی اور بہت کم فرانسیسی ہین - انکے سوا کل مسلمان ہین جنمین سنی اور شیعہ دونون گروہ کے لوگ ہین - شیعون کی زیادہ آبادی کاظمین مین ہے لیکن بغداد کے مکان اس وضع مین واقع ہوئے ہین کہ ہر شخص دیکھتے ہی بلا تامل کہدیگا کہ کسی ترتیب و انتظام سے نہین بنائے گئے ہین سوا چند گنتی کی عمارتون کے عموماً مکانات بے ترتیب واقع ہوئے ہین - اکثر مکان یک منزلے ہین اور ہر مکان مین دو یا پانچ چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے ہین جنکے دروازے بہت کم رکھے جاتے ہین اور ان حجرون کو اپنی اصطلاح مین بغداد والے ایوان کہتے ہین -

بغداد کی عمارتین عام طور پر پتھر کی بنی ہوئی ہین - پتھر اینٹون کی قطع پر تراشے گئے ہین اور گارے سے جوڑ کے دیوارین اٹھائی جاتی ہین - مگر یہ پتھر اب نئے نہین تراشے جاتے ہین بلکہ قدیم عمارتون کے پتھر زمین سے کھود کھود کے نکالے جاتے ہین اور یونہین کل عمارتین تیار کیجاتی ہین - قدامت نے ان پتھرون کی ہیئات و وضع بدلکے خوشنمائی مٹادی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ مشکل سے کوئی خوشنما عمارت نظر آسکتی ہے -

چونکہ ان پتھرون کا جوڑ ٹھیک نہین بیٹھتا ہے اس وجہ سے دیوارین بالکل مضبوط نہین ہوتی ہین - حتے کہ بارہا ایسا ہوا کہ دیوار بناتے بناتے معمار مع دیوار کے گر پڑا - اور جو عمارتین تیار ہوگئی ہین ان کا بھی یہ حال ہے کہ جب کبھی آندھی آتی ہے یا زیادہ پانی برس جاتا ہے سیکڑون مکان لیٹ جاتے ہین - اور بہت سی جانون کا نقصان ہوجاتا ہے - مگر بڑی بڑی قدیم عمارتین اور مساجد اور گرجے اس سے مستثنے ہین - سڑکین اور گلیان بہت ہی تنگ ہین - حتی کہ بعض گلیون مین دو آدمی بھی ایک ساتھ نہین گذر سکتے ہین - آب و ہوا بغداد کی اب تک اچھی ہے مگر بعض اوقات وجہ مین کسی قسم کی خرابی پیدا ہوجانے سے بگڑ جاتی ہے - گرمیون مین ہوا اس شدت سے گرم ہوجاتی ہے کہ دن کو لوگ تہ خانون مین اور رات کو اونچی چھتون پر رہتے ہین - اور موسم سرما مین جاڑا ایسا پڑتا ہے کہ بغیر آتش خانے روشن کیے لوگ بسر نہین کر سکتے -

اب اس شہر مین کل ایک سو پندرہ مسجدین ہین جنمین سے انتالیس مسجد جامع کے لقب سے یاد کیجاتی ہین باقی معمولی مسجدین ہین پچیس معبد یہود یونکے ہین جنمین سے ایک کی عمارت نہایت عالیشان ہی - پانچ بالکل چھوٹے ہین اور باقی معابد کی عمارت متوسط درجے کی ہی - شہر سے باہر یہود یونکے بعض زیارت گاہ بھی ہین - ان مقامات مین معین اوقات پر یہود جاتے ہین اور زیارت کرکے واپس آتے ہین - نصارا کے لیے بھی عبادت کو چھ گرجے موجود ہین جنمین سے دو گرجے بہت بڑے ہین - اہل اسلام کی ۹۴ جامع مسجدونمین سے اکثر مین اذان دینے کے لیے جداگانہ مینار بنا ہوا ہی - سب سے بڑی جامع مسجد جامع شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی - اور سب سے بڑا مینار وہ ہی جو سوق الغزل کی جامع مسجد مین بنا ہوا ہی - یہ مینار خلفاے عباسیہ کے پچھلے جانشین مستعصم باللہ کی جانب منسوب ہے -

غالباً یہ حال سنکے اہل اسلام پر ایک حسرت طاری ہو جائیگی کہ بالفعل بغداد والون کو علم کا بالکل شوق نہین ہی - یہ وہ مقام ہی جہان کے علم و فضل سے آج ساری دنیا نفع اٹھا رہی ہی اور افسوس ہین کے لوگون نے علم کی طرف سے بالکل توجہ اٹھالی! شاید یہی وجہ ہی کہ مدرسون کی تعداد کسی طرح بڑھنے کو نہین آتی - اندنون کل انیس مدرسے ہین - انمین سے صرف آٹھ مدرسے ایسے ہین جنکی کچھ شہرت ہی - اور انکا ذکر سنکے لوگونکو کسیقدر دلچسپی حاصل ہو سکتی ہی - ان آٹھ مدرسون مین سے چار تو سلطنت علیہ عثمانیہ کیطرف سے ہین اور چار عیسائی رعایا کیطرف سے یعنی مشنری جماعت کی کوششون سے جاری ہین - ترکی مدارس مین سے ایک مدرسہ اعدادیہ یعنی جزیہ ہی اسمین ترکی فارسی عربی فرانسیسی زبانین اور علوم حساب منطق - جغرافیہ - ہندسہ - الجبرا - تاریخ اور مصوری کی تعلیم ہوتی ہی - دوسرا مدرسہ رشدیہ عسکریہ ہے اسمین ترکی اور فرانسیسی زبانین اور بعض علوم کی ابتدائی کتابین پڑھائی جاتی ہین - یہ مدرسہ مدرسہ اعدادیہ کا ابتدائی مدرسہ ہے - اور اسکے لیے طالبعلم تیار کرتا ہی - تیسرا مدرسہ رشدیہ ہی - اسمین ترکی فارسی عربی اور بعض علوم پڑھائی جاتی ہین - چوتھا مدرسہ صنائع ہی اسمین مختلف پیشہ اور صنعتین سکھائی جاتی ہین - اگرچہ سلطنت کی جانب سے یہ مدرسے قائم ہین مگر مسلمانونکی ناقدری اور بے توجہی سے انکو اسقدر

فروغ نہین جسقدر عیسائی مدرسون کو فروغ حاصل ہی۔ اُنمین زبانون اور علوم دونون کی تعلیم اچھی ہوتی ہے۔ اور روز بروز ترقی کرتے جاتے ہین۔

مختلف قومون کے لیے قبرستان بھی جدا جدا بنے ہین۔ مسلمانون کے تو بہت سے قبرستان ہین۔ مگر کیتھلک عیسائیون کا ایک نہایت عمدہ قبرستان بنا ہی جسکے اندر ایک گرجا بھی جدید تعمیر کیا گیا ہے۔ ایک قبرستان انگریزون کا ہی۔ ایک ارمنی عیسائیون کا۔ یہودیون کے بھی دو قبرستان ہین۔

پندرہ حمام ہین۔ اور سب نہایت عمدہ اور مشہور ہین۔ علاوہ برین بغداد مین حمامونکا کچھ ایسا رواج ہے کہ بہت کم مکان ایسے ہین جنمین حمام نہو۔ ڈاکٹر بھی بالفعل بیس کے قریب ہین۔ چین مین فرانسیسی انگریز رومی وغیرہ سب قسم کے ہین۔

بالفعل ایک پبلک لائبریری کھولی گئی ہے۔ جسکے لیے شاید خاص قسم کا اہتمام کیا گیا۔ اس کتب خانے مین کل پانسو بیس جلدین ہین۔ یہ سب امور ایسے ہین کہ ان کا خیال کرتے وقت ہمارے ناظرین کو وہ باتین یاد کر لینا چاہیے جو گذشتہ حالات بغداد مین بیان کی گئی ہین۔

بغداد باعتبار تجارت کے آجکل نہایت ترقی پر ہے۔ اور اُن اطراف کے لیے حکماً ایک بہت بڑا تجارت گاہ قرار پا گیا ہی اور اسی وجہ سے اب اُسکی آبادی بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔ صرف مال تجارت کی آمد و رفت کے لیے دجلہ مین آٹھ نو اسٹیمر دو دو سی جہاز آتے جاتے رہتے ہین۔ یورپ۔ چین۔ اور ہندوستان وغیرہ کا مال وہان آتا ہے اور مختلف قسم کی اشیا وہان سے ان ممالک کو جاتی رہتی ہین۔ جو مال بلاد عرب اور یورپ اور ہندوستان کو بھیجا جاتا ہی وہ تو بذریعہ جہازون کے جاتا ہی اور جو مال حلب اور دمشق کو جاتا ہے وہ قافلون کے ساتھ اونٹون اور خچرون پر لدکے جاتا ہی۔ بہرحال تجارت کسی قدر امید دلاتی ہی کہ بغداد آیندہ زمانے مین ترقی کر سکے گا۔ اہل بغداد کی عام وضع عمامہ و جبہ ہی۔ اور عورتون کے لباس مین پردیکا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہی۔ اُنمین رنگین حریر کی پوشاک بکثرت مروج ہی۔ بالفعل یہ عجیب بات پیدا ہو گئی ہی کہ انگریزی لباس لوگون مین رواج پاتا جاتا ہی خصوصاً ترکیان اور عورتین بناؤ سنگھار کی ایسی شائق ہین کہ روز بروز انگریزی وضع اختیار کرتی جاتی ہین۔ یہ امر

ابھی تک ہمارے خیال مین صرف ہندوستان مین پھیلنے پایا تھا مگر نہین عراق عرب والے غالباً ہم سے زیادہ اس مرض مین مبتلا ہین - یہان صرف نوجوان اور مردون ہی کو انگریزی فیشن کا شوق ہے مگر وہان عورتین اختیار کرتی جاتی ہین جس سے خوف ہے کہ وہان کی سوسائٹی مین یہ وضع بہت جلد رواج پذیر ہوجائے گی -

بغداد چونکہ کسی زمانے مین اعلی درجۂ تمدن کو پہونچگیا تھا لہذا کسی نہ کسیقدر اثر اسکا آج بھی باقی ہے - وہ یہ کہ اہل بغداد خلق و محبت مین بہت بڑھے ہوئے ہین - مسافر چاہے کیسا ہی غریب اور محتاج ہو اُسکی خاطرداری اور تواضع مین کوئی دقیقہ نہین فروگذاشت کرتے ہین - اُسکے ساتھ ہر طرح کے سلوک کرتے ہین اور نہایت خلق و مروت سے پیش آتے ہین - دولت و تہذیب کی معمولی یادگارین یعنی فضول اور غیر ضروری رسوم بغداد مین بھی بکثرت مروج ہین - خصوص ماتم پرسے اور رسم تعزیت کے متعلق ایسی لغو باتین رواج پاگئی ہین کہ نہ امرا کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور نہ غربا متحمل ہوسکتے ہین - مگر رسم و رواج کا قانون خواہ مخواہ ہر ایک سے پابندی کراتا ہے - جہان کوئی شخص مرا اُسکے اعزا و اقربا تین دن تک شب و روز صرف رسم فاتحہ خوانی کے اہتمام مین مشغول رہتے ہین - اور ان قیدونکے ساتھ کہ گھر سے کوئی قدم باہر نہ نکالے - سوا فاتحہ خوانی کے سامان فراہم کرنیکے اور کسی کام کی طرف نہ مشغول ہو - جب کل احباب اور شناسا جمع ہوجاتے ہین تو فاتحہ پڑھا جاتا ہے - اسکے بعد قہوہ نوشی شروع ہوتی ہے - ادہر اُدہر کی گپین اُڑتی ہین - اور آخر کچھ دیر کے بعد دوبارہ فاتحہ خوانی ہوتی ہے - اور لوگ اپنے اپنے گھرونکا راستہ لیتے ہین - اس رسم نے فرش فروش کا ایسا اہتمام لازمی کردیا ہے - اور علاوہ برین اس رسم کے متعلق اسقدر مختلف اشیا خریدنا پڑتی ہین کہ جسکے گھر مین کوئی مرجائے اُسکے سر بہت بڑا بار پڑجاتا ہے - غربا صرف اس رسم کے لیے اپنی جائدادین اور اپنا اسباب بیچ بیچ کے سامان کرتے ہین -

یہ تو مردون کا حال تھا اگر عورتون کے ماتم پر غور کیا جائے تو اُن مین اس سے کہین زیادہ لغو اور خرافات باتین نظر آئین گی - جہان کسی کی روح نے بدن سے مفارقت کی عام عورتین خواہ اُن سے کسی قسم کی قرابت ہو یا نہو لاش کے گرد جمع ہوتی ہین اور چلا چلا کے اور دوڑ دوڑ مار مار کے روتی ہین - میت کا جنازہ گھر سے نہین نکلتا

یہی کہرام بپا رہتا ہے - حتے کہ بعض عورتین بال نوچتی ہین اور گریبان چاک کر ڈالتی ہین - اور بعض تو غم مین یہان تک مبالغہ کرتی ہین کہ اپنے کپڑے سیاہ رنگ کے ہاتھ اور منہ پر بھی سیاہی پھیر لیتی ہین - اور جو عورتین کہ اعزا و اقربا ہی میت مین شامل ہین انپر تو فرض ہی کہ ایک محدود زمانے تک سوگ کرین اور نیلے کپڑے پہنین - کم سے کم یہ سوگ دس روز تک رہتا ہے اور زیادہ تو یہان تک ہے کہ بعض عورتین برس برس اور دو دو برس تک نیلے کپڑے پہنے رہتی ہین - سات دن تک علی الاتصال گھر سے آہ و زاری کی آواز آتی رہتی ہے - اور اس ہفتہ مین جس جس عورت کو اس سانحہ کی خبر ہوتی ہی وہ بڑے اہتمام اور بڑی تیاریان کرکے بزم ماتم مین شریک ہونیکی کوشش کرتی ہی رلوانے والیون اور شاتی بین کرنے والیون کو اپنے ہمراہ لیکے آتی ہے - رلوانے والی عورت پر درد اور جگر خراش الفاظ مین مردے کے اوصاف تکرار بیان کرکے روتی ہی اور سب عورتین رونے مین اسکا ساتھ دیتی ہین - مگر ان عورتونکا غم مصنوعی ہوتا ہی — اور یہی وجہ ہے کہ ایک طرف رونا پٹنا ہوتا ہی اور دوسری طرف قہوہ وغیرہ کا سامان ہوتا ہی - ساتوین دن کے بعد سے چالیسوین تک ہر ہفتہ مین دو بار دوشنبہ اور جمعرات کو رات بھر اور دن بھر غم تازہ کیا جاتا ہے - اور چالیسوین کے بعد برس بھر تک ہر عید اور خوشی کے دن یہ غم یاد کرلیا جایا کرتا ہی —

ہم ہندوستان کی رسمون ہی کو حیرت کی نظر سے دیکھتے ہین مگر بغداد کے حالات ہم پر اور حیرت طاری کر دیتے ہین - اور مجبور ہوکر کہنا پڑتا ہی کہ اس سے ہمارا ہندوستان ہی غنیمت ہی - گو ہمین اپنے یہان کی مذموم رسوم کے مٹانے اور دور کرنے سے غافل نہونا چاہیے مگر اسلامی اخوت اور ہمدردی کے خیال سے ہم نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ کہتے ہین کہ یہ دیار اور بے عقلی کی باتین اونسے کب اور کیونکر دفع ہونگی —

بغداد کے متعلق اکتیس تیس قصبہ اور چھوٹے چھوٹے شہر ہین - ان قصبونمین بعض بعض ایسے ہین کہ کبھی دنیا ان پر ناز کر رہی تھی - بابل - نینوا - قادسیہ - مدائن — دنیا کے کوئی معمولی شہر نہ تھے — کبھی ان سب کی سواد مین ایک خدائی جلوہ گر تھی اور آج سب تباہ و برباد پڑے ہین اور خاک بغداد کی قدامت یاد دلاتے ہین —

بغداد کے متعلق ہمین جو کچھ لکھنا تھا لکھ چکے - آخر مین ہمنے نہایت اختصار سے کام لیا

کیونکہ مضمون بہت بڑھتا جاتا تھا۔ اگر زمانے نے مہلت دی تو بغداد کے کل حالات کو ایک خاص سلسلے مین ترتیب دیکے قوم کے سامنے پیش کرینگے۔ چونکہ یہ حالات ایک مضمون کی حیثیت سے لکھے گئے ہین لہذا زیادہ غور اور تنقیح سے بھی نہین کام لیا گیا۔ بہت سے امور ضروری تھے اور رہگئے۔ انشاء اللہ ایک وقت اُن سب کو مرتب کرکے نذر ناظرین کرینگے۔

مسافران عدم

کس نامد از ان جہان کہ تا پرسیم از و کہ احوال مسافران عالم چون شد

حقیقت مین کوئی نہ پھرا۔ موت ایک ایسا پردہ ہی کہ جسنے اسے ہٹا کے اُدھر کی کیفیت جھانک کے دیکھین وہین کا ہو رہا۔ یہ قدرت کا بنایا ہوا قدیمی فریب ہوش کچھ ایسا ملسمی مکان ہی کہ اسکا کوئی راز آجتک کبھی نہ ظاہر ہوا۔ یہ وہ راز ہے جسکے معلوم کر لینے کی ہوس ہر دل مین موجود ہے اور ہر دماغ اسکے تجسس مین پریشان ہوا جاتا ہے۔ سلف سے آجتک کتنے گذر ہی ہین جنہون نے اسی راز کے دریافت کرنیکی دھن مین زندگی کو زندگی نہ سمجھا۔ جبتک دنیا آنسے آباد رہی اُنکا خیال دوسرے عالم مین رہا۔ گو وہان تک پہونچنے نہ پایا ہو۔ مگر وہ اپنی کر گذرے۔ صرف ایک مسئلہ مابعد الموت کی تحقیق و تنقیح کی طرف عقلا کی بہت بڑی جماعت ہمیشہ متوجہ رہی اور اب بھی ہی۔ مگر صاف صاف یہ کوئی نہ کہہ سکا کہ اصل مین ہی کیا۔ یہ مسئلہ جسقدر ابتدائے زمانہ جاہلیت مین دقیق تھا اوسیقدر آج بھی پیچیدہ اور لاینحل نظر آتا ہے۔

ایک ناامید قائل دہر اپنے ساتھ تمام دنیا والون کی آرزوؤن اور تمناؤن کا خون کرنا چاہتا ہے وہ مذہب والون سے کہتا ہی تمہین دہوکا ہی۔ مرنیکے بعد کچھ نہین۔ نہ جنت ہی۔ نہ دوزخ ہے۔ مرنا فنا ہو جانا ہے۔ زندگی کیسی اور دوسرا عالم کیا چیز ہے۔ جو لوگ موت کا پردہ ہٹا کے اُدھر کی دلچسپیان دیکھنا چاہتے ہین اُنکو وہ بہکاتا ہی اور کہتا ہی بیفائدہ جستجو سے کیا حاصل۔ جو کچھ کرنا ہی دنیا مین کر لو۔ جسقدر راحت اُٹھانا ہو اسی عالم مین اُٹھا لو۔ مگر اصل مین دیکھیے تو وہ اپنے تئین بالکل ناامید کیے دیتا ہی۔ اگر دنیا مین وہ کامیاب نہ ہو۔ کا تو جانو ہمیشہ کے لیے ناکام رہا۔ فرض کرو ایک جہاز ڈوب رہا ہے۔

آندہی کا زور ہے - ہوا جہاز کو کسی بیتاب کی طرح ایک پہلو پر قرار نہین لینے دیتی - موجین تھپیڑے دے رہی ہین - اور سمندر ہر ہر جہاز والے مسافر کا جانی دشمن ہو رہا ہے - ایسے نازک وقت مین یہ بات دیکھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ جہاز پر سوار ہین ان کے دل کسطرف متوجہ ہین اور وہ کیا کر رہے ہین - کپتان اور خلاصی جہاز کے سنبھالنے کی تدبیرین کر رہے ہین - چارون طرف دوڑے دوڑے پھرتے ہین - اور اس فکر مین ہین کہ کسیطرح اپنے تئین اور اپنے ساتھ اور مسافرون کو اس آفت سے بچائین - مسافرون مین جن سے ہو سکتا ہے وہ تو کپتان کی مدد کر رہے ہین - باقی بچے دل سے اُس ایک ذات کیطرف متوجہ ہین جو ہر موقع پر انسان کو آفتون اور مصیبتون سے بچا سکتی ہے - وہ نہایت رقت قلب کے ساتھ آہ وزاری کر رہے ہین اور اپنے گذشتہ گناہون کی معافی چاہتے ہین - اُن کو یقین کامل ہے کہ اُن کا بچانے والا اُن کے پاس ہے - وہ اُن کی فریاد کو سُن رہا ہے - اور ہر طرح اس کے اختیار مین ہے کہ ان ستم زدہ آفت نصیبون کو بچالے - اُس اضطراب اور مایوسی کے وقت اگر اُنکو کوئی امید ہوتی ہے تو اُس اپنے فریاد رس سے - کوئی کچھ تدبیر کرتا ہے - کوئی کچھ کوشش کرتا ہے - مگر وہ لوگ سوائے اپنے بچانیوالے کے کسی کی کوشش پر اعتبار نہین کرتے مرجانے کا ہول جس کے خیال سے اور دنکو گھنٹون اختلاج قلب ہوتا ہے اور دنیا کے عیش و آرام سے علیحدگی کا خیال جو دل و دماغ دونون بے قابو کر دیتا ہے ہول اور خیال بھی انکو ایک ایسی امید دلا کر مطمئن کر دیتے ہین کہ وہ اُن سے بہت زیادہ ہراسان بھی نہین ہوتے - بڑے بڑے صدمے اور مصیبتین جو انسان کی زندگی تلخ کر دینے کو کافی ہین انکو وہ ایک ایسے نعم البدل کے بہروسے پر آسان ہو جاتے ہین جسے وہ جانتے ہین کہ اس مقام سے سفر کرنے کے بعد ملے گا -

صدہا آرزون کا خون جو زمانے کے ظالم ہاتھ سے ہو جاتا ہے اسکو وہ اپنا خون بہا پاتے ہین - دگری سمجھتے ہین جو اُنکو ایک دوسرے مقام پر ملے گی - کبھی وہ بے پروا جو اس دنیا کی پر فضا سرا سے کسی نئی بستی مین جانیکے قائل نہین ہین ہزار ہا طرح کے قلبی اطمینان اور مزے کی آرزون سے محروم رہتے ہین - ہمیشہ اپنی زندگی کی اُسی اٹ پیر مین رہتے ہین جسکو وہ خود مرتے وقت جانتے ہین کہ کچھ نہ تھی (اور ہم بہت کم اس پر بہار جگہ کی سیرون سے دلچسپیان لینے پائے - وہ آرزو بھی نہ پوری ہوئی جو مدت سے تھی ہائے

اس بیمروت سے جسکے وصل کی حسرت مین سب تکلیفین اُٹھائی تہین اور اکثر خود جان دینیکو جی چاہا اب خدا خدا کرکے ملاقات ہوئی تو بے تکلفی بھی نہونے پائی کہ موت کی باڑہ دار تلوار نے بیچ مین آکر اُس آرزو کو ہمیشہ کے لیے قطع کر دیا - بڑے بڑے اونچے مکانات اور نہایت ہی دلفریب باغون کے سین جو برسون مین لاکہون روپیہ خرچ کرکے اس قابل ہوئے تھے کہ اب وہان کوئی اپنے نازک پاؤن کا نشان بنائے اور اپنے باریک آنچل مین وہان کے پہول اپنے ہاتہون سے خوشی مین جلدی جلدی توڑے اور اُن مکانون کے ہوادار کمرون مین بیٹھکر اُن پہولونکا کوئی مصرف نکالے یونہین پڑے رہگئے اور بنانیوالون کو ایک حسرت کی پوری نگاہ سے دیکہنے کا موقع نہ ملا کہ نقل مکان کی ضرورت ہوگئی - اُسکے دلی صدمات جو اُسپر اُس وقت گذرتے ہین کچہہ اُسی کے ہم خیال اُن کا خوب مزہ جانتے ہین کہ وہ اپنے دلمین کیا کہہ رہا ہے "ہائے مین نے اسی لیے یہ روپیہ لگایا کہ مین اس سال کی بہار کی فصل کا سمان بہی دیکہون ہائے مین اپنی طبیعت کے موافق فلان کمرے مین فرنیچر بہی نہ لگا سکا افسوس وہ سجا ہوا کمرہ جسکے سب دروازے باغ کی طرف ہین جسکے چبوترے کے پاس والے حوض پتھر کی نہر ہے جسکو مین دو وقت خوشبو کے عرق سے چہڑکواتا تہا اب نہین معلوم میرے بعد کے قابض اُسکو کس مصرف کے لیے قرار دینگے - برخلاف اسکے ایک وہ مرنے والا جسکو اپنے مرنیکے بعد کے وقت مین بڑی مضبوط امیدین ہین اُسکو اپنے مرنے کا کوئی ایسا صدمہ نہین ہوتا جو مرنیکی تکلیف اسپر بڑہا دے - اسکو اپنے دلربا اور ناز کرنیوالے معشوقونکی چہوٹ جانے کا رنج ہوتا ہے مگر اُسکو یہ امید ہے کہ مین اس سے بہی زیادہ خوبصورت اور باوفا حسینون سے ملجاؤنگا جو میرے دل اور محبت کی بہی قدر کرینگے رنج کم کر دیتا ہے - عالیشان عمارتین جن مین رہنے کی اسکو بہی بہت ہی خوشی تہی اُنکی چہوٹ جانے کا صدمہ ہوتا ہے مگر اُسکا وہ پکا خیال کہ اُسے اس سے بدرجہا بڑے اور صاف مکانات جنکے نقشے اُسکے مذہبی عقیدے کے آئینہ کے سامنے اکثر آگئے ہین ہمیشہ کے لیے رہنے کو ملجائیگا اُسکے اس غم کو بہلا دیتا ہے - مرنیکے وقت کا وہ سمان کہ آخری سانس اُسکے سینہ مین آکر اٹکا لیتی ہے عجب دردانگیز ہوتا ہے - وہ سانس اُس تیمارداروں اور عزیزونکو بتاتی ہے کہ اپنے اب ہاتہ دہو جو کچہہ کہنا ہو کہہ لو - یا جسے دیکہنا ہو دیکہہ لو -

پھر آرزو پوری ہونا محال ہے تیمارداری کرنیوالونکے چہرون کی مایوسی اور اسکے مرنیکا یقین دیکھنے والونکو خیال دلاتا ہے کہ بُرا وقت ہے۔ اُن لوگونکی بے بسی اور مجبوری جنکو اُسکی جدائی کا غم بھولنا کسیطرح ممکن نہین معلوم ہوتا صاف بتلاتی ہے کہ تم کو بھی مرجانا چاہیے چارون طرف حسرت کی آنکھ سے ایک ایک کو گھبرا گھبرا کے دیکھنا اور مایوسی کے جلو مین رُک رُک کر ٹھنڈی سانس بھر لینا اور کہنا کہ "ہمارے کلیجے کے شاہد رہنا۔ کہا سُنا معاف کرنا" نہایت عبرت خیز ہوتا ہے۔ ہائے ہائے کسی بھولے اور نازک چہرے کی طرف آخری نگاہ کرنا اور یہ کہنا کہ "تم ہماری محبت کو نہ بھولنا کبھی دل چاہے اور عیش سے فرصت ہو تو فاتحہ خیر سے بھی تو خوش کر دینا" سنگدلون پر اثر کر جاتا ہے۔ یونہین آدھی آدھی بات سے اور آدھے اشارے سے اور کرتے کرتے ہاتھ پاؤن دو چار بار سمیٹ ایک سخت ہچکی لیکر آنکھونکی سیاہ پتلیان جب اوپر کے پپوٹون مین چھپ گئین تو گھر والون کا اُس حسرت نصیب کے چارون طرف حلقہ باندھکر رونے کا شور راہ والون کو دروازے کے قریب ٹھہرنے نہین دیتا۔ کوئی اپنی پُرانی دوستی اور اُسکی ہمدردی کا ذکر کرکے غیرون کو بھی اپنا ہم خیال بنا کر افسوس کراتا ہے۔ کوئی سرہانے بیٹھا سر کو پیٹ پیٹ کے بڑی لانبی اور دردناک آواز سے رو رہا ہے۔ کوئی کھڑا ہوا اُسکی اس ناگہانی آرام کی نیند پر افسوس کر رہا ہے کہ ہاہ! ابھی باتین کی تھین۔ کوئی اُس بیکس کی اُن مرادون اور آرزونکا ذکر چھیڑ رہا ہے کہ کبھی کبھی نہایت ہی اضطرار مین شمع رخون سے شکایتون کے ساتھ اونکے وصل کے اشتیاق کو بھی اُسنے کھڈالا تھا۔ کوئی اُسکی اُن وصیتون کے پورا کرنیکی کوشش مین ہے جو اُسنے کی تھین کہ "تم اُنسے کسی ترکیب سے کہدینا کہ وہ آج تمپر نثار ہوگیا اب ملاقات محال ہے" کوئی سوچتا ہے کہ اب کیا تدبیر ہو کہ ان رونیوالون کی تسکین ہو۔ ہائے کوئی سمجھاے سے نہین سمجھتا اور حق بجانب ہے کیونکہ صبر ہوا ہی تازہ غم ہے۔ کبھی اس اُجڑے ہوے اُداس قبرستان مین جہان پُرانی اور نئی متعدد قبرین ہون اور شہر سے تھوڑی دور پر واقع ہو جسکے گرد دور تک چٹیل میدان اور اونچے نیچے مقامات پر شکستہ قبرین بنی ہوئی ہین جنمین سے کسی کسی قبر کے پائنتی سرہانے کوئی کوئی درخت بھی پیلو دار لگا ہوا ہے دھوپ مین جلتے جلتے لو کی گرمی سے گھبرا کر بیٹھ جانیکا اتفاق ہوا ہو تو اُس مرنیکا عالم دکھائی دیا ہوگا کہ زندگی کے تمام مزے آنکھونسے گر گئے ہونگے کسی کہنہ قبر پر جو کسی درخت کے

سایہ مین واقع ہوگئی ہے بیٹھکر ذرا کپڑے سے منہ کی گرد صاف کرکے پسینہ کے بھیگے ہوئے کپڑون کو ہوا کے رُخ کرکے خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبر جس پر ہم اسوقت بیٹھ گئے ہین نہین معلوم کس کی قبر ہے ہاے یہ قبر تو ابھی نئی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے - دیکھو تو یہ کون تھا اور کب مرا! حقیقت مین یہ عالم بھی ایک عجیب چیز ہے - یہان کے مکانون مین کوئی تمیز ہی نہین کہ یہ امیر کا گھر ہے اور یہ فقیر کا - افسوس نئی قبر اور ایسے بڑے بڑے سوراخ بھی ہوگئے - زندگی مین انکے مکانکے دروازے کبھی دربان کو ذرا سی آنکھ لگ جانے پر جرمانہ ہوتا - آج ان سوراخون کے راستے بودار اور مردار خوار جانور جا کر اپنے رہنے کی جگہ صاف کرتے ہونگے - کبھی انکے دامن پر خاک کا دھبا کسی نے کاہیکو دیکھا ہوگا - دن بھر مین کم سے کم دو مرتبہ تو ضرور ہی کپڑے بدلتے ہونگے جو خوشبو آج لگائی اسکا دوسرے دن لگانا عیب ہوگا - آج ہزارون مین گرد مین پڑے ہوے بیخبر سو رہے ہین کروٹ بھی بدلنا ناگوار ہے - دیکھا اور چھوٹے انکے نرم اور نازک بدن کے گوشت سے اپنی خوراک پیدا کرنے کی تدبیر مین کفن کو پہلے ہی سے چاٹ گئے ہونگے کان لگا کر سنو تو آخر کوئی آواز بھی آتی ہے - ہاے باتین اور پاؤن کی چاپ کیسی سانس کی آواز بھی نہین - مگر بڑی مکھیان اور بھڑین جنہون نے مٹی کی ٹھنڈک مین اس شفاف قبر مین چھتا لگایا ہے انکے بن بنانے کی صدا بہت ہی گرم ہے جن سوراخون سے چیونٹیان قطار باندھ کر آتی جاتی ہین ان سوراخون سے شاید بڑے بڑے مکانون مین آنے کے لیے روشن دان بنانے کا طرز سیکھا گیا ہے - یہ ٹوٹی ہوئی پرانی قبر جس پر سوائے مٹی کے ڈھیر کے کچھ نہین شاید کسی غریب کی ہوگی - مگر یہ خیال غلط ہو تو عجب کیا ہے کیونکہ جس قبر کو تم کسی امیر کی قبر سمجھے تھے اسپر بھی ہونیکی دلیل تو کوئی قابل یقین نہین تھی - ظاہری شان و شوکت نے اس قبر کو امیر کی قبر بنایا - ذرا اس کچی ٹوٹی ہوئی قبر کی مٹی ہٹاؤ اگرچہ ہاتھ بھرین گے مگر ایک عبرتناک سمان اور وحشت خیز منظر شاید بہت سے خیالات کے صاف کرنے مین بھی مدد کرے - مٹی ہٹا کر دیکھا تو ایک پتھر جسپر ایک نوجوان کی تاریخ لگی تھی "فاعتبروا یا اولی الابصار" اور یہ مصرعہ "این ماہ سخت است کہ گویند جوان مرد" دکھائی دیا - ہاے تلون مزاج معشوق سے زیادہ بیوفا زندگی تو نے اس نوجوان سے بھی وہی چال کی جو بڑے بڑے پرانے تجربہ کارون سے کیا کرتی ہے! ہاے اسکی

حسرتین اور مرادین جنکو یہ جان سے زیادہ سینے مین چھپائے رہتا ہوگا اسی خاک مین مل گئین! اسکے ماں باپ اسکی پیاری صورت کے دیکھنے کو ترستے ہونگے۔ اسکا غم انہین کیونکر بھولا ہوگا! افسوس اسکو تو ابھی دنیا نے اپنی کوئی پیاری ادا جسکا یہ شائق بنا ہوگا اور جسکے لیے یہ اپنے اصلی وطن عدم سے یہان عاریۃً بسنے کو آیا تھا ہی نہ دکھائی ہوگی؟ ہائے اسنے ایک جگہ دل کو پھنسایا ہوگا اور پھر آرزو ہوگی کہ اس بیچ ہی وہ کہ بھی دن ہائے کیسے کیسے وعدے جو اسنے اکثر جھوٹے پائے ہونگے انکے کسی نہ کسی دن پورا ہونیکی امید اسکو کیا تسکین دے دیکر رکھتی ہوگی۔ ہائے ان صحبتونکا اشتیاق جہان اسکو جانیکی آرزو ہوگی یا جہان یہ ہو آیا ہوگا اور کسی نازک لب اور فتنہ پرداز آنکھ کے اشارے سے پھر کبھی بلایا گیا ہوگا اسکے دلکو کیا بیچین کرتا ہوگا کہ کیونکر وعدے کا دن آئے اور پہونچون ہائے اسکے دل کی وہ حسرت کہ مین ابکی بار جاسکے جو کہتا ہی وہ کہہ لون گا اسکو کسقدر محبت کیطرف رغبت دلاتی ہوگی کہ جو چاہو گا وہی ہوگا۔ کسسے پوچھین کہ اسنے مرتے وقت کن کن حسرتون کو اپنے ساتھ لیا اور کن کن حسرتون کو اپنے ماتم دارون مین چھوڑا کون بتائے کہ کہان کہان دل دیا تھا اور کہان دینے کی آرزو تھی۔ اور کس کس سے وصل کے وعدے پورے ہوئے اور کس کس نے وعدہ خلافیان کرکے کسی اور روز کے لیے امیدوار بنا رکھا تھا۔ کیا معلوم اسکو عدم کی منزل مین قدم رکھے ہوئے کتنے دن ہوئے۔ اس راہ مین کیا کیا دقتین پیش آئین۔ کیونکر دریافت کرین کہ عدم مین جاکر اسکو کیا ملا اور اس باغ کو چھوڑ کر اسنے کیا پایا۔ مگر یہ کیا خیال ہی۔ کیا اس باغ کے چھوڑنے کو اسکا دل چاہتا ہوگا؟ افسوس وہ مجبوری جو اس کمبخت موت کے تابع مین ہی پہلے وہی ایسا قابو کرلیتی ہی کہ کچھ بس نہین چلتا۔ کسیطرح نہین بن آتا۔ یہ سب امر حقیقت مین انسان کو اس کی زندگی کے نامحدود زمانہ کو کبھی اس بیفکری سے کوئی کام نکرنے دین اگر یہ خیال اسکو ہو کہ ہم بس وہین جائینگے۔ دوستون کی جدائی کا صدمہ کبھی اٹھ ہی نہ سکیگا اگر یہ یقین ہو کہ ہم ایک روز نہ رہینگے۔

یہ یقین کہ مرنے کے بعد پھر کچھ ہونا ہے کتنا ناامیدی کے وقت کام آجاتا ہی اور کیسا اضطرار مین تسکین دیدیتا ہے۔ خیالات کی پریشانی کرہی بات کچھ دکھتی ہی کہ مرکر کچھ ہوگا۔ کوئی ہمارے ساتھ کچھ کرے گا۔ دوزخ اور بہشت چاہی کیسے خیال ین کچھ ہو مگر

امیدون کو انہین کے صدمے سے کچھہ مضبوطی ہوتی ہے - مصیبتون کے وقت یہی خیال ایک دوسری دنیا سامنے لاکر پیش کر دیتا ہے کہ بڑے سامان عیش و آرام اس سے عرصے کے بعد تیرے لیے ہین کہ ذرا آنکھہ بند کرلی اور چل کھڑا ہوا -

راقم - سید محمد علی شکیل -

انجمن دار السلام لکھنو

برادران اسلام - تاریخ یاد دلاتی ہے کہ تم اُسی مبارک قوم کی نسل سے ہو جو علم اسلام لیکے نکلی تھی - آج تم دنیا بھر مین مشہور ہو مگر اپنی اصلیت سُنکے تمہین حیرت ہوگی کہ تم ایک محدود اصول اور منضبط شرع کے پابند تھے - تمہارے قابل فخر اجداد خدا کی مدد کا توشہ کمر مین باندھ کے علم اسلام کے ساتھہ عرب سے نکلے تھے - یا وہ جھنڈا خود تمہارے اجداد کے کندھے پر تھا یا وہ اُس جھنڈے کے پھریرے کے سایے مین تھے - ملک عرب مین ایک بار وہ درخت اُگا تھا - زمانے نے اُسے پسند کیا اور اُسکے قلم لیجا کے ہر ملک مین اور ہر سرزمین پر لگا دیے - مختلف ممالک کی آب و ہوا نے تمہاری طبیعتین بدل دین - ورنہ تم سب ایک ہی جڑ کی شاخین ہو -

یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ زمانے نے تم سب کو ایسا جدا کر دیا کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہین ہوتی - زمانے کی یہ سمی ہوا ہر قوم پر تھوڑا بہت اثر کر گئی - مگر اتنا نہین جتنا تم پر - آج تمہارے اجزا اس قدر پریشان اور منتشر ہین کہ گویا تم مین باہم کبھی علاقہ ہی نہ تھا -

مسلمانون کی یہ حالت اس قدر افسوس ناک ہے کہ خود زمانہ اُنکے حال زار پر رو رہا ہے - کیونکہ تمہارے اگلے کارنامے اُسکے صفحۂ دل پر آجتک لکھے ہوئے ہین - تم اپنی قدامت اور اصلیت بھول گئے تو کیا ہوا وہ نہین بھولا ہے - ہم سچ کہتے ہین مسلمانون پر وہ نازک زمانہ آگیا ہے کہ اگر دو مسلمان بیٹھہ کے خلوص سے آپسمین باتین کرین تو اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے - مجھے صرف اتنی ہی تمنا مدت سے ہے اور نہایت افسوس کے ساتھہ کہتا ہون کہ آجتک نہ پوری ہوئی -

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہماری مخالفت مین جو کوئی جتنی بڑی جرأت چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے اور ہم کچھہ نہین کر سکتے صرف آنسو بہا کے رہجاتے ہین - اگر ہمارے بزرگونکو گالیان

دیجائین تو ہمین سننا پڑتی ہین - ہماری مسجدون کی توہین کیجائے تو ہمین دیکھنا پڑتا ہے ہمارے بھائی قتل کرڈالے جائین تو ہمین صبر کے سوا کوئی چارہ نہین ہوتا - ای اہل اسلام کیا یہ تھوڑی بے غیرتیان ہین جو ہمین نصیب ہورہی ہین اور ہوچکین ؟ مسجدونکی سو دفعہ توہین ہوئی اور تم نے سانس نہ لی - تعزیہ داری کے لیے سیکڑون بار تم پیٹوا ڈالے گئے اور تم مین حرکت نہ ہوئی - آج تمہاری مسجدون اور تمہاری پاک عبادت گاہون مین جہان تم سجدہ کرتے ہو ایک فوجی گورہ جوتیان پہنے گھس آتا ہے اور تم دیکھا کرتے ہو - اب تم بالکل اس شعر کے مصداق ہو —

ہر بلائے کز آسمان آید گرچہ بر نام دیگران باشد
بر زمین نارسیدہ مے پرسید خانۂ مومنان کجا باشد

اگرچہ اس نااتفاقی اور اختلاف کا علاج کسی ایک کے ہاتھ مین نہین مگر انجمن الاسلام نے کوشش کرنا شروع کی ہے کہ ہندوستان کے کل اہل اسلام کو موافق کرے - کامیابی خدا کے ہاتھ مین ہے مگر ہمین مستعدی ضرور دکھانا چاہیے - کم سے کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ ہندوستان کی کل اسلامیہ انجمنین باہم خط و کتابت کرکے اپنے قدیم رشتے اور اپنی گذشتہ قرابت کو زندہ کرلین —

یہ بات بڑی خوشی کی ہے کہ ہندوستان کے اکثر مقامات کے رؤسا نے آمادگی ظاہر فرمائی اور وہ بھی اس انجمن کے ممبر ہونا چاہتے ہین - مگر میرے خیال مین صرف اسیقدر آمادگی کافی نہین ہے - اُن کو چاہیے کہ اپنے اپنے مقامات کے اہل اسلام کو متفق کرین - عام قومی رائے کو وہ اپنی مٹھی مین لین - اُسوقت کہا جاسکتا ہے کہ اُنھون نے کچھ کیا - اگر آج ایک متفقہ قوت ہمارے ہاتھ مین ہو تو ہم اپنے حقوق کے لیے گورنمنٹ سے بھی بالتجا کچھ عرض کرسکین - ہندوستان مین جتنی اسلامیہ انجمنین ہین سب اصل مین ایک خاندان کے بھائیون کی قائم کی ہوئی ہین - اگر سب اپنے ہان خط و کتابت کو ترقی دین اور عموماً ہر معاملہ مین باہم مشورہ کرلیا کرین تو شاید اس سے عمدہ کوئی ترکیب ہمین اپنی قوت بڑھانے کی نہ ملے گی - ہم ایک گھڑی بھر مین اپنی قوت کو بڑھا سکتے ہین بشرطیکہ ہم بڑھانا چاہین —

دار السلام نے والنشر فنۃ اصول کو قائم کیا اور اب تک استقلال کے ساتھ کام کرتی رہی

افسوس دلگداز کی اشاعت مین جو دیر ہوئی اُس نے پبلک مین ایک سکوت پیدا کردیا۔ ہماری قومی نااتفاقیون نے بہت سے ایسے بہی پیدا کردیے ہین جو خود قوت کچہہ کرتے ہین اور کچہہ کرسکتے ہین۔ مگر اُن لوگون کی عیب چینی کرنے مین سب سے پہلے زبان کہولتے ہین جو کچہہ کررہے ہین۔ وہ لوگ بہی ہمارے ادبار کا ایک افسوس ناک نمونہ ہین۔ خدا اُنہین چشم بینا دے۔

جن صاحب کو والنٹیر ہونا ہو انجمن دارالسلام سے باضابطہ درخواست کرین انکو ایک سند یہان سے روانہ کردی جاے گی۔ ہمین معلوم ہوا کہ اکثر مقامات مین لوگون نے صرف اسوجہ سے کہ اُنکو ضابطہ طور پر چندہ فراہم کرنے کا حق نہین حاصل تہا سکوت اختیار کیا۔ اب مین انکو مطلع کرتا ہون کہ اگر قومی خدمت کرنا وہ اپنا فرض سمجہتے ہین تو انجمن سے اجازت حاصل کرلین۔

جو صاحب شہر لکہنؤ سے باہر ہین اگر انجمن دارالسلام کے ممبر ہونا چاہتے ہین تو اُنکو صرف دو روپیہ انٹرنیس فیس کی داخل کرنا کافی ہوگا۔ اگر خود اپنی فیاضی سے چندۂ ماہوار دین گے تو قبول کیا جاے گا ورنہ کچہہ ضرورت نہین۔ انجمن دارالسلام اوڈٹ اسٹیشن ممبرون سے صرف دو روپیہ داخلہ کے سوا اور کچہہ نہین چاہتی۔

بوے وفا

سرگروہ عشاق حضرت قیس عامری کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ صحراے لق و دق مین ریگ روان کے تودون پر بیٹھے معشوقہ دلربا لیلے کو یاد کر رہے تھے کہ دو مسافر اُدھر سے گذرے۔ انکی پریشان صورت دیکھکے ایک نے دوسرے سے پوچھا "یہ کون شخص ہے؟" دوسرے نے حیرت سے جواب دیا "تم اسے نہین جانتے! یہ لیلے کا عاشق دلدادہ قیس ہے۔ اسکے عشق کی آج دُنیا مین دھوم مچی ہوئی ہے" یہ سُنکے اُس شخص نے میان مجنون کو غور سے دیکھا۔ دیکھتے دیکھتے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کے کہنے لگا "افسوس اسکی معشوقہ لیلے نے اسی کے عشق مین کرتے کرتے ہتھیار اور نازک دلپر کوفت اُٹھاتے اُٹھاتے کل جان دیدی۔ کیا سچا عشق تھا" وہ دونو قوانکی عشقبازی پر ہمدردی کرتے ہوئے چلدیے۔ مگر لیلے کی خبر مرگ نے ان پر جو اثر کیا ہوگا اسکا اندازہ کرنا ہماری طبیعتون اور ہمارے خیالات کے پیمانہ سے کہین زیادہ ہے غرض کیچھ دیر تک مجنون نے اپنے جنون زاد ولولون کا انتہائی جوش دکھا کی نالہ کشی کی اسی موقع جوش مین کشش عشق نے رُخ نجد کیطرف پھیر دیا۔ اُبھرتی ہوئی بیتابیون اور مدت کی ہچکیان لینے والی تمناونکو بڑی کوشش سے دلمین دباتا ہوا قبیلہ بنو عامر کیطرف روانہ ہوا۔ پوچھنے لوگون سے پوچھا "قبر لیلے کہان ہے؟" مگر کون بتا سکتا تھا جو ایک شکستہ دل کو اپنی گردن پر لے وہ بتائے۔ آخر شوق نے قبرستان پر پہونچایا۔ قیس نے ہر ہر قبر کی مٹی اُٹھا اُٹھا کے سونگھنا شروع کی۔ یہان تک کہ ایک قبر پر پہونچا جسپر ایک ہی رات کے باسی نوشگفتہ پھولون کی مرجھائی صورت دیکھکے بے اختیار زبان سے نکل جاتا تھا ؎

پھول تو دو دن بہار جان فزا دکھلا گئے حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

کیونکہ گرم ہوا ان پر افسردگی کا اثر ڈالتی تھی اور یہ گویا چاہتے نہ تھے کہ مرجھائین نگر زبردستی پژمردہ ہوئے جاتے تھے۔ قیس نے اس قبر کی مٹی بھی حسب معمول اٹھا کے سونگھی اور شعر پڑھا

یُرید دون یشفوا قبرہا عن صبیبہا وطیب تراب القبر دل علی القبر

(یعنی لوگ چاہتے ہین کہ اسکی قبر کو اسکے عاشق سے پوشیدہ رکھین حالانکہ قبر کی مٹی کی بو ہی قبر کو بتا رہی ہے) مجنون نے یہ شعر بآواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ اور حسرت۔ یاس۔ بیتابی۔ غرض وفور عشق کے کل نمونے اسی شعر کے پڑھنے مین اس حد تک دکھائے کہ پڑھتے پڑھتے وہم سے گر پڑا دیکھا تو بیجان تھا۔

یہ کیسے جان دی ہے؟ اس شخص نے جو دنیائے عشق کا مسلم الثبوت بادشاہ تھا۔ اور جس کا نام تیمناً و تبرکاً حسن و عشق اور ناز و نیاز کی دنیا مین ہمیشہ لیا جائے گا۔ کس نے جان لی؟ اسی ایک عربی شعر نے اس شعر مین کیا سمیت تھی کہ بیچارہ نے یون حسرت و یاس کے عالم مین جان دی؟ اس قبر کی مٹی مین ایک طرح کی بو آتی تھی۔ اسی بو کا اس شعر مین تذکرہ تھا۔ وہ بو کس قسم کی تھی؟ یہ تو نہین معلوم کہ کس قسم کی بو تھی۔ مگر ہان اتنا جانتی ہین کہ اسی بو کو لوگ بوے وفا کہتے ہین۔

اے بیوفاؤن کے ستائے ہوئے! تمہارا دماغ تو بوے وفا سے کاہی کو آشنا ہوگا۔ تمہاری زندگی اور تمہارا شوق روز روز کی وعدہ خلافیون سے دونون خاک مین ملتے اور ملتے جاتے ہین۔ تم کیا جانو کہ وفا کیسی ہوتی ہے اور اسمین کیا حظ ہوتا ہے۔ ہان اتنا بتا دیسکتے ہین کہ جس چیز کی تمہین تمنا ہے اور جسکے تم آرزومند ہو وہ بوے وفا ہی ہے۔ ہان اس صحبت مین جان شکش عشاق اور دلدادگان روے جانان میٹھے اپنی بے تابیا اور یار کی بیوفائیان بتا رہے ہین۔ وہان البتہ اس بو کا پتا لگ سکتا ہے۔

موسم بہار مین نوشگفتہ پھولون پر عجب عالم ہوتا ہے مگر بوے گل کی بیوفائیان صاف بتاتی ہین کہ ان پھولون سے کسی کو کچھ امید نہ رکھنا چاہیے۔ قدردان اور جوش جنون والے لطف اٹھانے کے واسطے دور دور سے آکے صحن گلشن مین جمع ہوتے ہین۔ اور یہ بیوفا خوشبو خدا جانے کہان ماری ماری پھرتی ہے۔ اور کیا خبر کہ کس کی جستجو مین ہجران نصیبون کے ہوا سکی طرح کدھر اڑ جاتی ہے۔ ہان بوے وفا کا پتا کچھ ان پھولون سے البتہ چلتا ہے جو کسی کے گلے مین پڑتے پڑتے اور کسی کی کروٹون مین کچلتے کچلتے صبح تک مرجھا گئے ہین۔ ورایک

بھینی بھینی خوشبو دے رہے ہین جو اس نزاکت پر یہ ستم اُٹھا کے باقی رہگئی ہو اور اُس حسن بے گانگی کی یادگار ہو جسنے کل اُن بیولون کو کسی بیوفا کے گلے کا ہار بنا دیا تھا۔

بوے وفا ہر اُس مقام پر آجاتی ہے جہان کسی نے بے بسی کے ساتھ مشق ناز کے صدمے اٹھا کے جان دیدی ہو۔ داس شمع مین صبح کے وقت دیکھو گے تو پروانون کا ایک گنج شہیدان نظر آئیگا۔ ایک طرف ان بے زبان و بے بس عشاق کی لاشین نظر آئین گی اور دوسری طرف اُس مظلوم رونے والی کے بنجد آنسو دکھائی دینگی جسنے رات بھر روتے روتے صبح کو ہچکیان لے لیکے جان دی۔

یہ کل باغ اس موقع پر سوا ایک جلی ہوئی بو اور ایک چربی کی چراہند کے کوئی بات نہ پائینگے مگر جسکے دل و دماغ مین خدا نے اثر پذیر ہونیکا مادہ دیا ہو اُسکا ذوق سلیم صاف سمجھ جائیگا۔ ان چیزون سے بوے وفا آتی ہے۔ ایک طرف وہ وفادار ہین جنھون نے جل جلکے جان دی اور دوسری طرف وہ وفادار ہے جسنے روتے روتے موت کی ہچکیان لین اور دم توڑ دیا۔

ہر وہ چیز جو کسی کے تغافل سے مٹ گئی ہو اگر غور سے دیکھیے گا تو اُسمین بوے وفا ضرور آئیگی۔ بوے وفا کچھ قبر لیلےٰ اور قمیص یوسف ہی پر تمام نہین ہوگئی۔ ہم ہر حالت مین بوے وفا کو کوئی نہ کوئی نمونہ پا جاتے ہین۔

دیکھو یہ قبرستان جنمین اگلے آرام سے سو رہے ہین انمین ایک سناٹا چھایا ہوا ہے۔ شہر ہندوستان کا یہ سکوت یہان والونکی اُس وفاداری کا نشان دے رہا ہے جس نے انھین جیو کر دیا تھا کہ اپنے دوستون اور احباب کے ساتھ بہت کچھ کر کے آخیر قربان ہو جائین۔ ہماری ناقدری ہمارے دماغ تک نہین پہونچنے دیتی ورنہ انکی خاک مین وہی بو آرہی ہے جو قبر لیلےٰ سے آئی اور مجنون پر اثر کر گئی۔

یہ ٹوٹے پھوٹے مکان اور خصوصاً یہ گرنے کے قریب پہونچی ہوئی مسجدین بوے وفا کا ایک بھی زیادہ ثبوت دے رہی ہین جنھون نے تعمیر کیا تھا کچھ دنون انھین آباد رکھ کے نذر اجل ہوگئے۔ جنکے لیے بنائی گئین زمانے نے انھین آن سے بہت پہلے مٹا دیا۔ ہان یہ ہین کہ انکے نام کے ساتھ ایک وفاداری کا عہد بندہ کے آجتک اپنے آپ کو دست برد زمانہ سے بچا رہی ہین۔ مٹتے مٹتے سنبھل جاتی ہین۔ اور گرتے گرتے رک جاتی ہین

زمانہ کی تغیر پسند طبیعت مین کچھ ایسی بیوفائی ہے کہ وفادارون کے ساتھ یہ ہمیشہ دشمنی ہی کرتا رہا۔ اُن لوگونکا یہ دوست نہین جو گھڑی بھر کے لیے بھی کوئی وفاداری کا پہلو دکھا دیتے ہین۔ یہ اندھیری رات کے تارے جو صرف چار پہر تک منتظران یار کا ساتھ دیدیا کرتے ہین اُنکے ساتھ بھی کوجو ساوک یہ کرتا ہے اُسکا حال سبھی جانتے ہین بلاکشان ہجران کے ان وفادار دوستون پر کچھ ایسی بن جاتی ہے کہ صورتین اُتر جاتی ہین آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین۔ آفتاب اُن کی ہمدردی کے لیے سحر کا گریبان چاک کرتا ہوا آتا ہے مگر زمانہ خدا جانے کہان چھپا دیتا ہے کہ انہین نہین پاتا۔ اصل پوچھیے تو ان پیارے پیارے جگمگاتے ہوئے تارون سے ایک بڑے وفاتی ہی جو کسی وعدہ فراموش کے تازہ عہد کے دھوکے مین آجانے والون کی رات بھر دلدہی کرتی رہتی ہے۔

زمانہ چاہے دشمن ہو یا دوست بڑے وفا ایک ایسی چیز ہی جو کسی حال اور کسی حالت پر بھی مزہ ہی دیجاتی ہے۔ جس مقام پر بڑے وفا کا کوئی موثر نمونہ نظر آئے گا وہان آپ دیکھینگے کہ کسی خستہ جگر کے دلکو تسلی بھی ہوگئی۔ دور افتادگان وطن گھر بار یار آشنا۔ عزیز و اقارب سے جدا پڑے ہین جنہین تنگ نے کسی مصیبت زدہ کو وہ مین پاشکستہ بنا کے چھوڑ دیا ہے اگر ان کے خیالات کا اندازہ کیجیے تو معلوم ہو جائے کہ بڑے وفا ان پر کیا اثر کر رہی ہے اور کیا اثر کر گئی۔

وہ صحرا نورد جو دوری وطن کے غم مین ہمت ہارے دیتا ہی وہ آبلہ پا جو کوہ یار تک پہونچ سکنے کے صدمے سے جان دیے دیتا ہے۔ وہ حرمان نصیب جو دشت فرقت کی باد سموم کے جھونکون سے پژمردہ ہوا جاتا ہے یہ سب کے سب جب کسی مقام پر ستانے کے لیے بیٹھین گے تو تنہائی کے عالم مین ان کی نظر چارون طرف ڈھونڈھتی پھرے گی کہ دیکھین اس حسرت نصیبی کے مقام تک کون کون ہمارا ساتھ دے سکا۔ ان کی بدقسمت نظر کسی کو نہ پائے گی اور آخر ایک مایوسی کے ساتھ خود انہین کے اُس پر حسرت دل کی طرف رجوع کرے گی جو دوستون اور بیوفاؤن کی ایک اُجڑی منزل ہے۔ وہان انہین دو چار ایسے دوست اور ہمدم مل جائینگے جو ان کی بیکسی کے مونس اور صحرا نوردی کے رفیق ہین۔ یہ خوش ہو کے اُن کی طرف زیادہ توجہ کرینگے۔ اور بڑے وفا انکی دماغ کو اسدرجہ معمور کردے گی کہ ایک بیخودی کے لہجے مین بیتاب ہو کے کہنے لگین گے

"اے میری حسرت تو بڑی کام کی نکلی - اے وحشت دل تو نے خوب ساتھ دیا -
اے خیال وطن اس تنہائی اور بلاکشی کے مقام پر بنا ہنا تیرا ہی کام تھا - اور اسے
یاد جانان وہ خود تو بیوفا ہین مگر تو بڑی وفادار نکلی کہ یہان تک ساتھ ہے تمہین چھوڑ ہمدرد
نکلے - ہائے تمہارے بوے وفا آتی ہے "

حسن و عشق کی دنیا مین اس بو کی بہت زیادہ ضرورت ہے - ہر دلدادہ اور ہر حسرت زدہ
کو یہی تمنا ہے کہ جسے چاہتے ہین اسمین بوے وفا آتی ہو - مگر خدا جانے قدرت کو یہ کیا بھلا
معلوم ہوا کہ یہ دلفریب درخوں پیدا ہوا کثر اسی زمین ہوتی جس کی صورت سے کسی دل کو
لگاؤ ہو جاتا ہے - وہ زمانہ شاید اگلون ہی کے ساتھ تمام ہو گیا جب سیتون کی دلربا ادا
سے بوے وفا آتی تھی - اب تو وعدہ خلافیان ادا اور مشق ستم ناز سمجھے جاتے ہین - اس
بو کی جستجو مین نکل جانے والے نگار وہ بالکل منتشر اور پریشان نظر آے گا - وہ جو دشت وحشت
مین خاک اڑاتے پھرتے ہین اسی بو کی تلاش مین ہین - وہ گم گشتہ راہ جنہین غول بیابان
بکاتا پھرتا ہے اسی بو کو ڈھونڈھنے نکلے ہین -

وہ خراب و خستہ جنہین سراب دھوکے دے رہا ہے اسی بوے وفا کے شوق مین قدم بڑھاے
چلے جاتے ہین -

اے ریگ بیابان کیا کسی مین بوے وفا آتی ہے جو تو اسطرح خاک اڑاتی دوڑی جاتی
ہی؟ اے دشت وحشت کے بگولو کیا کہین بوے وفا کا نشان لگا ہے جو یون بے سروپا
جا رہے ہو؟ دنیا مین جو چیز ڈھونڈھے نہین ملتی وہ بوے وفا ہے - بوے وفا ایک ایسی
چیز ہے کہ ہر شخص اس کا متمنی ہے - اور ہر دل مین اسکی آرزو ہے - ہزارون اسی
دلفریب بو کے تجسس مین پھرتے پھرتے خاک مین مل گئے اور ہزارون ڈھونڈھ رہے ہین
اے اہل اسلام! تمہاری بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ بو جو کامیابی اور سچی مسرت کا سامان
آنکھون سے دکھا دیتی ہے تمہین مل سکتی ہے اور تم نہین متوجہ ہوتے - مل سکنا کیسا
تمہارے پاس ہی مگر تم جب غور کر کے تلاش کرو جب تو ملے - ویران باغ اسلام مین
تمہاری شکستہ حالیون کے ساتھ خود بھی جو زمانہ سے تمہارا ساتھ دے رہا ہی اگر دیکھو گے
تو اسکی ہر ہر جھائی اور پژمردہ پنکھڑی مین بوے وفا آئے گی - اگر اس حسرت نصیب
مسافر نے اپنی بیکسی کو اپنا مونس پایا تھا اور اسمین بوے وفا آتی تھی تو تمہارے لیے

تمہارا غربت زدہ اسلام ویسا ہی مولس ہے اور اوسی بوے وفا کو ظاہر کرتا ہے جو اُس مسافر کی بیکسی مین آئی تھی۔ خود تمہارا اسلام تمہاری بیکسی ہے۔

یہ منہدم در و دیوار۔ یہ شکستہ اور گرے پڑے قدیم آثار۔ یہ گرتی ہوئی عالیشان مسجدین یہ خاک مین ملتی ہوئی سر افلک عمارتین۔ اگر انکی سیر کروگے اور غور سے دیکھوگے تو انکی ہر ہر گری پڑی اینٹ سے بوے وفا آئے گی۔ کاش یہ بو ہمارے دماغ مین پہونچتی اور ہم مجبور ہوکے متوجہ ہو جاتے کہ انہین پھر آباد کرکے اُس وفاداری کا ساتھ دین جو ان اسلامی یادگارون نے ہمارا ساتھ دینے مین دکھائی ہے۔

دشت وحشت

اے ستم کشان زمانہ کہان ہو؟ وہ زندہ دلی کی محفلین جنمین تمہارے دم سے ہر وقت رونق رہا کرتی تھی سُست پڑی ہین۔ تمہارے دوست جنکی بامذاق طبیعتون پر تمہارے پھڑکتے ہوے جملے تازیانے کا کام دیا کرتے تھے نہایت افسردہ ہوگئے ہین۔ ہاے صرف وہ آنکھون کے سامنے پھرنے والی محفلین ہی نہین دنیا کی تمام آبادی تم سے خالی نظر آتی ہے۔ تمہارے سر پر یہ کیسا جنون سوار ہوا اور تمہارے دلون مین یہ کس قسم کا جوش پیدا ہوا کہ تمام دوستان وطن اور یاران انجمن کا ساتھ چھوڑ کے تم غائب ہو گئے ہاے گدہر نکل گئے۔ تمہارا خیال جب دل مین آجاتا ہے ان آنکھون سے تھوڑی بہت دیر تک تمہین ضرور ڈھونڈ والیتا ہے۔ تمہارا پتا لگانے والے اور تمہاری جستجو مین بھٹکنے والے تھک گئے مگر تم نہ ملے۔ کس ساعت تم نے وطن سے قدم نکالا تھا کہ تمہاری صحبتون کا مزہ اُٹھائے ہوے یاد کرتے کرتے تھک گئے اور تمہین آنا نصیب ہوا۔ سچ بتاؤ کبھی وہ لوگ بھی تمہین یاد آتے ہین جنکو بے تمہارے بزم عشرت درہم و برہم معلوم ہوتی ہے؟ آبادی سے کیا تمہین بالکل نفرت ہوگئی؟ دشت وحشت کا سامان تمہین کیا ایسا بھا گیا کہ وہین کے ہو رہے؟ —

اے دشت وحشت! اور اے صحراے بلا! تیری کشش ہمین ہمیشہ صدمہ پہونچایا کین۔ تجھ مین کیا ہے کہ جنون آوارگان ہجران تجھ پر ایسے فریفتہ ہو جایا کرتے ہین؟ اس نمونے پر تو یہ آفت ہے۔ کیا ہوتا اگر تجھ مین کوئی دلچسپی کی چیز ہوتی۔ تیری خاموشی

ہمارے بہت سے دوست چھپے ہوے ہین - تیرے بگولون کو آج بھی ہم اس شوق سے دیکھا کرتے ہین کہ ان مین کوئی ہمارا آشنا نہ نکل آئے - چونکہ ہم تجھ سے آشنا نہین اسلیے تو بھی ہمین نہ جانتا ہوگا مگر وہ آوارہ گرد جنہین اپنے وسیع دامن مین تو نے سراب کے دھوکے دے دیکے پاشکستہ کر دیا ہوگا اور تھکا کے بٹھا دیا ہوگا انھون نے بیتابی و بیبسی کے لہجے مین بارہا ہمین پکارا ہوگا اور تجھے ہمارا نام یاد دلا دیا ہوگا جن بیکسون کی تو نے جان لی ہے انھین اکثر ہمارے آشنا نکلینگے - ہم آباد دنیا سے آتے ہین اور وہانکے رہنے والے ہین کہ جو تجھ مین آیا ہوگا اور تیرے پھندے مین پڑا ہوگا وہین سے آیا تھا اور وہین کا رہنے والا تھا - ہمین تیرا شوق نہین لایا ہے بلکہ ہم اپنے گذشتہ احباب کو ڈھونڈھنے آئے ہین -

ہاے کسی کا پتا نہین - خدا جانے کدھر نکل گئے - اور کہان ہو رہے - اے خانمان برباد مسافر یہ دشت وحشت تمہین دھوکا دیکے کہان پہونچا دیتا ہے کہ پھر ہمین تمہاری صورت نہین نظر آتی - یا تو دامن صحرا ہی مین کوئی ایسی دلچسپیان ہین جو تمہارا دل لبھا لیا کرتی ہین یا ہماری بامذاق صحبتون سے تم کچھ ایسے بدمزہ ہو گئے ہو کہ پھر آنیکو جی نہین چاہتا - کوئی بات ضرور ہے - یاران انجمن کو داغ دیکے یک بیک غائب ہو جانا بیوجہ نہین - تمہاری انجمنین اور تمہاری محفلین بے تمہارے سست اور افسردہ پڑی ہین جن مکانون مین تمہاری نشست رہا کرتی تھی اور جن مقامات پر تم جا جا کے ٹھہر اکرتے تھے تمہارے یاد کرنے والے آجتک وہان جا کے رو لیا کرتے ہین - کوئی ایسا بھی نہین ملتا جو تمہاری خبر بتائے - ہاے یہ بھی نہین معلوم کہ تم زندہ ہو یا اس دنیا سے گذر گئے - ریگ روان کے ساتھ دوڑتے دوڑتے کیا تم بھی اسی مین مل گئے ؟

واقعی اگر قضا کوئی ملکی اثر رکھتی ہے اور موت کسی نہ کسی وقت ضرور انسان کا کام تمام کر دیا کرتی ہے تو دشت وحشت کے چکر کھاتے ہوے بگولون اور چار و نطرف تھپیڑے دینے والی باد صرصر کے جھونکون مین خدا جانے کس کس جسم کے ذرے خاک اڑاتے پھرتے ہونگے - عالم عناصر کا نظام باندھنے والے فلسفیون نے یہ نہایت سچا خیال ظاہر کیا ہے کہ کرۂ زمین کی کل جاندار مخلوق خاک سے پیدا ہوتی ہے اور امید اور عمر کا زمانہ پورا کر کے پھر خاک مین ملجاتی ہے - قائلین تناسخ نے بننے اور بگڑنے کا ایک تسلسل قائم کر کے

اس مسئلہ مین ایک اور جدت پیدا کردی ہے۔ مذہب والے اگرچہ تناسخ کے قائل نہین ہین مگر ایک حد تک اسبات کو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ دنیا وی مخلوق خاک سے پیدا ہوتی ہے اور خاک مین ملجاتی ہے۔ اُنکا بھی یہ قول دلچسپی سے خالی نہین کہ عرصہ حشر مین اپنی دائمی زندگی کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے جب لوگ اُٹھائے جائینگے اُسوقت ایک ایک قبر سے خدا جانے کتنے کتنے اُٹھین گے۔ اے آوارہ گردان دشت بلا واقعی وہ عجیب وقت ہوگا جب اسرافیل صور پھونکین گے اور تم جس کام کو ادھورا چھوڑ کے دنیا سے چلے گئے تھے پھر اُسی کام مین مشغول ہوجاؤ گے۔

اے دشت وحشت تو عجب جوش پیدا کرنے والا مقام ہی۔ جو تجھ مین گیا اور جو تیری طرف سے آیا دونون کی طبیعتون مین قیامت کا جوش تھا۔ تیری بساطت اور تیری سادگی کی حالت کچھ ایسے جذبات دل مین پیدا کرتی ہے کہ اُنکو مٹتے مٹتے بھی برسون ہوجاتے ہین۔ تیرا پیدا کیا ہوا جوش جن رگون مین ہے وہ کبھی نہ نکلے گا۔ آباد اور پُر تکلف دنیا اگر اُسکو مٹانا بھی چاہتی ہے تو نسلین پلٹ کے اور زمانے کے صدہا ورق اُلٹ کے کامیاب ہوتی ہے۔

عرب کے ریگستان اور صحرا جو کبھی مہذب دنیا مین استعجاب اور حیرت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اُنھون نے جس قوم کے دلمین جوش پیدا کرکے بھیجا اُس کا جوش گو اب مٹ گیا مگر دنیا ہی جانتی ہوگی کہ کن مشکلون سے وہ ان پرجوش دلون کے ٹھنڈا کرنے پر کامیاب ہوئی ہے۔ کل متکبر اور اپنی تہذیب و ترقی کرنے والی زمین نے اپنی ساری قدر نا قدرن کی کمائی اسی قوم کے آگے ہدیہ رکھدی تھی جسکو صحرائے عرب نے پرجوش بناکے اقطار عالم مین روانہ کیا تھا۔ ساری دنیا مین اُسی قوم کی اُلوالعزمیون اور بلند پروازیون سے ایک روشنی پھیل گئی تھی جس کی بجھی ہوئی مشعلین اور گل شدہ شمعین جا بجا اب بھی پڑی نظر آجاتی ہین۔ سواحل ملیبار و چین۔ اطراف افریقہ جزائر بحر روم۔ اور عموماً مصر و عراق و شام مین یہ شمعین اور مشعلین بکثرت نظر آئینگی تم جہان جہان دیکھوگے کہ مسجدین ڈھہی پڑی ہین۔ عمارتین خاک مین مل رہی ہین بڑی بڑی قلعے مسمار ہورہے ہین یقین کرلو کہ یہ نہین پرجوش صحرا نشینان عرب کی یادگار ہین افسوس صرف اُس قوم کا جوش ہی دنیا اور پُر تکلف سامان جہان نے نہین مٹایا بلکہ اون کا

جوش و خروش کے ساتھ ان کی یادگارون کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔
اہل عرب کو جانے دو۔ کیونکہ یہ کہنے کا موقع ہے کہ وہان صحرائی اور سادے منظر عالم کا جوش نہ تھا بلکہ انکے طبائع کو ابھارنے والے وہ ایسے پر اثر۔ اور معجز نما خطبات اور کلمات تھے جو نبوت کی زبان سے ظاہر ہوئے اور جنہون نے تمام دنیا کی تہذیبون کو بھی پسپا کر کے دنیا مین ایک نیا نور اور نئی روشنی پھیلا دی۔ ہم تاتاری ریگستانون کی تہذیب کیا کرائینگے۔ اور تم سے تسلیم کرا لینگے کہ اس ریگستانی اور بے سبزہ زمین مین کوئی پیغمبر نہین مبعوث ہوا اور نہ کبھی کوئی مذہب قائم ہوا جسنے کچھ نہ کچھ زمانے کا ساتھ دیا ہو مگر تاتاری ترکون کے دلونمین بھی زمانے نے کچھ ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ جسوقت حدود ترکستان سے انہون نے قدم نکالا اُسوقت نہ کسی سلطنت سے بن پڑا کہ انکے جوش کو روک سکے اور نہ کسی مذہب سے ہو سکا کہ انکو روک دے۔ وہ اپنے پُرجوش اور پُرحوصلہ لونکے ساتھ بڑھتے۔ اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ جس نے اطاعت کی اچھا رہا۔ اور جسنے مزاحمت کرنا چاہی خود مٹ گیا۔
ایشیا کی حدود سے نکلکر ذرا یورپ کی سیر کرو اور قدامت کی طرف متوجہ ہو۔ دیونکی تہذیب۔ شائستگی۔ علمی ترقی غرض کسی حیثیت سے انکی باجاہ و جلال سلطنت مین کوئی عیب لگا سکتا ہے۔ مگر جب ہم یہ چھینگے کہ گالیسا والون نے انکے تخت و تاج کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تو خواہ مخواہ منظور کرنا پڑیگا کہ تمام ترقی و شائستگی اُس جوش کے اُبھرنے سے خاک مین ملگئی جسکو ایک غیر آباد سرزمین نے چند دلون مین پیدا کر دیا تھا۔
زمین کی اصلی حالت اور فطری صورت وہی ہے جو ایک لق و دق صحرا یا دشت و دہشت مین پائی جاتی ہے۔ ہماری کاریگریان ہماری صنعتین اسپر اپنی جدت پسندیون کا باغ لگا کے خدا جانے کس قدر آباد اور کسقدر پُر تکلف بنا دیتی ہین۔ مگر وہ صنعتین استقلال کے ساتھ قائم نہین رہ سکتین۔ ہماری ہی طرح کبھی وہ بھی فنا ہو جاتی ہین۔ وہ بڑے بڑے مشہور شہر جنہون نے تواریخ کے ہزارون ورق صرف اپنے تذکرون اور حالات کے بیان مین صرف کرا دیے۔ کبھی ان کی جگہ پر ایک وسیع سبزہ زار یا صحرا تھا۔ بابل کا ہنگامہ آج بھی اگلے کارنامون مین ایسی شان و شوکت سے گرم نظر آئیگا جس طرح کہ دو ہزار برس پہلے گرم تھا۔ نینوا کی عظمت اگر صفحہ زمین پر نہین رہی تو زہر مورخین سے۔ پھر قیامت تک

نقش رہے گی۔ وہ سین بولنے والا نہین ہو جب مدائن کی در و دیوار سے شاہان ایران زمین کا جبروت ظاہر ہوتا تھا۔ ہستناپور کا نام زبان پر آتے ہی ابتک ایک عجب دبدبے کی تصویر آنکھونکے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ سب کچھ تھا مگر آج دیکھو تو کچھ نہین۔ وہی سمان ہے جو ان شہرون کے آباد ہونے سے پہلے انکی جگہ پر نظر آتا تھا۔ وہ کون سمان تھا؟ وہی جسے تم دشت وحشت اور خدا کی غیر آباد زمین پر دیکھا کرتے ہو۔

دار السلام یا باغ فردوس کے بچھڑے ہوئے عاشق و معشوق آدم و حوا اسی دشت وحشت مین پھرتے پھرتے باہم ملگئے تھے۔ شاید اسی امید کا چہرہ خیالونکو نظر آتا ہے جو آجتک مبتلایان عشق جب وحشت اچھلتی ہے اور جذبات عشق جوش کرتے ہین گھر بار چھوڑ کے سیدھے جنگل کا رخ کرتے ہین۔

دشت وحشت مین اگرچہ آبادی نہین بادی النظر مین سوا خاک اڑنیکے کوئی چیز نہین نظر آتی مگر خدا جانے اسکی آب و ہوا مین کیا تاثیر ہے کہ دلی جذبات یہان نشو و نما پاکے نہایت ترقی کر جاتے ہین۔ بت پرستون کے نامور گھرانے کا وہ بے مثل موحد ابراہیم جب اپنی وفادار حرم اور اپنے دودھ پیتے بچے کو صحرائے حجاز مین ڈال گیا تھا اسوقت وہان نہ آبادی تھی نہ کسی قسم کے انسانی پر تکلف سامان تھے مگر اس بچے نے اس گلستان مین پرورش پائی ایسا عمدہ نشو و نما پایا کہ چند روز مین مکہ آباد ہوا۔ قبائل نے پہلے فرودگاہ پھر اس پاک سرزمین کو اپنا وطن بنایا۔ اور اسی بچے (اسماعیل) کی نسل تھی جو یکایک صحرائی جوشون کے ساتھ بڑھکے قریب قریب کل آباد دنیا کی مالک ہوگئی۔

افسوس عشرت پسندی نے ہماری طبیعتون سے وہ جذبات نکال ڈالے۔ ورنہ ہماری طبیعتون مین جو وہ سادے جذبات پائے جاتے تھے اور جنگی بدولت ایک محنت پسند نسل ہے وہ نہایت قیمتی تھے۔ اے خدا تو ہمارے دلون سے یہ راحت پسندی نکال جو ترقی کے راستے مین ہمیشہ ہمارے پاؤن کی بیڑی ہو جاتی ہے۔

انجمن دار السلام

سب سے زیادہ جو چیز ہمین خوش کرتی ہے وہ ہماری قوم کا جوش ہے۔ الحمد للہ کہ ہماری قوم مین جوش ہے۔ جہان تک ہمین تجربہ ہوا ہے ہم دیکھتے ہین کہ مسلمان لوگ اپنے اوبار

اور اپنی مذلتون کا حال سنکے بیتاب و بیچین ہو جاتے ہین - گذشتہ پرچے مین دار السلام پر جو مضمون لکھا گیا تھا اسکو پڑھکے بلا مبالغہ ہمارے بہت سے دردمند دوست تڑپ گئے بہت سے خطوط ہمارے پاس آئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی پبلک مین گویا حرکت ہو گئی - واقعی ہماری قوم کی حالت ایسی ہی ہو رہی ہے - افسوس ہم اسکی سچی حالت کم بتا سکتے ہین - اگر ہم اپنی قوم کو اسکی تباہیون کی ہو بہو تصویر دکھا سکتے تو شاید قومی جوش غیرت والا کے کچھ ترقی دلا دیتا - ضلع گورکھپور سے ہمارے دوست مولوی محمد سعید صاحب اور سندیلہ سے ہمارے کرم فرما منشی فیاض علی صاحب مدرس سرکاری اسکول نے جو خطوط لکھے ہین انکا ہر ہر جملہ نشتر کا کام دے رہا ہے - کیا کہین کہ دلگداز کے صفحون پر کافی جگہ نہین ورنہ اُن خطوط کو ہم بجنسہ درج کر دیتے - ان دونون صاحبون نے اپنے جوش کو صرف اس تحریر ہی پر تمام نہین کر دیا بلکہ اپنے اسٹیشن پر ایک قومی انجمن کی بنا ڈالی ہے جو دار السلام کی متحدہ انجمن ہو گی - اور وہان کے مسلمانون مین روز افزون جوش پیدا کرے گی -

ہم ان حضرات سے اور نیز تمام مسلمانون سے عرض کرتے ہین کہ دار السلام کی یہ خواہش ہرگز نہین کہ اسکو بہت سی ماتحت انجمنین مل جائین - مگر ہان آپ سے اس امر کی البتہ آرزو مند ہے کہ اپنے لیے اور اپنے شہر کے مسلمانون کے لیے کچھ کیجیے - کسی طرح اُس غفلت سے چونکیے جسمین آپ اور آپ کے سب دینی بھائی پڑے ہوے ہین - کم سے کم یہ ضرور ہو کہ اپنے اپنے شہر مین اپنے بچون کی تعلیم کے لیے ایک عمدہ اور مفید مدرسہ کھول دیجیے - اپنے ایک دوست کا یہ جملہ کبھی نہ بھولونگا جو مجھے بار بار یاد آ جاتا ہے کہ "اسلام مسلمانون کی مدد کا کبھی اتنا محتاج نہ تھا جتنا آج کل ہے" واقعی بہت محتاج ہے - آپ جو انجمنین اپنے ہان قائم کرین اُن کو کسی کا ماتحت نہ سمجھیے - سب اسلامی انجمنین آپسمین برابر کا حصہ رکھتی ہین - سب مسلمان آپسمین بھائی ہین - مگر ہان خط و کتابت کو ترقی دیجیے اور کل انجمنون سے نامہ پیام کر کے اہم معاملات مین مشورہ لے لیا کیجیے - باہمی رشتہ اخوت کو ترقی ہو گی دوستی اور محبت بڑھے گی - اتفاق پیدا ہو گا - سب مشکلین حل ہو جائین گی -

ہماری قوم نے بہت ترقی کی تھی - اور ترقیون ہی نے پھیلا دیا - ہم منتشر ہو کے دور دور پڑ گئے - ہمارے بھائی دنیا کے کونون مین بسے ہوے ہین - وہ سب ہمارے بھائی ہین مگر صرف جدا ہونے کی وجہ سے نہ سمجھو اُن کا خیال ہے اور نہ اُن کو ہمارا خیال ہے - اگر آج

آپسمین خط و کتابت کرکے قدیم اخوت کو ہم از سر نو مضبوط کردین تو پھر ہماری جماعت مین وہی اتفاق ہو۔ وہی ترقی ہو۔ وہی سامان ہو۔ وہی اولوالعزمیان ہون جتنی حزبیان اسلام مین پیدا ہوگئی ہین اور جسقدر ادبار مسلمانون پر طاری ہوتا جاتا ہے یہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ آپسمین اتفاق نہین ہے۔ ایک کو دوسرے کی مصیبت اور بربادیکی خبر نہین ہوتی۔ اگر یہ کہا جاے کہ کسی کو کسی کی پروا نہین تو غلط ہوگا۔ پروا ضرور ہے مگر اسکا ظہور جب ہی ہوسکتا ہے جب ایک کا حال دوسرے کو معلوم ہو اور معلوم کیونکر ہو یہان رسل و رسائل اور خط و کتابت کا دروازہ بند ہے۔

اسوقت اگر ڈھونڈھے تو ہزارون مسلمان ایسے ملجائینگے جو کسی کی بیکسی اور مصیبت کا حال سنکے بیتاب ہوجاتے ہین۔ مگر کوئی نہین جو اس قسم کے حالات اُن دردمندون کے کانون تک پہونچادے۔ اگر کوئی غریب فاقہ سے پڑا ہوگا تو مسلمانونمین بہت کم ایسے ہین جو بے اُسکا پیٹ بھرے لقمہ خلق سے اُتارین۔ پڑوس مین میت پڑی ہوتی ہے جبتک تجہیز و تکفین نہ ہولے محلہ بھر پر کھانا پینا حرام رہتا ہے۔ ہمارے دلونمین اتنا رحم ہے۔ ہمدردی مین ہم اسقدر آمادہ ہین پھر بھی یہ حال کہ ساری قوم تباہ ہوئی جاتی ہے! اسکا سبب سوا اسکے اور کچھ نہین کہ کسی کو کسی کی خبر نہین ہوتی۔

یہ تو جزئی معاملات تھے اور ان کے لیے ہمارے سوسائٹیون کو زیادہ اہتمام کی بھی ضرورت نہین۔ مگر اہم معاملات جنسے کسی بہت بڑے حصہ قوم کی قسمت کا فیصلا ہوجاتا ہے اُنپر غور نکرنا اپنے قومی بیڑے کو اول سے آخر تک تباہ کردیتا ہے۔ اگر اس قسم کے معاملات مین سب اسلامی انجمنین باہمی خط و کتابت سے اپنی قومی پبلک مین جوش پیدا کردیا کرین اور تمام مسلمانون کو اس قابل بنادیا کرین کہ وہ مدد اور اعانت پر آمادہ ہوجائین تو میرے خیال مین ترقی کا سلسلہ نہایت تیزی سے آگے بڑھے۔ اور تمام مشکلون اور آفتون سے بچاکے ہمین کامیابی کی منزل مین نکال لیجائے۔

اسکا ابتدائی سلسلہ یون پڑنا چاہیے کہ کل انجمنین پہلے باہم ایک معاہدہ اس امر کا کرلین کہ کل قومی اہم معاملات مین باہم خط و کتابت رکھین گی۔ اور اسکے بعد وقتاً فوقتاً نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رکھین۔ یہ کام یون شروع ہوسکتا ہے کہ ہندوستان کی کل اسلامی انجمنون کی ایک فہرست چھاپ کے شائع کردی جاے اس فہرست مین انجمن کا

نام - مقام - سکرٹری کا نام یہ تین امور ضرور شائع کیے جائین تاکہ خط وکتابت مین سہولت ہو - شاید عنقریب اس کام کو ہم ہی کرین - مگر یہ شرط ہی کہ پوری واقفیت حاصل ہو جائے - دلگداز الحمد للہ کہ قابل اطمینان شائع ہوتا ہی - جن جن مقاموں کے حضرات کو اپنے قرب وجوار مین کسی انجمن کا حال معلوم ہو وہ فوراً لکھ بھیجین - اگر ہمارے کل ناظرین توجہ فرمائین تو شاید اس مہینے مین ہم کل انجمنون کے حالات سے خبردار ہو جائین اور کوئی انجمن ہماری نظر سے پوشیدہ نہ رہی - جسوقت فہرست پوری مکمل ہو جائیگی اُسوقت ہم طبع کراکے دلگداز کے ساتھ شائع کرینگے - اور کل اپنی انجمنون کو موقع دینگے کہ آپسمین خط وکتابت کرکے اپنی اسلامی اخوت کو ترقی دلادین - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سبکی محبت ہمارے دلمین ہی - اور ہماری محبت سب کے دلمین ہی - صرف اسکی ضرورت ہے کہ کوئی یاد دلانے والا ہو -

---

"المامون"

ہمارے لائق نوعمر پروفیسر مولوی شبلی صاحب کی ایک جدید تصنیف اسوقت ہماری نظر کے سامنے آئی ہے - یہ وہ کتاب ہی جسکے نام سے ہمارے ناظرین آشنا ہونگے - بغداد کے حالات پر جو پہلا مضمون دلگداز مین لکھا گیا تھا وہ اس کتاب ہی سے نقل کرکے لکھا گیا تھا - اصل یہ ہی کہ مولوی شبلی صاحب نے تاریخ کو نہایت غائر نظر سے دیکھا ہے اور اسمین بصیرت حاصل کرتے اُس درجہ کو پہونچگئے ہین کہ شاید تاریخ کے بہت کم نکات ہونگے جو ان کی نظر سے رہجاتے ہون - افسوس اس کتاب پر ریویو کرتے وقت ہم اسدرجہ عدیم الفرصت ہین کہ جسقدر غور کرکے قلم اُٹھانا چاہیے اُسکا عشر عشیر غور کرنے کا بھی ہمین موقع نہ ملا - بادی الرائے مین کوئی نقص نہین نظر آتا - اصل یہ ہے کہ ہمارے نعمانی فاضل کی تحریر مین محاسن اسقدر بڑھے ہوئے ہین کہ اگر کسی قسم کا نقص ہو بھی تو کوئی ہزار غور کرے مگر نظر وہان تک پہونچ ہی نہین سکتی - نہ شاید مولوی شبلی صاحب کا یہ دعوے ہوگا اور نہ مین تسلیم کرونگا کہ وہ عیوب سے بالکل پاک ہین - مگر ہم مین اور ان مین صرف فرق اسیقدر ہی کہ وہ ہماری غلطیون کو پا جاتے ہین اور ہم اُنکی غلطیون کو نہین پا سکتے -

اس کتاب مین مولوی صاحب نے دولت عباسیہ کے ساتوین خلیفہ مامون ابن ہارون الرشید کے سوانح عمری لکھی ہے۔ خود مولوی صاحب نے تو مامون کو چھٹا خلیفہ لکھا ہے مگر ہم ساتوان لکھتے ہین۔ اسلیے کہ ہارون کے بعد پہلے اسکا بڑا بیٹا امین خلیفہ ہوا تھا۔ خاص مامون کی لائف پر قلم اٹھانے سے پہلے ہم اس بارہ خاص مین مولوی شبلی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ انہون نے تصانیف کا ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور وعدہ کرتے ہین کہ عموماً نامور شاہان اسلام کے سوانح عمری لکھ کر پبلک کے سامنے پیش کرتے رہین گے۔ دین اسلام مین سلطنت کچھ اہل عرب ہی پر محدود نہین رہی۔ مختلف خاندان تخت سلطنت تک پہونچے اور جب زمانہ نے اُن کا جوش فرو کر دیا گمنامی مین آگئے۔ مولوی صاحب نے یہ انتخاب کیا ہے اور اسی انتخاب کے موافق تصانیف کا سلسلہ قائم کرینگے۔ خلفاے راشدین مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ بنو امیہ مین ولید بن عبد الملک۔ خلفاے عباسیہ مین مامون رشید۔ بنو امیہ اندلس مین عبد الرحمن ناصر۔ بنو حمدان مین سیف الدولہ۔ سلجوقیہ مین ملک شاہ۔ نوریہ مین نور الدین محمود زنگی۔ ایوبیہ مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس۔ ایوبیہ اندلس مین یعقوب بن یوسف۔ ترکان روم مین سلیمان اعظم۔ یہ سب اولوالعزم اور نامور بادشاہ ہین جنکی سوانح عمری لکھنے کا مولوی صاحب عدہ کرتے ہین۔ اور ان مین پہلی تصنیف مامون رشید کی لائف ہے جو سب سے پہلے ہمارے ہاتھ مین آئی ہے۔ اور اسکے بعد الفاروق یعنے حضرت عمر کی لائف شائع ہوگی۔ یہ بہت بڑا کام مولوی شبلی صاحب نے اپنے سر لیا ہے۔ خدا اُنکی عمر مین برکت اور حوصلون مین ترقی دے۔

"مامون" کو مولوی صاحب نے دو حصون پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ مین مامون کی ولادت تعلیم۔ ترقی۔ ولیعہدی۔ تخت نشینی۔ اُسکے زمانہ کے فتنے۔ بغاوتین۔ علوین اور دیگر مسلمانون کی سرکشیان۔ اسلامی فتوحات۔ اور مامون کی موت غرض اسی قسم کی تمام امور کی حالات نہایت تفصیل اور توضیح کے ساتھ بیان کیے گئے ہین۔ یہ حصہ ۳۰۰ صفحہ پر تمام ہوگیا ہے۔ دوسرا حصہ مامون کی اخلاقی حالت۔ ذہانت اور جودت علمی ذوق۔ مزاجی کیفیت طرز معاشرت کا ایک صاف آئینہ ہے۔ اسمین اُسکی مختلف صحبتون اور مجلسون کے نمونے دکھا کے بتا دیا گیا ہے کہ مامون کس طبیعت کا آدمی تھا۔ اسی حصہ مین نامونکے

اعتقادات بھی بتائے ہین اور ذہن نشین کر دیا ہے کہ مامون ایک عجب آزاد مشرب اور بے تعصب شخص تھا - یہ دوسرا حصہ ۱۳۲ صفحہ پر تمام ہوا ہے -

اس کتاب مین جس چیز پر مصنف کی محنت اور جانفشانی زیادہ قابل قدر ہے وہ دوسرا حصہ ہے - جیسا کہ مولوی شبلی صاحب بھی تحریر کرتے ہین قدیم مورخین اخلاقی حالت طرز معاشرت اور رفتار زندگی کے اصول سے بالکل نہین بحث کرتے تھے - قدما کو ان باتون کا مذاق ہی نہ تھا - یہ امر خاص یورپین مورخون کا ایجاد کیا ہوا ہے - مولوی صاحب نے اس حصہ مین مامون کے اخلاق - عادات - مزاج - طرز معاشرت کی دلچسپ تصویرین کھانا چاہی ہین - گیارہ سو برس پیشتر کے ایک بادشاہ کے اخلاقی حالات اس بسط و توضیح سے دریافت کر لینا مولوی شبلی صاحب ہی کا کام تھا - خدا جانے کسقدر محنت کر کے اور کتنی تاریخون کے ورق الٹ الٹ کے انہین کامیابی حاصل ہوئی ہوگی - یہ موتی ہماری قدیم سلسلہ تواریخ کے ورقون پر بکھرے ہوئے تھے مولوی صاحب نے انکو بڑی جستجو سے ایک ایک کر کے ڈھونڈھا ہے اور ترتیب دیا ہے یہ کل کتاب ۲۷۰ صفحون پر تمام ہوئی ہے - تقطیع ۲۰ × ۲۶ - کاغذ اور چھپائی دونون کے اعتبار سے کتاب نہایت عمدہ ہے - یہ اس قسم کی کتاب ہے جس قسم کی کتابین ہمارے احباب ہمیشہ ڈھونڈھا کرتے ہین ہم سچ کہتے ہین کہ ہاتھ آنا کیسا بڑی مشکلون سے زمانہ کوئی ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے - جن صاحبون کو خریداری منظور ہو علیگڈھ مین ہمارے محسن قوم جناب نزیبل سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی کی خدمت مین درخواست بھیج کے طلب فرمالین -

---

مسیحائے عالم

ہمارے قدیم دوست جناب مولوی حکیم محمد علیخان صاحب شاہجہان پوری نے فن طب مین یہ ایک نہایت مفید اور بکار آمد کتاب لکھی ہے - ۱۰ × ۲۲ پیمانے کی ۱۳۰ صفحون پر تمام ہوگئی ہے - فن طب کے دو حصے ہین - حفظ صحت اور دفع مرض - ہمارے دوست نے اپنی تصنیف مین صرف پہلے حصہ کو لیا ہے - اردو مین حفظ صحت کے متعلق شاید اس پایہ کا اور کوئی رسالہ مشکل سے ملے گا -

ہندوستان مین یہ مرض عموماً پھیل گیا ہے کہ جب تک مرض مجبور نہ کرے لوگ طبیب کی

طرف رُخ نہین کرتے - حالانکہ انسان کی زندگی کا پہلا فرض ہے کہ مبدا فیاض نے صحت سے قیمتی چیز جو مرحمت فرمائی ہے اُسکی نگہداشت کا پورا اہتمام کیا جاے - ہمارے بچے جو کم قوت اور ناتوان ہوتے ہین - ہمارے جوانون مین جو سستی اور افسردگی پیدا ہوجاتی ہے وہ اسی غفلت کا نتیجہ ہے - حکیم محمد علیخان نے یہ رسالہ لکھ کے اپنے ملک پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے -

اس رسالہ کی تحریر مین ہمارے دوست نے صرف طب یونانی ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ ڈاکٹری سے بھی مدد لی ہے - ستہ ضروریہ جن پر زندگی کا مدار ہے اُن سے نہایت تفصیلی اور بانتیجہ بحث کی ہے - اور ثابت کر دیا ہے کہ اگر انسان چاہے تو بہت اچھی طرح توانا و تندرست رہ سکتا ہے -

ہم نہایت خلوص دل سے اپنے دوست کے شکر گذار ہین کہ یہ کتاب لکھ کے اُنھون نے ہمارے ملک پر احسان کیا - سیماے عالم کی قیمت ۸ر اور ہر دوئی ملک اودھ کے پتہ سے خود حکیم صاحب موصوف الصدر کے نام درخواست بھیجنے سے ملسکتی ہے - شائقین چھپائی اور عمدگی مضامین ہر حیثیت سے اس کتاب کو عمدہ اور قابل قدر پائین گے -

سنہ ۱۸۸۸ء

اس موقع پر ایک مشہور مصرع بار بار ہماری زبان سے نکل جاتا ہے۔ "ع" ابکی بھی دن بہار کے یونہیں گذر گئے!! بیشک یونہیں گذر گئے۔ جو کام قدرت کے سپرد ہین وہ کامیابی کے ساتھ ہوئے۔ موسمون کے تغیرات اُسی معمولی کامیابی کے ساتھ ہوئے جسطرح ہر سال ہوا کرتے ہین۔ عمرون کی ترقی۔ قوی کا گھٹنا بڑہنا۔ سنون کا بدلنا۔ وہ سب باتین جو ہمیشہ ہوتی رہتی ہین اُسی طرح ہوئین۔ غرض دنیا کا چرخہ جس معمولی رفتار سے چلتا ہے چلے گیا۔ مگر جسوقت اسطرف نظر ڈالی جائے کہ وہ کام جن کا انصرام ہمارے ہاتھ مین تھا وہ کہان تک اور کیونکر سرانجام پائے تو دیر تک متفکر رہنے کے بعد ہمین نہایت حسرت سے نادم ہونا پڑیگا۔ ہم نے کچھ نہین کیا۔

قوم اُسی طرح خرابی دیتا ہی مین ہے۔ دل اُسی طرح بجھے ہوئے ہین۔ عمارتین اُسیطرح مسمار ہو رہی ہین۔ حوصلے اُسی طرح پست ہوئے جاتے ہین۔ تعلیم مین جو خرابیان تھین اب تک باقی ہین۔ افلاس و فلاکت جسطرح پہلے اہل اسلام کو گھیرے ہوئی تھی ابتک گھیرے ہین۔ لائق و فائق استخدار ان قوم جسطرح اگلے برس حیران و سرگردان تھے ابتک ہین۔ امرا اور رؤسائے قوم کی آنکھون پر جو غفلت کے پردے پڑے تھے ابتک پڑے ہین۔ پھر پوچھیے کہ ہمنے کیا کیا۔ کچھ نہین کیا۔

اس موقع پر اس بات کی تفصیل ہم چھوڑے دیتے ہین کہ زمانے بھر مین کیا ہوا۔ ملک مین کیا انقلاب ہوئے۔ اور دنیا کی رفتار کس حالت پر رہی۔ ہمین اپنی طرف دیکھنا چاہیے۔ افسوس جب ہمارا خیال ہم سے پوچھتا ہے کہ "اس گذشتہ سال مین تم نے کیا کیا؟" تو ہمین بھی اس کے سوا کوئی جواب نہین آتا کہ "کچھ نہین" ہم اُن دعدارون مین بھی نہین کہ کچھ نہ کرتے اور ایک افسوس ناک سکوت کی حالت کو اپنے اور اپنی قوم و دونون پر طاری دیکھ کر مصرع "مرگ انبوہ جشنے دارد" زبان سے نکالین۔ اور اپنی دعدائیت

خوش ہون کہ قوم کا خوب ساتھ دیا۔ ہمین نہایت افسوس ہے کہ ہمارا مہمان ۱۹۰۹ء
دامن چھڑا کے چلا گیا اور ہم چونک کے حسرت سے اِدہر اُدہر دیکھنے لگے کہ افسوس کچھ نہ کیا۔
اس سنہ مین ہمنے جو کچھ کیا وہ اسکے مقابل مین بہت کم ہے کہ ہمین کیا کرنا چاہیے تھا۔
"یہ ایک ایسا جملہ ہے کہ ہم اگر اسکی تفصیل لکھنے پر آمادہ ہوجائین تو ہمارا جدید مہمان
۱۹۱۰ء بھی یونہین دامن چھڑا کے چلا جائے اور ہم اُن کامون کی فہرست ہی بناتے
رہین جو ۱۹۰۹ء مین ہم پر فرض تھے۔ افسوس ہمارے شخصی فرائض درکنار
وہ قومی عام اغراض جنکے نہ برآنے سے "اسلام" روز بروز ایک مردہ اور بے جان لفظ
ہوا جاتا ہے وہ بھی یونہی باقی رہگئے۔ آخر ہمنے قومی ترقی کا کون نمونہ دکھایا۔ گذشتہ
وایسرائے ہز اکسلنسی لارڈ ڈفرن جنہون نے بندرگاہ ہند پر قدم رکھتے ہی مسلمانونکی بہت
کچھ دلدہی کی تھی اور جنکی فیاضانہ کوششون سے ہمین بڑی امید تھی ہماری غفلت
نے ان کی قدر نہ کرنے دی اور وہ اس سال کے خاتمے پر جدید وایسرائے کو
اپنے عہدے کا چارج دے کے روانہ ہوگئے۔

الغرض ہندوستان کی ملکی حالت اور مسلمانون کی قومی صورت نے کوئی ایسا پہلو
نہین بدلا کہ ہم اپنے دلکو کچھ تسلی دے سکین۔ ایک کانگرس کا ہنگامہ گرم رہا۔
جسکے اعتبار سے طرفداران کانگرس کے حوصلے البتہ کسی قدر بڑھ گئے ہون گے۔ مگر قطع
نظر اس کے کہ ہم موافق ہین یا مخالف اتنا ضرور کہین گے کہ ہندوستان کی بدنصیبی سے
اس کانگرس نے ہندو مسلمانون مین سخت مخالفت اور عداوت پیدا کردی۔ گو یہ
مخالف پیشتر سے تھی مگر ۱۹۰۹ء نے زیادہ اشتعال دلادیا۔

ان باتون کے بیان کرنے مین تو خدا جانے کسقدر زمانہ صرف ہوجائیگا۔ آؤ ہم اپنی
طرف دیکھین۔ دلگداز ۱۹۰۹ء مین کیسا رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہماری ناظرین سے جس خوبی
سے اسکی قدردانی کی خود دلگداز اُس خوبی سے نہین جاری رہا۔ قریب قریب ہر مہینے مین
ہمارے لائق احباب کا جوش وشوق ترقی پر تھا اور دلگداز کی اشاعت مین بے ترتیبی اور
سستی ہی ظاہر ہوتی تھی۔ کئی سبب تھے کہ دلگداز سے اپنے قدردانونکی ناشکری نمایان
ہوئی۔ اول تو اس سال مین کئی مرتبہ خیال پلٹے۔ پہلے یہ قصد ہوگیا تھا کہ ہمیشہ سہ ماہی تین پرچے
اکھٹے نکالدیے جایا کرین۔ لیکن آخر مین مجبوراً اس خیال سے دست بردار ہونا پڑا۔

دوسرا سبب یہ ہوا کہ دلگداز ایک دوسرے پریس مین چھپتا تھا کہ جسکی وجہ سے تیاری اور اشاعت اپنے اختیار سے باہر تھی۔ تیسرے یہ کہ اڈیٹر کے سر پہی اس سال کئی کام رہے جنکی وجہ سے وہ دلگداز کی طرف پوری توجہ نکر سکا۔

پھر بھی اس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ دلگداز نے اس سال کئی حیثیتون سے ایک نمایان ترقی کی۔ ۱۸۹۸ء مین صرف خیالات سے مدد لی گئی تھی۔ اور پوری سال کے بارہ جزون کے سب صفحے اڈیٹر کے جنون انگیز ولولون اور اُسکی طبیعت کے جوشون سے بھرے ہوے تھے۔ لیکن ۱۸۹۹ء مین واقعات پر بھی نظر ڈالی گئی۔ اور حتی الامکان عمدہ عمدہ تاریخی مضامین شائع کیے گئے۔ قطع نظر اُن مضامین کے جو مولوی شبلی صاحب کی تصانیف سے ماخوذ کر کے لیے گئے تھے ہمارے لائق اور فاضل دوست مولوی خلیل احمد صاحب کا وہ اعلیٰ مضمون جو دمشق کے متعلق تھا اور وہ مضامین جنکے ذریعے سے ہم نے بغداد کے عروج و زوال کی تصویرین دکھائین ایسے نہین ہین کہ ہمدردان اسلام کو کبھی بھول جائین۔ ہمارے خیال مین دلگداز کی جلد بابت ۱۸۹۸ء ۱۸۹۹ء کی جلد سے کہین زیادہ قیمتی ہے۔

ان سب باتون کے علاوہ ناول جو ۱۸۹۸ء مین دلگداز کے ساتھ شائع ہوا غالباً اُردو مین اپنی طرز کا پہلا ناول ہے۔ ہمارے مسلمان دوستون نے اِس ناول کو حد سے زیادہ پسند کیا۔ اس ناول نے قوم اسلام کے وہ کارنامے دکھائے جو بجھے ہوے جوشون اور پژمردہ حوصلون کو از سر نو زندہ کر سکتے ہین۔ ہماری قومی تاریخ مین ایلیڈ اور ایڈسی یا دوسری مذہبی تاریخون کی طرح صرف شاعرانہ جوش و خروش نہین ہے۔ کسی کے قلم مین اتنی قوت نہین ہوسکتی جتنی ہمارے بزرگون کے تلوار والے ہاتھ مین تھی۔ وہ لڑائیان جو زمانۂ صحابہ مین ہوئین وہ تو ایک معجزنما قوت کا نمونہ تھین مگر کروسیڈ کے زمانے مین جب دین مسیحی نے جہاد کا نام لیکر یورپ والون سے تلوار اُٹھوادی تھی مسلمانون نے جو بہادری اور سپہگری دکھادی اُس کا سکہ ہمیشہ یورپ والون کے دل پر بیٹھا رہے گا۔ صلاح الدین کے حالات سے مسلمان بہت کم واقف ہین۔ تاریخی حیثیت سے اسکے حالات بنانا ہمارے دوست مولوی شبلی صاحب کا کام ہے جو اُسکی سوانح عمری لکھنے کا بار اپنے سر

† ایلیڈ اور ایڈسی یونانیون کی دو کتابین ہین جن مین اُن کے دیوتاؤن کی لڑائیون کا تذکرہ بالکل رامائن اور مہابھارت کی طرز پر کیا گیا ہے۔ منہ۔

سے چکے ہین - مگر ہم مختصراً اس قدر کہہ سکتے ہین کہ دنیا کی کسی قوم کو شخصی گورنمنٹ کی صورت مین ایسا بے نفس کوئی بادشاہ نہ ملا ہوگا جیسا کہ سلطان صلاح الدین مسلمانون کو ملا ہے - اُس نے ہمیشہ ملک فتح کیے اور ہمیشہ انکی آمدنی علمی مدارس اور دینی کامون کی نذر کردی - وہ اتنی بڑی سلطنت چھوڑ کے مرا تھا مگر اپنی ذاتی ملکیت مین اتنا روپیہ بھی نہین چھوڑا تھا کہ تجہیز و تکفین کے لیے کافی ہوتا - اُس مین قومی جوش اور ایمانی نور بہت زیادتی کے ساتھ پایا جاتا تھا شاید کسی بادشاہ مین نہ نظر آئے گا -

اس ناول کو اسلامی پبلک نے شوق کے ہاتھون سے لیا - اور یک بیک ہندوستان مین ایسا شوق پیدا ہوگیا کہ ہم اسے مکرر چھپوا رہے ہین - اپنی گذشتہ ترقیون کا خیال کرکے ہم کہہ سکتے ہین کہ سنہ ۹ء دلگداز کے لیے اچھا تھا - اب دیکھنا ہے کہ سنہ ۱۰ء دلگداز کو کن کن حیثیتون سے ترقی دلاتا ہے - اگر یہی دنیائے اسلام ہے اور اگر یہی ذوق و شوق ہے تو انشاء اللہ سنہ ۱۰ء مین بھی دلگداز کامیابی کے ساتھ ترقی کرے گا -

---

بلبل اسیر

اس سرخی سے ایک نظم بالفعل ہمارے لائق دوست اور مشہور نیچرل رنگ کو نظم مین ادا کرنے والے جناب مرزا محمد ہادی صاحب پروفیسر کرسچن کالج لکھنؤ نے تحریر کرکے گذشتہ ایجوکیشنل کانگرس واقعہ لاہور مین پیش کیا تھا - اگرچہ اسکے سُنانے کی نوبت نہ آئی مگر افسوس ہے کہ پنجابی پبلک اور دیگر ڈیلیگیٹون کو اس جادو بھری نظم سے لطف اُٹھانے کا موقع نہین ملا - ہم اس نظم کو بذریعہ دلگداز پبلک کے سامنے پیش کرتے ہین اور نازک خیال ہمدردان قوم سے پوچھتے ہین کہ یہ نظم انکے نزدیک اور اونکے مذاق مین کسقدر موثر ہے - ابتدا مین جو نثر عبارت ہمارے مرزا صاحب نے لکھی ہے ہم اُسے بھی بجنسہ درج دلگداز کرتے ہین - اور مرزا صاحب کے لیے پبلک سے داد خواہ ہین -

---

آسمان نے میرے سنانے کی قسم کھائی ہے - رنج بر رنج داغ پر داغ میری قسمت مین لکھے ہوئے ہین - شعر گوئی کے لیے اطمینان شرط ہے دل خوش ہو طبیعت قابو مین ہو بیان پر سب مفقود - پھر کیسے کوئی کیا کہے اور کیونکر کہے ؟ - مگر ایک مالیخولیائی دماغ اور

موزون طبیعت میرے دل بہلانے کے لیے مجھکو ودیعت کیے گئے ہین یہی سبب ہے کہ حرف فریاد دل سے نکلتا ہے اب تک آتے آتے نوحہ ہو جاتا ہے۔ اپنے خاص جھگڑے دنیا کے دہندے ایک عمر رونے کو کافی تھے مگر خوبی قسمت نے درد قومی بھی نمک مرچ کی طرح دلکو چیر کر بھر دیا اب تو آنسو بہانے رونے رلانے کا خوب بہانا ہاتھ آیا۔ اب جسقدر چیخون بجا ہے اور جسقدر روون کم ہے۔ من مولف۔ عمر بھر رویا کیے ہم عمر بھر تڑپا کیے ٭ کیا بری تھی اے فلک قسمت ہماری ہائے ہائے۔ یہ چند اشعار جو آویزۂ گوش ہوش کیے جاتے ہین اسی حالت اور اسی وقت مین کہے گئے ہین جسکے ذکر سے سوائے رنج دہی کے کوئی فائدہ نہین۔

اول مین کچھ اشعار بطور نشیب یا تمہید کے ایک بلبل اسیر کی زبانی کہے ہین۔ اسکے بعد قوم کی حالت زار کا رونا رویا ہے۔ حمد و نعت کے بعد مجلس تعلیمی اسلامی کے واسطے دعا کی ہے اور اسی پر خاتمہ بالخیر ہے۔

بلبل اسیر

جھکا بندے ہم صفیر مژدۂ فصل بہار
آہ کہ صیاد کے دل پہ نہین اختیار

یاد ہین وہ دن کہ جب باغ مین تھا آشیان
آہ وہ طرف چمن اور وہ سر شاخسار

لالۂ حمری کا رنگ اور وہ سبزے کا روپ
گوہر شبنم کی آب شاہد گل کا سنگار

رنگ شفق کی نمود نور سحر کا ظہور
چرخ کی نیرنگیان شام و سحر آشکار

ابر سیہ کا ہجوم اور وہ مینہ کا وفور
رعد کا وہ زور شور اور وہ چمک بار بار

غنچۂ شگفتہ کی چار طرف وہ مہک
جیسے کوئی کھول دے نافۂ مشک تتار

گل پہ سر شاخسار یوسف مصر چمن
سر و لب جوبار مثل خضر آبدار

باغ کی سرسبزیان نخل کی سیرابیان
پھول کی شادابیان ابر بہا آبیار

موج ہوا سے درخت ہلتے ہین دین باغیز
جیسے کہ دو سبز پوش لطف سے ہون ہمکنار

دیدۂ نرگس ہے یون شاہد گل کی طرف
جیسے کوئی منتظر محو تماشائے یار

جنبش باد سحر سے ہے چمن مین یہ حال
نشے مین جسطرح جھومتے ہون بادہ خوار

باغ مین گلچین کو دخل اور نہ صیاد کو
رحمت پروردگار چار طرف تھی حصار

ہم سے نہ تھا باغبان بر سر کین و فساد
اپنی طرف سے نہ تھا دلمین کچھ اسکے غبار

وہ زر گل کی دمک جسپہ ہو کندن فدا
قطرۂ شبنم کی آب جسپہ ہو گوہر نثار

طبع کی صنعت گری پر نہ ہو افوق کچھ
سونے کا زیور بہت لاے بنا کر سنار

لالۂ احمر بنا وہ باکہ عقیق مین
موتیے کی تھی کلی یاکہ دُر شاہوار

دیکھ کے یہ رنگ و ہنگ کہنے لگی جوہری
گل ہے ہر اک زر نگار باغ جواہر نگار

نور کا ٹڑکا ہوا اور یہ عالم ہوا
آئی نسیم سحر باغ مین مستانہ وار

عاشق و معشوق کا شبنم و گل مین مذاق
خندہ ادھر بار بار گریہ اُدھر زار زار

آئی نسیم سحر باغ کو جنبش ہوئی
ہلنے لگے سب درخت گرنے لگے برگ و بار

یون دہن غنچہ سے قطرۂ شبنم گرے
دودھ اوگلنے لگے جیسے کوئی شیر خوار

آئی کسی شاخ سے ایسی سُریلی صدا
جیسے بجاے کہین بین کوئی بین کار

بہیرو مین اوڑنے لگی باغ مین چار و نظر
تانین اوڑانے لگے اونچے سر و نین ہزار

جنبش باد سحر پھونک دے سارا چمن
ہر طرف اوڑنے لگین آتش گل سے شرار

جمع کیے صبح نے ایک ہی جا نار و نور
پر تو خور محض نور آتش گل محض نار

چشمۂ خورشید سے نور برسنے لگا
آتش گل سے ادھر بن کے اُٹھا اک غبار

سرد ہوا مین ہوے جبکہ بخارات جمع
پھر تو دہوان دہار مینہ پڑنے لگا ایک بار

وہ چمن اور آب جو اور وہ ابر سیاہ
روم و حلب پر محیط ہی سپہ زنگبار

مینہ کے برس جانے سے دہو گئی بالکل درخت
نام کو بھی باغ مین اب نہین گرد و غبار

شاخ پہ اسطرح سے شاہد گل جلوہ گر
جیسے زمرد کے تخت پر ہو کوئی شہریار

ایک طرف نسترن ایک طرف یاسمن
ایک طرف ارغوان سب ہین یہ خدمتگذار

اور بھی خادم کئی سامنے موجود ہین
جنکو اشارہ کیے چلتے ہین سب کاروبار

ہے کوئی زرین کمر اور کوئی زرین کلاہ
ہے کوئی سیمین بدن اور کوئی سیمین عذار

لالہ و گل کی نمود سب ہے لب آب جو
آئینہ مین دیکھتا ہے چمن اپنی بہار

شاخ سے اکثر گرے پھول مہکتے ہوئے
نہر کا پانی تمام ہو گیا عطر بہار

بحر طلسمات مین سبز پری غوطہ زن
عکس ہے شمشاد کا نہر مین یون آشکار

چار گھڑی دن ہے کا وہ سہانا سمان
شام اودہ شیفتہ صبح بنارس نثار

موج ہوا سرد و سرد رنگ شفق سرخ زرد
لالہ و گل کا نیا نور سرد و سمن کا سنگار

عارض گلگون سے شوخ رنگ گل سرخ کا
نشتر مژگان سے تیز باغ کا ہر ایک خار

سبزہ گلزار تھا رو کش خط بتان
سنبل پیچان کے پیچ غیرت زلف نگار

دھوپ کی زردی کا رنگ گنبد نیلی کا رنگ
دونوں ملے اس طرح سبزہ ہوا آنکھ کا

سایہ درختوں کا یوں صفحہ گلزار پر
جس سے کہ عکسی شبیہ باغ کی ہو شرمسار

عکس فگن ہو کے شاخ دے یہ نظر کو فریب
دیدۂ نرگس میں ہے سرمۂ و نالہ دار

گرتے ہیں یوں شاخ سے پھول علی الاتصال
تار نظر سے نگاہ گوندہ لے پھولوں کے ہار

رنگ گل سرخ ہے رو کش روے صنم
سنبل پیچان کے پیچ غیرت زلف نگار

عارض جاناں سے خوب رنگ ہر اک پھول کا
نوک مژہ سے سوا باغ کا ہر ایک خار

دیکھ کے گلزار کو کہنے لگا یا غیاں
پھولوں کا گہنا ہیں کے نکل آئی بہار

برگ ہر اک سبز سبز پھول ہر اک سرخ سرخ
مرغ چمن شاخ شاخ چہچہ زن بار بار

مرغ چمن مل کے سب نغمہ نہ ایسے طرح
کوک دے ارگن کوئی اور الاپے بہار

سامنے ہیں مہر و ماہ دیکھیے صنع الہ
جیسے دو آئینہ رو ہوئیں کسی جادو چار

ایک کو سکتا سا ہے ایک کو حیرت سی ہے
دیکھ کے ایک ایک کو دونوں ہیں آئینہ دار

ایک کا منہ زرد ہے ایک ہے بے نور سا
دیکھ کے گل کا سنگار اور چمن کا نکھار

رنگ گل نیلوفر گنبد نیلو فری
دیکھ کے گردش میں ہے جیسے کوئی بیقرار

صبح سنہری ورق شام روپہلی ورق
فیض مہ و آفتاب شام و سحر آشکار

صبح کا عالم کچھ اور شام کا عالم کچھ اور
صبح ہے کافور بیز اور ہے شب مشک بار

رات کی وہ چاندنی اور وہ گل چاندنی
جس سے شب ماہ کی ہوتی ہے دونی بہار

دیکھ کے گل چاندنی ہوتا ہے سب کو یقین
چادر مہتاب کے کترے ہیں گل بیشمار

کرمک شب تاب کا ہے یہ چمن میں ہجوم
تاروں بھری رات ہے جس سے کہ ہو شرمسار

ہے گل شبو کی شاخ شمع شب افروز باغ
اور یہ اس شمع کے گرد ہیں پروانہ وار

باغ میں دیکھو جہاں انکی چمک ہے عیاں
آتش گل سے مگر اوڑتے ہیں پیہم شرار

ہے وسط گل میں یہ انکے سبب سے ظہور
دائرہ ہیں جیسے ہو مرکز نور آشکار

بسکہ ہر اک برگ پر آگ سی ہے اک لگی
ہوتا ہے ہر نخل پر سب کو گمان چنار

سارے چمن مین ہی سرو و سمن مین ہی
دیدۂ نرگس مین نور آتش گل مین شرار

رات کی خاموشیان جن پہ تکلم فدا
رات کی تاریکیان جن سے خجل زلف یار

رات کی خاموشیان رات کی تاریکیان
رات کی وہ راحتین صبح کا وہ انتظار

صبح ہوی پھر وہی باغ وہی چہچہے
لالہ و گل کی بہار اور وہی سبزہ زار

باغ کی آرائشین باغ کی زیبائشین
موج ہوا تازہ کار رنگ شفق غازہ کار

نکہت گل عطر بیز آتش گل دود خیز
نکہت گل عطر بار آتش گل شعلہ بار

بوے گل عنبر سرشت سایۂ گل مشکناب
سنبل پیچان کے پیچ نافۂ مشک تتار

طبع چمن عطر ساز موج ہوا کار ساز
غالیہ و مشک و عود مجمر و دود و بخار

دیکھیے جس نخل کو باغ مین ہے بامراد
طفل شگوفہ کو سب کہتے ہین ہے ہونہار

باغ کی کیفیتین دیکھ کے سب وجد مین
چرخ و مہ آفتاب انجم و لیل و نہار

فرش سے تا عرش جو شے ہے وہ حیران ہی
قابل نظارہ ہے قدرت پروردگار

تجھسے کہان تک کہون قصۂ دور و دراز
ہم اسی حیرت مین تھے اتنے مین اک دام وار

لیکے کوئی دام سخت آگیا گلزار مین
ہم جو ہین اوڑنے لگے ہوگئے اسکے شکار

آہ وہ آزادیان راس نہ آئین ہمین
عہد مسرت مگر ہم سے نہ تھا استوار

اسکو ہوئین مدتین ہم ہین اسیر قفس
اب ہین نہ یہ چہچہے اور نہ باغ و بہار

سامنے ہی یہ قفس اور یہی تیلیان
ہے یہی آب و ہوا اور یہی لیل و نہار

قید مین گذری ہے عمر چھوٹ سے یاس ہے
موت کی ہے آرزو موت کا ہے انتظار

آہ کہ طبع چمن ہم سے موافق نہ تھی
آہ مزاج بہار ہم سے نہ تھا سازوار

تا بکجا اے قلم یہ گل و بلبل کا ذکر
کھول دے اس از کواب کہ ہو دل بیقرار

نوحہ گری مین نہین زیب یہ رنگینیان
سوگ نشینی مین کیا قصۂ باغ و بہار

فائدہ کیا گر کیا جیب سحر چاک چاک
فائدہ کیا گر کیا دامن گل تار تار

حال کچھ اس قوم کا لکھ کہ جسے دیکھکے
دیدۂ عبرت سے ہون اشک رواں بار بار

قوم وہ جز نام اب جسکا نشان کچھ نہین
نام فقط رہگئے اور نہ ہے نامدار

قوم جو قوم تھی منتخب کائنات
قوم وہ جو قوم تھی مفتخر روزگار

قوم وہ جو قوم تھی نازش اہل جہان
قوم وہ جو قوم تھی مایۂ عز و وقار

قوم وہ جس پر رہا سایۂ فضل الٰہ
قوم وہ جو قوم تھی خاصۂ پروردگار

قوم وہ جس قوم کے زیر نگین تھی زمین
قوم وہ جو قوم تھی تاج سر روزگار

آہ وہ کیا ہو گئے آج شجاعان قوم
کانپتے جن سے رہے رستم و اسفندیار

جنکے فرس پر تھا تنگ عرصۂ روے زمین
جن کے نفس سے تھے گرم معرکۂ کارزار

شرق سے تا مغرب تھی جنکی شجاعت کی دھوم
آج ہین کس نیند مین اے فلک کجمدار

اب ہین نہ وہ مقتدر اور نہ وہ مفتخر
اب ہے نہ وہ افتخار اور نہ وہ اقتدار

اب ہی نہ وہ ملک و مال اور نہ وہ جاہ و جلال
ہم سے زیادہ کوئی اب نہین دنیا مین خوار

ذکر ہے کس قوم کا نام لے حرز آگین
ہو نہ وہ قوم ہو جس کے ہین ہم یادگار

مطلع ثانی سے ہون ایسے مطالب شروع
جنکے ہر اک لفظ سے ہون جگر و دل فگار

مطلع ثانی

الٰہی وائے ضبط اب دل ہی بہت بیقرار
آہ کہ رکتا نہین گریۂ بے اختیار

غم کا تقاضا یہ ہے رویئے بے انتہا
ٹوٹ نہ جائے کہین اشک مسلسل کا تار

چیخیے اس طرز سے جیسے کوئی اہل درد
روئیے اس طرح سے جیسے کوئی سوگوار

جوش مین ہے خون دل اب نہ کمی کیجیے
روئیے اس رنگ سے چہرہ بنے لالہ زار

آہ کہ ہم سا نہین کوئی حقیر و ذلیل
ہم سے حقارت کو ننگ ہمسے مذلت کو عار

اب ہی نہ وہ ملک و مال اور نہ وہ جاہ و جلال
ہمسے زیادہ کوئی اب نہین دنیا مین خوار

ختم ہوئی ہم پہ آج بیکسی و مفلسی
دیکھیے جس شخص کو آج وہ ہی قرضدار

قرض کا کیا ذکر ہے بھیک بھی ملتی نہین
ایسے زمانے مین ہم ہو گئے بے اعتبار

ہند سے اسپین تک تھا کبھی اپنا عمل
اپنے ہی قبضہ مین تھے دشت سے تا کوہسار

اپنے فتوحات کی ایسی تھی دنیا مین دھوم
چاہیے اب فتح کا نام نہ لے روزگار

سارے زمانے سے آہ مٹ گیا اپنا نشان
سارے زمانے سے آہ گم ہوا اپنا وقار

دست نگر اپنے تھے مالک املاک و زر
اپنے جو محتاج تھے آج ہین وہ مالدار

مسند اقبال پر کون نہین جا گزین
شاہد مقصود سے کون نہین ہمکنار

ایک ہمین ہین کہ ہے ہمکو ترقی سے یک
ایک ہمین ہین کہ ہین موت کے امیدوار

ایک ہمین ہین کہ ہین سارے جہان مین ذلیل
ایک ہمین ہین کہ ہین سارے خدا کے خوار

منصب و جاگیر سے کون نہین سرفراز
دیکھیے جسکو وہ ہے صاحب عزو وقار

ہم وطنون کو یہ کدخاک مین ہمکو ملائین
اپنی سکونت بھی اب انکو ہوئی ناگوار

دوست جو اپنے تھے کل آج ہوئے وہ عدو
آہ نہ جائے قرار اور نہ پائے فرار

سنگ مذلت سے یون چرخ نے پیسا ہمین
خاطر احباب پر بار ہے اپنا غبار

اپنے زمانے مین ہین ایسے مسلمان وہ
ہندون مین ملکے ہے جنکو بہت افتخار

علم سے بے بہرہ ہین عقل سے ناآشنا
دل مین سمائی ہوئی ہم ہین بہت ہوشیار

جاتے ہین جلسون مین وہ قوم کے بنکر وکیل
گو کہ نہین قوم کو ان پہ ذرا اعتبار

دوست جو ہین انکو وہ سمجھے ہین اپنا عدو
جو کہ عدو ہین انہین سمجھے ہین وہ دوست

آہ اسی قوم مین آج جہالت ہے عام
جنکے سلف تھے کبھی خلق کے آموزگار

آہ وہ کیا ہوگئے صاحب علم و ہنر
آہ وہ کیا ہوگئے فتنہ روزگار

جائیے شیراز کیون جائیے بغداد کیون
جائیے کیون اصفہان جائیے کیون قندہار

آہ کہان جائیے اور کسے روئیے
رونے کو کچھ کم نہین ہند کا احوال زار

آہ وہ دہلی جو تھی مرجع اہل کمال
آج ہے اسکا لقب دہر مین اوجڑا دیار

آہ کہ وہ لکھنؤ جس کی ترقی کی ضو
پرتو خورشید کی طرح سے تھی آشکار

آج وہی بیت علم جسکی جہان مین تھی دھوم
جہل کی تاریکیون سے ہے شبستان تار

علم سے ہین ہم نفور عقل سے ہین دور دور
الٰہی اپنا وثار جہل ہے اپنا شعار

نشۂ غفلت مین کچھ ایسے ہین مدہوش ہم
زیست ہے جسکا خمار موت ہے جسکا اُمار

علم کی وہ شان ہے اپنے وطن مین کہ آہ
جیسے کسی شہر مین کوئی غریب الدیار

سوتے ہین زیر زمین سیکڑون عالی مقام
خواب عدم مین ہین آہ سیکڑون والا تبار

اُٹھ گئے دنیا سے یون جیسے کوئی لاولد
آہ جہان مین نہین انکا کوئی یادگار

حیف کہ ہے بے نشان مرقد اہل کمال
آہ کہ ہے بے چراغ اہل ہنر کا مزار

رونے سے کیا فائدہ چاہیے کچھ ذکر خیر
حمد مین مطلع لکھ اے خامۂ سحر نگار

مطلع ثالث

اے کہ تری شان ہے چار طرف آشکار
عرش سے تا فرش ہے نام کی تیری پکار

ذکر ترا اے کریم لذت کام و زبان
ناطقہ سو جان سے نام پہ تیری نثار

تیرے سوا دوسرا معطی و منعم نہین
سب تیرے در کے گدا سب ہے ترا امیدوار

نام کو تیرے بقا ذات کو تیری ثبات
تیرے سوا اور ہر چیز ہے ناپائدار

گو کہ ہر اک سے ہے ذات تیری بے نیاز
ہم تجھے لیکن پسند عاجزی و انکسار

آج گدایانہ ہے تجھ سے مری التجا
اک نظر لطف کا تیری ہون مین خواستگار

امت خیر الورا پر ہے مصیبت کا وقت
رحم کر اے کبریا رحم کر اے کردگار

فضل کر اے مالک مملکت لایزال
بہر نبی کریم بہر شہ ذوالفقار

واسطہ پنجتن میری دعا ہو قبول
مطلب دل ہو حصول واسطہ ہشت و چار

واسطہ اُنکا تجھے جن پہ ہے تو مہربان
واسطہ اُنکا تجھے جن پہ زیادہ ہے پیار

مجلس تعلیم ہو رخندہ اکامیاب
اس کی تدابیر کا خلق مین ہو اشتہار

سعی سے اسکی بڑھے سلسلہ تعلیم کا
فیض سے اسکے بڑھے طفل ہر اک نونہار

تیرے سوا اے کریم اور نہین دوسرا
جس کے در فضل پر کوئی ہو امیدوار

تیرے سوا کون ہے ہم سے غیر سبکا دوست
تیرے سوا کون ہے عاجزونکا غمگسار

شرم ہے اس قوم کی بار خدا تیرے ہاتھ
تیرے سوا کون ہے عاصیونکا پردہ دار

خاموشیِ ما گشت بد آموز بتان را
زین پیش دگر نہ اثرے بود فغان را

اس مین کوئی شک نہین کہ ہماری ہی خموشی نے قوم کے حرکات و سکنات پر برا اثر ڈالا۔ سمجھدار کا سکوت ہمیشہ زہر کا کام کر گیا ہے۔ اور یہ سکوت بھی تو قیامت کا ہے۔ تھوڑا نہ بہت تقریباً پورے پانچ چھ سو برس کا سکوت۔ اسکو خدا جانے کتنی صدیان گذر گئین کہ ہمارے قومی اسپیکرون اور مذہبی ناصحون کے ہونٹون پر مہر سکوت لگ گئی۔ ہائے کبھی وہ دن تھے کہ ہمدردان قوم کی پُر اثر آوازون سے تمام ربع مسکون مین ہر وقت ایک زلزلے کی ایسی کیفیت طاری رہا کرتی تھی۔ عرصہ رزم ہمارے پرجوش اور آگ لگا دینے والے خطیبون کی صداؤن سے کانپ رہے تھے۔ اور مجالس عشرت مین ہماری ہی جادو بیان بلبلون کی طرح چہچہایا کرتے تھے۔ جدھر کان لگائیے اُدھر سے ہمارے ہی اسلامی فصحا و بلغا کی

آوازین آتی تھیں اور شاقوں کے کانوں مین گونجتی تھین - اگلی صدیون مین یہ سکوت نہ تھا - اُن گذشتہ پُرجوش طبیعت والے مجزبیانون سے بے کچھ کہے رہا ہی نہین جاتا تھا - زمانہ شاہد ہی کہ اپنے جیتے جی اُنھون نے اپنی زبان نہین روکی - کہے گئے - اور سہماتے رہی - گویا نچلا بیٹھنا جانتے ہی نہ تھے - پھر اثر کیونکر نہ ہوتا - اس بلا کا اثر تھا کہ شمشیر و سنان اکثر اُن کی زبان کے مقابل مین سست پڑ گئین - یہ یورپ جسکی نسل اُن دنون خواب غفلت مین پڑی تھی اسکی سواد مین اُنکی صدائین گونجین اور سب کے سب جاگ پڑے - جہان تک تاریخون مین ڈھونڈ ہیے گا یہی نظر آئے گا کہ اُن کے زمانے مین تمام دنیا کے ناصحونکی زبانون پر مہر سکوت لگی تھی - اور سارا عالم خوابِ غفلت مین سو رہا تھا - انصاف کیجیے تو ساری دنیا اُنھین کی جگائی ہوی ہے - یہ اُن کی جادو بیانیون اُن کی آہ و فغان کا اثر تھا کہ دنیا کا رُخ پلٹ گیا - اور گویا ترقی کی ہوا چلنے لگی - ہاے بالکل سچ کہا ہے ع "در زمین پیش دگر نہ اثرے بود فغان را" کیا اثر تھا! اور کیا مبارک اثر! -

زمانے نے حسب معمول اپنا پہلا ورق اُلٹا - دیکھا تو وہ قدیم جادو بیان پیوند خاک تھے - اور اُنکی نسل پر شراب عیش اور بادۂ عشرت کی بیہوشی طاری تھی - ایک خموشی تھی کہ باہمی صحبتون مین بھی سب کے سب اپنے چپکے ہی چپکے لطف صحبت اُٹھا لیتے تھے - خدا جانے آوازین پڑ گئی تھین یا کیا تھا کہ باہم ایک دوسرے سے ملتے وقت اگر کسی کی زبان سے کوئی موثر جملہ نکل بھی جاتا تھا تو اسکی آواز اسی زور کے ساتھ سننے والے کے کانون تک نہین پہونچتی تھی - غرض پوری قوم پر ایک پُرحسرت سکوت طاری ہوگیا تھا - جو اسوقت تو ایک قسم ذریعۂ راحت معلوم ہوتا تھا - مگر انتہا پر پہونچ کے دکھائی دیا کہ اسکی دلچسپیون کے دامن مین صدہا حسرتین پوشیدہ تھین - اس سکوت نے قیامت ڈھا دی - ہر طبقہ اُن اغراض کے مناسب نہ رہا جو اُس طبقہ والون کے لیے ضروری ہین - واقعی یہ ہماری خموشی کا خمار ہے جو ہماری قوم پر طاری ہے - ذرا تنگ نہین ع "خاموشی ما گشت بد آموز بتان را" اور کسی کی نہین خاص ہماری خاموشی - اب رہا یہ کہ بتون سے کون لوگ مراد ہین -

ہمارے قدیم شعرا معشوق کو بت کہتے آئے ہین - ایک وجہ مناسبت تو یہ ہے کہ مذہب عشاق مین معشوق کی پرستش ہی عبادت ہی - لہذا بتونکی طرح معشوق بھی گویا ایک قابل پرستش چیز ہین - دوسری مناسبت شاید یہان کے بتون سے تو نہو مگر یونان جاکے بت پرستی

ہمیشہ عربی اور فارسی شعرا کی بحث عنہ رہی ہے وہاں کے بتوں سے بخوبی جانی جاتی ہے۔ اور معشوق کو بُت کہنے کا اصلی سبب شاید یہی ہے۔ یونانی حسن کو قابل پرستش خیال کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ انکی دیویاں اور اُن کے دیوتا باعتبار حسن کے اعلیٰ درجہ کے خوشنما اور دلفریب بنائے گئے تھے۔ خلاصہ یہ کہ معشوق ایک قسم کے بُت ہیں۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہمدردان قوم کا معشوق اُنکی قوم ہوتی ہے۔ اگر اصل پوچھیے تو قوم دنیا کے کل مشہور لائیفون اور ریفارمرون کی معشوقہ رہی ہے۔ اسی خیال کی بنا پر قوم کا ہر ہر فرد ایک ایک معشوق یا شاعرانہ الفاظ میں کہا جائے تو ایک بت یا دیوی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شعر میں بھی ہمارے مذاق میں غالباً دو بتان کے لفظ سے شاعر کا مقصود نوجوان قوم ہیں۔ اور بالکل صحیح کہا ہے۔ کیونکہ جب تک ہم سے صدائے آہ و زاری بلند رہی اور ہم قومی خرابیوں کو دیکھ کے بے صبری سے نالہ کشی کرتے رہے اسوقت تک قوم بھی سنبھلی رہی۔ اور جب سے ہم نے سکوت اختیار کیا۔ ہمارے ناصحوں اور واعظوں سے خموشی ظاہر ہوئی لوگونکو کوئی غیرت دلانیوالا اور راہ راست پر لانے والا نہ رہا۔ اور گویا ہماری خموشی ہی نوجوانان قوم کے لیے ایک ایسا اُستاد ہوگئی جو بُری باتوں کی تعلیم دے۔ کتنے بڑے غضب کی بات ہے کہ ہمیں خبر ہی نہیں ہوئی اور یہی نالائق اُستاد پانچ چھ صدیوں سے ہماری قوم کے نوجوانوں کو تعلیم دے رہا تھا۔ یہ اسکی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ اپنے قدیم کارناموں میں اپنی قوم کو ہم جسقدر کامیاب اور بامراد تصور کرتے ہیں اُسیقدر اب ہم میں نالائقیاں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے ہمارے قدیم اسپیکروں سے سیکھ کے اپنی قوم کو اُبھارنا اور ترقی دلانا شروع کیا تھا آج وہ اوج و عروج کے کل مراتب طے کیے ہوئے نظر آتے ہیں اور ہم جو اُن کی نسل سے ہیں جنکو اُن کی فرزندی پر ناز ہے اسدرجہ غافل اور بے حس ہیں کہ دیگر اقوام کے دردمند چلا چلا کے جگاتے ہیں اور نہیں جاگتے۔ ہائے اے ہمارے سکوت تونے ہمیں کہیں کا نہ رکھا۔ اے ہماری بے زبانی تو ہماری بڑی دشمن نکلی۔

آج ہماری سکوت کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنی بے زبانی کی وجہ سے کسی سوسائٹی کے قابل نہیں ہیں۔ ہماری صحبتیں سست پڑی ہیں۔ ہماری انجمنوں میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔ اگر ترقی اور باہمی تبادلۂ خیالات یا اصلاح زندگی کے لیے کوئی انجمن قرار دی جاتی ہے۔ تو ایسا ایک شخص بھی نہیں ملتا جو اپنے عام اغراض کو اُسیقدر زور کے ساتھ بیان کرے

جسقدر وہ ضروری ہین - دس بارہ آدمی اگر فراہم ہوجاتے ہین تو یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا چند مورتین ایک دوسرے کی طرف رُخ کیے بیٹھی ہین - نہ اسکے مُنہ مین زبان ہے کہ مافی الضمیر ادا کرے - نہ اُس کو الفاظ ملتے ہین کہ شائستگی کے ساتھ اُسکی تائید کرلی جائے - تائید ہو خواہ مخالفت سب قسم کے خیالات دل مین پیدا ہوتے ہین مگر زبان تک نہین آسکتے - اگر ایک معمولی رزولیوشن پیش کرنا ہوتا ہے تو ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگتا ہے - اور ہر شخص اُس کا پیش کرنا دوسرے پر ٹالتا ہے - یہ صرف ہماری خموشی کا نتیجہ ہے اگر اس سے چند روز پیشتر کے علما و فضلا اور زمانہ شناس سرگروہان قوم خود نہ ساکت ہوجاتے اور ہر موقع پر تہذیب ـــــ کچھ کہدیا کرتے تو ان کے وہ قیمتی الفاظ ضائع نہ ہوتے - خود کہتے ہوتے تو کچھ ان سے بھی کہلا لیتے - یہ ہرگز نہ ہوتا جو ہوگیا - قوم بھر بے زبان ہوگئی - اپنی بے زبانی کیوجہ سے ہماری قوم کے نوجوان واقعی بُت ہین - کیونکہ مجسّم قیمت کے علاوہ بے زبانی اور سکوت کی ادائین بھی بتوں سے ملتی ہوئی ہین -

ہمارے اہل اسلام اپنے آپ کو ہمیشہ نسل عرب سے ثابت کرتے ہین اور اس امر کو اپنا فخر سمجھتے ہین کہ اُس مبارک گروہ کی اولاد سے ہین جو حضرت رسول علیہ السلام کا جان نثار رہا اور جسنے سرزمین عرب کے جمیع اطراف سے سمٹ کر خاص دست مبارک جناب رسالتمآب صلعم پر بیعت کی تھی - کاش کبھی یہ بھی خیال کیا جاتا کہ وہ لوگ کتنے بڑے پُرگو اور اپنی فطری جہالت مین بھی کیسے جادو بیان اور طلیق اللسان تھے - واقعی اُن کی زبان کسی موقع پر نہین رُکتی تھی - جب کافر اور بُت پرست تھے تب بھی ہمیشہ اپنی زبان آوری اور معجز بیانی کا امتحان کھلے میدان مین کھڑے ہو ہوکے دیا کیے اور جب اسلام لائے اُسوقت اُنکے الفاظ پہلے سے زیادہ موثر اور دل پر فتح پانے والے ہوتے تھے -

غرض کوئی ایسا زمانہ نظر آئے گا کہ وہ موجود ہون جو ہر زبان دکھانے کا موقع آیا ہو اور اُن سے چپکا رہا گیا ہو - کیا آزادیان تھین اور کیا جوش و خروش تھے - خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع عام مین پوچھا - اگر مین خلاف احکام شرع کرون تو تم کیا کروگے؟ ایک آزاد بیان تلوار بیک کے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا - ہم تلوار کی طرح بتراش دینگے - خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تکلف اور مہین لباس پہنے ہوئے جمعہ کی نماز پڑھانیکو مسجد نبوی صلعم مین آئے ایک بہادر نے جلا کے کہدیا - ان امیر نا یلبس لباس الفساق